بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ (القرآن)

اور عورتوں کو شہوت کے ساتھ ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مساجد میں اعتکاف سے ہو

رفیق المعتکفین

من

اسوۃ سید المرسلین



مرتبہ

مفتی محمد رفیق الحسنی

جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم

گلستان جوہر، بلاک ۱۵، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ (القرآن)

اپنی عورتوں کو شہوت کے ساتھ ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مساجد میں اعتکاف کیے ہو

رفیق المعتکفین

من

اسوۃ سید المرسلین

مرتبہ

مفتی محمد رفیق الحسنی

خطیب جامع مسجد رحمانیہ طارق روڈ، کراچی

جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم

گلستان جوہر، بلاک ۱۵، کراچی

نام کتاب : رفیق المعتکفین من امۃ سید المرسلین

مرتب : مفتی محمد رفیق حسنی (فون: 9244269 - 0300)

کمپوزنگ وطباعت : حافظ محمد عابد سعید (3340980 - 0300)

اشاعتِ دوم : پانچ سو

اشاعت اول : پانچ سو

تاریخ اشاعتِ دوم : جولائی ۲۰۱۲ء

تاریخ اشاعتِ اول : اکتوبر ۲۰۰۶ء

طابع : جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر۔کراچی

قیمت : -/300 روپے

کتاب ملنے کے پتے:

- جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، گلستانِ جوہر، کراچی۔فون: 34619190
- جامع مسجد مبارک سی ویو، ڈیفنس، کراچی۔فون: 35842591
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی۔فون: 32212011

England:

- Sohail Rafique: 33 South Lea Road, Manchster, UK.
  Ph. 0044-161-9152916
- Dr. Aamir: House No. 181, Stoyal Road, Post Code
  SK-83-TX, Cheadle Cheshire Manchster, UK.
  Ph. 0044-161-4988255

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَ ضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

انتساب

میں زیر نظر کتاب ''رفیق المعتکفین'' نہایت سعادت مند اعتکاف میں بیٹھنے والے رفقاء کی طرف منسوب کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ معتکفین کی طرف نسبت کی وجہ سے اس کتاب کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور معتکفین کے علاوہ جملہ اہل ایمان کو اس کتاب سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاک پائے اہل ایمان
محمد رفیق حسنی عفی عنہ

فہرست

عرضِ مؤلف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِعْتِکَافَ عِبَادَۃً لِّلْمُسْلِمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الَّذِیْ جُعِلَتْ سِیْرَتُہٗ اُسْوَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ مَکَثُوْا فِی الْمَسَاجِدِ مُعْتَکِفِیْنَ اِتِّبَاعًا لِرَسُوْلِھِمِ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ. اَمَّابَعْدُ

ایک عرصہ سے رفیق الصائمین کے نام سے شائع شدہ کتاب میں اعتکاف کے مسائلِ ضروریہ کو میں نے تحریر کر دیا تھا اس لئے الگ اعتکاف کے مسائل پر کتاب لکھنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن دو تین سال سے فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے یا نہ کے حوالہ سے سائلین بار بار رابطہ کرتے تھے ان کے اصرار کی وجہ سے فناء مسجد میں اعتکاف کے فساد پر طویل تحریر لکھنی پڑی۔ ہم نے فناء کے مسئلہ پر لکھی تحریر کو ماہنامہ فقہ اسلامی میں شائع کرایا اور علماء کرام سے درخواست کی کہ اگر اس تحریر میں کوئی غلطی ہو تو ہمیں مطلع کریں لیکن آج تک کسی نے ہمیں کسی غلطی پر مطلع نہیں کیا بلکہ حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی زید مجدہٗ العالی، شیخ الحدیث والتفسیر دارالعلوم نعیمیہ کراچی اور حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن زید فضلہٗ مہتمم دارالعلوم نعیمیہ و چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان اور صدر تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان اور صاحب تصانیف کثیرہ عمدۃ الاصفیاء فقیہ العصر حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری زید کرمہ، سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور اور حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی نے ہمارے فتویٰ کی تصدیق فرمائی۔ چنانچہ میں نے ارادہ کیا اعتکاف کے دیگر مسائل کے ساتھ فناءِ مسجد کا مسئلہ مستقل کتاب میں شائع

کردیا جائے تاکہ قارئین اور معتکفین مکمل استفادہ کرسکیں۔ کیونکہ دو تین سال سے مساجد میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کثیر تعداد میں لوگ اجتماعی اعتکاف بیٹھنے لگے ہیں۔ بعض تنظیمیں تبلیغ و تربیت کی غرض سے اجتماعی اعتکاف میں لوگوں کو شریک ہونے کی ترغیب دیتی ہیں۔ دس (۱۰) دن کا اعتکاف، سات (۷) دن کا اعتکاف، تین (۳) دن کا اعتکاف اور ایک (۱) دن کا اعتکاف مروج ہیں۔ اس میں لوگوں کو دینی مسائل کی تعلیم دی جاتی ہے جو کہ بہت اچھا کام ہے۔ ضرورت تھی کہ اعتکاف کے اہم مسائل پر ایک رسالہ لکھ دیا جائے تاکہ معتکفین استفادہ کرسکیں، اسلئے ہم نے اعتکاف کے مسائل پر "رفیق المعتکفین من امة سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام" کے نام سے مستقل رسالہ شائع کردیا۔

مگر جب بعض حضرات نے فقہی جزئیات کہ "مسجد کی دیوار پر بلاضرورت شرعی بیٹھنے اور مینار پر چڑھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔" سے استدلال کر کے فتویٰ جاری کر دیا تھا کہ مسجد کی بیرونی چار دیواری کے اندر وضوخانہ، غسل خانہ اور استنجا خانہ فناءِ مسجد میں داخل ہیں۔ فناءِ مسجد کے وسیع علاقہ میں بلاضرورت جانے سے بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ اس فتویٰ پر عمل کرنے والے معتکفین کھانا کھانے کے بعد کلی کرنے اور ہاتھ دھونے کے لئے وضوخانہ جا کر جتنی دیر بیٹھیں اس کو وہ جائز سمجھنے لگے۔ غسل خانوں میں جب چاہیں مسنون اور ٹھنڈک کے لئے غسل کرنے چلے جاتے ہیں، روزہ افطار کرنے اور تراویح کے بعد مسجد سے باہر مسجدوں کے لان میں گھنٹوں گپ شپ اور سگریٹ اور حقہ نوشی سے تلذذ حاصل کرتے ہیں اور مسجد کی چار دیواری کے اندر مع اہل وعیال اقامت پذیر مؤذن اور امام تراویح کے بعد اپنے بچوں کے ساتھ رات گزار کر صبح مسجد میں واپس آ کر بھی اعتکاف فاسد نہیں سمجھتے۔ سوال کرنے پر جواب ملتا ہے "فلاں مفتی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ مسجد کی بیرونی چار دیواری کے اندر بلاضرورت جانے،

بیٹھنے اور سونے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا کیونکہ یہ سب فناءِ مسجد ہیں، اور فناءِ مسجد جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔'' ہم نے کہا کہ اگر مفتی صاحب کا فتویٰ صحیح اور صواب ہو تو لازم آئے گا کہ مسجد کی بیرونی چار دیواری تک مطلق فناءِ مسجد میں غسل خانوں اور امام اور مؤذن کے مکانوں میں بلاضرورت جانے، سونے اور بیٹھنے سے اعتکاف فاسد نہ ہو۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے آج تک کسی فقیہ اور عالم کا یہ قول اور عمل ثابت نہیں کہ مسجد سے خارج غسل خانوں، استنجاء خانوں، وضو خانوں اور امام و مؤذن کے مکانوں میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہو۔

جب ہم نے دیکھا اس فتویٰ سے اعتکاف ایک مذاق بن گیا ہے تو اعتکاف کے مسائل کے آخر میں اصحاب فتویٰ کے استدلالات کے ابطال میں قدرے تفصیلی بحث کی ہے، جس سے مضمون طویل ہوگیا۔ قارئین علماء کرام سے گزارش ہے کہ ہماری تحریر غور سے پڑھ کر اپنی آراء سے مطلع فرمائیں۔ اگر ہم غلطی پر ہیں تو ہمیں اطلاع بخشیں، اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا۔

نیز صائمین اور قراء اور حفاظ کے استفادہ کے لئے اس کتاب میں فضائل مساجد اور سترہ کا مسئلہ اور آخر میں چند دعائیں بھی شائع کر دیں اور اس کتاب کا نام رفیق المعتکفین من امة سيد المرسلين رکھ دیا۔

چونکہ انسان خطا اور نسیان سے مرکب ہے لہٰذا فناءِ مسجد کے مسئلہ کے علاوہ دیگر مسائل میں بھی علماء حضرات اور قارئین میری خطا پر مطلع ہوں تو مجھے اطلاع بخشیں، مجھے رجوع کرنے میں خوشی ہوگی۔ خاک پائے اہل ایمان

محمد رفیق حسنی عفی عنہ

مورخہ ۱۵؍ستمبر ۲۰۰۶ء / مطابق ۱۲؍شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

بروز جمعہ تکمیل کو پہنچی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

تصویبات

منجانب

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ تعالیٰ علیہ
شیخ الحدیث والتفسیر دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

حضرت مفتی اہلسنّت شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد رفیق الحسنی متعنا اللہ بطولِ حیاتھم و فیوضاتھم نے اپنا تازہ فتویٰ لکھا ہوا ازراہِ کرم مجھے بھجوایا۔ اس فتویٰ کا موضوع ہے معتکفین کا فناءِ مسجد میں بلاضرورت شرعی جانا اور وہاں پان، بیڑی، سگریٹ وغیرہ پینا اور گپ شپ کرنا مفسد اعتکاف ہے، بلکہ اگر یہ کام بھی نہ کئے جائیں تب بھی بلاضرورت شرعی فناءِ مسجد میں جانا مفسد اعتکاف ہے۔

کچھ عرصہ پہلے بعض علماء نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ مسجد کے مینار اور دیوار کے علاوہ جو مسجد کا صحن ہوتا ہے اور مسجد کی چار دیواری کے اندر ہوتا ہے اور جس میں وضو خانے، غسل خانے اور بیت الخلاء وغیرہ بنے ہوئے ہوتے ہیں یہ سب فناءِ مسجد ہیں اور اس میں جا کر بیٹھنا مفسد اعتکاف نہیں ہے اور انہوں نے اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قدس سرہٗ کے فتاویٰ رضویہ کی بعض عبارات سے استدلال کیا تھا۔ اس وجہ سے بہت لوگ مغالطہ میں مبتلا ہو کر اپنے اعتکاف جیسی اہم عبادت کو ضائع کر رہے تھے۔ الحمدللہ مفتی اہلسنّت مفتی محمد رفیق حسنی مدظلہ نے اعلیٰ حضرت کی ان تمام عبارات کا محمل متعین کر دیا ہے اور بکثرت فقہائے متقدمین اور خصوصاً اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی متعدد عبارات سے یہ واضح کر دیا ہے کہ یہ فتویٰ غلط اور مفسد عبادت ہے اور بلاضرورت شرعی فناءِ مسجد مذکور میں جانا مفسد اعتکاف ہے۔

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے علوم میں برکتیں عطا فرمائے اور ہم جیسے لوگوں کو ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) دعا گو و دعا جو

غلام رسول سعیدی غفرلہٗ تاریخ: ۱۶ / مارچ ۲۰۰۶ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

منجانب

حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہ تعالیٰ علیہ

چیئرمین مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی و مہتمم دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

حضرت علامہ مفتی محمد رفیق حسنی زادھم اللہ علما و فضلا ہمارے دور کے ایک ممتاز عالم دین، فقیہ اور مفتی ہیں۔ فقہی مسائل اور جزء یات پر ماشاء اللہ ان کی نظر عمیق و محیط ہے، فقہی مسائل کی تحقیق کا ملکہ اور مہارت بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہے۔ انہوں نے بعض مسائل میں عہد جدید کے تقاضوں کے مطابق مجتہدانہ روش بھی اختیار کی ہے، لیکن محض تجدد کے شوق میں نہیں بلکہ دلائل کی روشنی میں اپنے مؤقف کو بیان کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔ ایسے دور میں، جب علماء ربانیین اور محققین یکے بعد دیگرے اٹھتے چلے جا رہے ہیں اور ''نزع علماء'' کے ذریعے سے ''نزع علم'' ہو رہا ہے، ہمارے درمیان مفتی صاحب جیسے علماء کا وجود غنیمت ہے۔

''اعتکاف'' اپنے لغوی اور اصطلاحی معنی اور روح کے اعتبار سے خلوت گزینی، ایک محدود مدت کے لئے تبتّل اور توجہ الی اللہ کی عبادت ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے اس سے انفرادی ذکر وفکر، انابت الی اللہ، خشوع وخضوع، تضرع، خشیت الٰہی اور حضوریٔ بارگاہ رب العالمین کی روح سلب کر کے اسے اجتماعیت کا رنگ دیا جا رہا ہے، اس پر تفاخر ومباہات ہوتا ہے کہ سب سے بڑا اعتکاف کہاں ہو رہا ہے، ادّعاء تکثر ہوتا ہے، کیفیت و معیار میں مسابقت کے بجائے کمیت اور تکثر پر زور دیا

ہے اور اس سے صرفِ نظر کر دیا جاتا ہے کہ ''حقیقتِ اعتکاف'' اور ''روح اعتکاف'' بھی کہیں ہے یا نہیں۔

اسی دوران میں ہمارے بعض اہلِ علم نے فناءِ مسجد کی اصطلاح اور فقہی جزءیات کے تنکے جمع کر کے ایک آشیانہ بنا دیا اور عبادت کی باقی ماندہ روح کو بھی سلب کر کے اس میں مزید ابتذال کی کیفیت پیدا کر دی اور امت کے صدیوں کے تعامل اجماعی سے ہٹ کر بلا ضرورت شرعی وطبعی مسجد سے نکل کر غسلِ شوق کرنے، چہل قدمی کرنے، گروپس کی شکل میں گپ شپ کرنے اور سگریٹ پان سے شوق فرمانے کی رخصتوں کی راہ بھی ہموار کر دی۔ ہمیں ان علماء کرام کے خلوص نیت اور علمی دیانت کے بارے میں حاشا وکلا کوئی شبہ یا بدگمانی نہیں ہے، ظاہر ہے انہوں نے دیانتاً جیسا سمجھا بصورتِ فتویٰ تحریر فرما دیا لیکن یہ امر غنیمت ہے کہ ایک مخصوص طبقے کے علاوہ باقی تمام علماء اور معتکفین ''تعاملِ امت'' پر ثابت قدم رہے۔

محترم مفتی صاحب نے نہ صرف ''فناءِ مسجد''، اس کی اقسام اور اطلاقات کو جامع انداز میں بیان کر دیا ہے، بلکہ اس ضمن میں مسجد، مسجدیت، فناء مسجد اور اعتکاف کے حوالے سے کافی ذیلی مسائل اور جزءیات کا بھی احاطہ کر دیا ہے، فریق ثانی کے اشکالات کا جواب بھی دیا ہے، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مُحدِّث بریلوی قدس سرہم العزیز کی جن عبارات وفتاویٰ سے استناد کیا گیا تھا، ان کا صحیح محمل وتوجیہ بھی بیان کر دی ہے۔

حضرت محترم مفتی ابوبکر صدیق صاحب زید مجدہم ماشاء اللہ وسیع المطالعہ ہیں، نوجوان ہیں، فقہی جزءیات پر غائر نظر رکھتے ہیں اور خصوصاً فتاویٰ رضویہ کا انہوں نے عمیق مطالعہ کیا ہے، عہد حاضر کے بعض حوادث ونوازل پر وہ بھی اعلیٰ

حضرت نور اللہ مرقدھم کی بیان کردہ جزءیات کے اطلاق و انطباق کا ملکہ رکھتے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ وہ مفتی صاحب کے اس تحقیقی فقہی مضمون کا معروضی انداز میں مطالعہ فرما کر اپنے مؤقف پر نظرثانی فرمائیں اور اگر وہ بدستور اپنے مؤقف پر قائم رہتے ہیں تو اس بحث کا جواب تحریر فرمائیں۔ میری دلی خواہش ہے کہ اس مسئلے پر علماء اہلسنّت کا مؤقف متفق علیہ اور اجماعی رہے۔ میری دعا ہے حضرت مفتی محمد رفیق حسنی کی یہ سعیٔ جمیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ماجور ہو، اس کی افادیت عام ہو، اللہ متعالی ان کے تفقہ، علم اور عمر میں مزید برکات عطا فرمائے اور ان کا علمی فیض تادیر جاری رہے۔

دعا گو و دعا جو

بندۂ عاجز منیب الرحمٰن

تاریخ: ۲۳/ مارچ ۲۰۰۶ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

منجانب

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب مدظلہ تعالیٰ علیہ

شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ نظامیہ، لاہور

محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی محمد رفیق حسنی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

معتکف حاجت شرعیہ یا طبیعہ کے بغیر فناءِ مسجد جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آپ کا تفصیلی فتویٰ موصول ہوا، جس کا راقم نے مطالعہ کیا، فقیر اس فتویٰ کی تائید کرتا ہے اور اس کی مضبوط دلیل حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف فرما ہوتے اور اپنا سر اقدس میرے قریب کر دیتے اور میں اس میں کنگھی کرتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ معتکف شرعی یا طبعی حاجت کے بغیر مسجد سے باہر نہیں جا سکتا۔ آپ نے بڑی محنت سے فتویٰ تحریر کیا ہے۔

مولائے کریم جل مجدہ آپ کے علم وقلم میں برکتیں عطا فرمائے۔

والسلام

محمد عبدالحکیم شرف قادری

تاریخ: ۲۹/ مارچ ۲۰۰۶ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

منجانب

حضرت علامہ محمد اسماعیل صاحب مدظلہ تعالیٰ علیہ

شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ، کراچی

بگرامی خدمت علامہ مفتی رفیق حسنی صاحب دامت برکاتہ العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

سب سے پہلے معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے تاثرات ارسال کرنے میں بہت تاخیر کر دی۔ آپ کی کتاب بعنوان مسجد وفناءِ مسجد جو ۴۲ صفحات پر مشتمل ہے مکمل پڑھ لی ہے، بلکہ بعض صفحات کو مکرر پڑھا جو کہ جید علماء کرام کے فتاویٰ سے مبرہن ہے۔ اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی البتہ بعض جگہ کچھ مشکل نظر آتی ہے، اسے کچھ سہل فرما دیں تو زیادہ مفید ثابت ہوگی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تشریحات کا تکرار ہے۔ اگر مسجد کا نقشہ بنا کر اس میں فناءِ مسجد اور مسجد کو تیروں کی مدد سے نشاندہی فرما دیں تو قاری کے لئے سمجھنا سہل ہوگا۔ یہ میری ایک ناقص رائے ہے باقی آپ بہتر جانتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کتاب احادیث مبارکہ اور مستند کتابوں کے دلائل سے بھری ہوئی ہے۔ دلائل کی روشنی میں کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہونا چاہئے، حق کو حق سمجھ کر قبول کر لینا چاہئے۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپکی سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو مقبولِ عام وخاص بنائے اور اس کو ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

یکے از سگ بارگاہ غوثیت

محمد اسماعیل غفرلہ۔ تاریخ: ٦ ستمبر ۲۰۰٦ء

اعتکاف کا بیان

اعتکاف کے فضائل:

(۱۸۵/ ٦٧): عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ فِیْ کُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَیَّامٍ، فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ اعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ یَوْمًا۔

(رواہ البخاری)

- ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔''

(۱۸٦/ ٦٧): عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ نَافِعٌ : وَقَدْ أَرَانِیْ عَبْدُاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمَکَانَ الَّذِیْ کَانَ یَعْتَکِفُ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَسْجِدِ۔ (رواہ مسلم)

- ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے مجھے مسجد میں وہ جگہ دکھائی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔''

(١٨٧/٦٩): عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا : أَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : كُنْتُ نَذَرْتُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَیْلَةً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ : فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ۔ (متفق علیہ)

- ''حضرت (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: میں نے دورِ جاہلیت میں منت مانی تھی کہ خانہ کعبہ میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا۔ فرمایا: اپنی منت پوری کرو۔''

(١٨٨/٧٠): عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِیُّ یَمُرُّ الْمَرِیْضَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فِیَمُرُّ كَمَا هُوَ وَلَا یُعَرِّجُ یَسْأَلُ عَنْهُ۔ (رواہ ابو داؤد)

- ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مریض کے پاس سے اعتکاف کی حالت میں گزرتے تو بغیر ٹھہرے حسب معمول گزرتے جاتے اور اس کا حال پوچھ لیتے۔''

(١٨٩/٧١): عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ طُرِحَ لَهُ فِرَاشُهُ أَوْ یُوْضَعُ لَهُ سَرِیْرُهُ وَرَاءَ أُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ۔ (رواہ ابن ماجۃ وابن خزیمہ)

- ''حضرت (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ستون توبہ کے پیچھے تخت یا بستر بچھا دیا جاتا۔''

(۱۹۱/۷۳): عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ اللّٰہُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ كُلُّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنَ۔ (رواه الطبرانی بإسناد جيد)

- ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کر دیتا ہے، ہر خندق مشرق سے مغرب کے درمیانی فاصلے سے زیادہ چوڑی ہے۔“

(۱۹۲/۷۴): عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِيْ رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَ عُمْرَتَيْنِ۔ (رواه الطبرانی والبیہقی)

- ”حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے والد (حضرت امام حسین علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف کرتا ہے اس کا ثواب دو حج اور دو عمرہ کے برابر ہے۔“

(۱۹۳/۷۵): عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہُ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔ (متفق علیہ)

- ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں (اور ایک روایت میں ہے آخری سات راتوں) میں تلاش کیا کرو۔''

(۷۶/۱۹۴): عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَقِيَ عَشْرٌ مِّنْ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاعْتَزَلَ أَهْلَهٗ (رواہ احمد)

- ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: جب رمضان کے (آخری عشرہ) کے دس دن باقی رہ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کمر بند کس لیتے اور اپنے اہل خانہ سے الگ ہو (کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو) جاتے۔''

- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے ایک سال اعتکاف نہ بیٹھ سکے تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

- اعتکاف بیٹھنے والے کی مثال ایسے آدمی کی ہے جو اپنے مولیٰ کے دروازے پر دس دن کے لئے بیٹھ جائے اور اپنی حاجت طلب کرے انشاء اللہ مولیٰ اس کو خالی نہیں لوٹائے گا وہ رحمٰن اور رحیم ہے اپنے عاجز بندے کو جو اس کے گھر سب کچھ چھوڑ کے بیٹھ گیا اپنی رحمت سے محروم نہیں کرے گا۔

(۶۶/۱۸۴): عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ۔ (متفق علیہ)

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وفات تک اعتکاف بیٹھتے رہے، آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف بیٹھتی رہیں۔ (متفق علیہ)
- حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا آپ ہر (رمضان میں) ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سناتے تھے (دور کرتے تھے) اور جس سال آپ نے وفات پائی دو مرتبہ قرآن سنایا۔ اور ہر سال دس دن اعتکاف بیٹھتے تھے اور جس سال وفات پائی بیس دن اعتکاف بیٹھے۔ (بخاری)

(۱۹۰/۲۷): عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الْمُعْتَكِفِ : هُوَ یَعْتَكِفُ الذُّنُوْبَ وَیُجْرٰی لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔ (رواہ ابن ماجہ)

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کے حق میں فرمایا کہ معتکف اعتکاف کے دوران گناہوں سے باز رہتا ہے اور اس کیلئے ناکردہ حسنات جاری رہتی ہیں۔ جیسے ساری حسنات کرنے والے کیلئے۔ مثلاً نماز جنازہ پڑھنے اور مریض کی عیادت کرنے اور دیگر عبادات جو مسجد سے خارج ہوتی تھیں ان کا ثواب معتکف کو ملتا رہتا ہے۔
- مسلم اور بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف بیٹھتے تھے ایک مرتبہ جب آپ نے صبح کی نماز پڑھ لی، اعتکاف کی جگہ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اعتکاف کے لئے اجازت طلب کی آپ نے اجازت دے دی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسجد میں اپنا خیمہ

لگوا دیا جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے سنا انہوں نے بھی دوسرا خیمہ لگوا دیا پھر حضرت زینب نے سنا تو انہوں نے ایک اور خیمہ لگوا دیا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں واپس لوٹے تو آپ نے چار خیمے دیکھے آپ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے انہیں خبر دی آپ نے فرمایا اس اعتکاف اور خیموں پر ان کو (ازواج مطہرات) کو نیکی نے برانگیختہ نہیں کیا ان خیموں کو ہٹا دو پس میں ان کو نہ دیکھوں پھر خیمے ہٹا دیے گئے آپ بھی اس رمضان میں اعتکاف نہ بیٹھے حتیٰ کہ آپ نے شوال کے آخری عشرہ میں اعتکاف قضاء کیا۔

● بخاری شریف میں ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف بیٹھے اور ہم نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا وہ چیز جو تم طلب کرنا چاہتے وہ آنے والے ایام میں ہے پھر آپ درمیانی عشرۃ اعتکاف بیٹھے اور ہم نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا پھر جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا وہ چیز جو آپ طلب کرنا چاہتے ہو وہ آگے ہے، پھر آپ نے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا۔ (مطلوبہ چیز لیلۃ القدر تھی)۔

● اس حدیث کی وجہ سے اکثر علماء کہتے ہیں لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے، صحیح بخاری میں ہے آپ نے فرمایا:

اِلْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِيْ كُلِّ وِتْرٍ

یعنی لیلۃ القدر کو آخری عشرہ اور طاق راتوں میں تلاش کرو۔

بعض علماء فرماتے ہیں لیلۃ القدر کے کلمہ میں نو حرف ہیں اور سورۃ قدر میں تین مرتبہ اس کا تکرار ہے نو ضرب تین ستائیس ہوتے ہیں اس لئے لیلۃ القدر رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے۔

اعتکاف کے اقسام: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں اول اعتکاف واجب، دوم اعتکاف سنتِ مؤکدۃ کفائی، سوم نفلی اعتکاف۔

اعتکاف واجب وہ ہوتا ہے جس کے لئے زبان سے نذر مانی جائے نذر مطلق ہو یا معلق ہو مطلق کی مثال جیسے کوئی شخص کہے اللہ تعالیٰ کے لئے تین دن اعتکاف بیٹھوں گا اور معلق کی مثال جیسے کوئی شخص کہے اگر میرے مریض کو بیماری سے شفا ہوگئی تو دس دن اعتکاف بیٹھوں گا۔

● چونکہ نذر کسی عبادت کی ہوتی ہے اس لئے اس میں نیت کرنا شرط ہوتی ہے اور بغیر زبان سے ادا کئے نذر واجب نہیں ہوتی اس لئے اعتکاف منذور میں ناذر کا زبان سے اتنی آواز کے ساتھ نیت کرنا شرط ہے کہ اپنے کانوں کو آواز سنائی دے، اگر کسی شخص نے صرف دل میں اعتکاف کے نذر کی نیت کر لی اور آواز سے نذر کے کلمات ادا نہیں کئے تو اعتکاف واجب نہیں ہوگا۔

● اعتکاف منذور کے لئے روزہ بھی شرط ہے اگر کوئی شخص صرف اتنا کہہ دے کہ میں اپنے اوپر دو دن اعتکاف لازم کرتا ہوں روزوں کا ذکر کرے یا روزوں کی نفی کرے اور یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے میرے اوپر دو دن کا بغیر روزے کے اعتکاف ہے تو بھی روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔

● اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نذر مانے تو اعتکاف صحیح نہیں ہوگا کیونکہ رات روزے کا محل نہیں ہے چونکہ اعتکاف منذور کے لئے روزہ شرط ہے اس لئے اگر کوئی شخص دن سے کم وقت کے اعتکاف کی نذر مانے تو بھی نذر صحیح نہیں ہوگی کیونکہ روزہ دن سے کم وقت کے لئے نہیں ہوتا۔ ایک دن سے کم نفلی اعتکاف ہوتا ہے۔

واجب اعتکاف کی نیت:

نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ الْمَنْذُوْرَ مِنَ الْیَوْمِ اِلٰی یَوْمِ کَذَا۔

نذر کی وجہ سے واجب اعتکاف کی آج سے فلاں دن تک نیت کرتا ہوں۔

- جتنے دن کیلئے اعتکاف کی نذر مانی تھی اتنے دنوں کے اعتکاف کیلئے نیت کرے اور زبان سے ادا کرے مثلاً ناذر یوں کہے پانچ دن کے اعتکاف کی نذر مانتا ہوں۔ پھر پانچ دن کے اعتکاف کی نیت کرے اور اعتکاف بیٹھ جائے۔
- اعتکاف منذور کے لئے روزے کا ہونا جو شرط ہے یہ ضروری نہیں کہ اس کے لئے مستقل روزے رکھے جائیں۔

مثلاً اگر کسی شخص نے رمضان المبارک کے مہینہ کے اعتکاف کی نذر مانی تو رمضان المبارک کے روزوں کے وجود سے اعتکاف صحیح ہوگا اور اگر اس رمضان میں اعتکاف پر نہیں بیٹھا تو بعد میں مقصودی روزوں کے ساتھ اس اعتکاف کی قضا کرے یا پھر اُسی رمضان کے قضاء روزوں کے ساتھ اعتکاف قضا کرے کسی دوسرے رمضان یا کسی دوسرے واجب روزوں کیساتھ اعتکاف قضا کرنا جائز نہیں ہے۔

سنت مؤکدہ علی الکفایہ اعتکاف کے مسائل: رمضان المبارک کے آخری عشرہ بیس رمضان کے دن غروب آفتاب سے پہلے عید کا چاند نظر آنے تک اعتکاف کی نیت سے مسجد میں بیٹھنا سنت مؤکدۃ علی الکفایہ ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے لیکن جو لوگ نہیں بیٹھتے تھے ان کو کچھ نہیں کہتے تھے اس لئے رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور واجب نہیں ہے اور سنت علی الکفایہ ہے یہ کہ محلّہ میں سے کسی ایک شخص کے اعتکاف کی وجہ سے اہل محلّہ سے اعتکاف کے ترک کا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

● جس طرح تراویح کی جماعت سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے بعض لوگوں کی جانب سے تراویح جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے باقی لوگوں سے تراویح کی جماعت ساقط ہو جائے گی اور اس کا مطالبہ نہیں ہوگا۔ اگر اعتکاف سنت عین ہوتا تو ترک واجب سے کم سنتِ مؤکدہ کے ترک کا اہل محلّہ کو گناہ ہوتا۔ جیسے سنت مؤکدہ علی العین کے ترک پر گناہ ہونے پر شامی نے کتاب الطہارۃ میں تحقیق کی ہے۔

مسنون اعتکاف کی نیت: یعنی رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کی نیت کرتے ہوئے بیس رمضان کو مغرب سے پہلے یوں کہے:

نَوَيْتُ اِعْتِكَافَ الْعَشْرَةِ الْاٰخِيْرَةِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ط

رمضان سے آخری عشرہ کے اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔

● مسنون اعتکاف کی نیت کیلئے صرف ارادہ کافی ہے اور اگر زبان سے یہ الفاظ کہہ دے کہ میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کی نیت کرتا ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔

● جس طرح واجب اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے اسی طرح رمضان کے آخری عشرہ کے مسنون اعتکاف کے لئے بھی روزہ شرط ہے بالفرض مرض یا سفر کی وجہ سے کسی نے روزہ نہیں رکھا اور اعتکاف میں بیٹھ گیا اس کا اعتکاف سنت نہیں ہوگا بلکہ نفلی ہوگا۔ (شامی)

نفلی اعتکاف: ظاہر الروایت کے مطابق نفلی اعتکاف کے لئے وقت کی مقدار شرط نہیں ہے، نفلی اعتکاف ایک منٹ کا بھی ہوسکتا ہے مثلاً مسجد میں قدم رکھا اور اعتکاف کی نیت کرلی پھر نکل گیا تو اس کا یہ اعتکاف نفلی ہوگا اس لئے نفلی اعتکاف کم سے کم وقت کیلئے بھی ہوسکتا ہے۔

● نفلی اعتکاف کے لئے روزہ بھی شرط نہیں ہے بلکہ حالت طہارۃ میں کسی وقت رات ہو یا دن تھوڑی دیر کے لئے بھی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا نفلی اعتکاف ہے۔

نفلی اعتکاف کی نیت: نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ یَا نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ مَا دُمْتُ فِیْہِ (مرقاۃ باب الاعتکاف) یعنی میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں یا یوں کہے جب تک میں مسجد میں ہوں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔

● اگر مسجد میں داخل ہوتے ہی اعتکاف کی نیت کر لی جائے تو مسجد میں رہنے تک اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ اور معتکف کو مسجد میں کھانے اور پینے اور سونے اور مباح کلام کرنے کی اجازت ہوگی یہ اس وقت ہوگا کہ اعتکاف بالذات مقصود ہو اور کھانا پینا یا سونا بالتبع ہو۔

● اگر کوئی شخص مسجد میں کھانے پینے اور سونے کو جائز کرنے کے لئے اعتکاف کی نیت کرتا ہے تو یہ جائز نہیں۔

● اعتکاف کا مقصد اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تلاوت قرآن اور نوافل یا دینی کتابوں کا مطالعہ ہوتا ہے، بعض لوگ اجتماعی اعتکافوں میں گپ شپ لگاتے رہتے ہیں اور لایعنی گفتگو کرتے رہتے ہیں لہٰذا دنیاوی کلام اور لایعنی کلام سے اجتناب ضروری ہے۔ جس طرح غیبت کرنا گناہ ہے اسی طرح غیبت سننا بھی گناہ ہے۔ فحش کلامی اور گالی گلوچ اور جھگڑا کبیرہ گناہ ہیں اور کسی شخص کو ایذا پہنچانا سخت کبیرہ گناہ ہے خصوصاً بے وقت اسپیکر کی آواز سے اور خصوصاً جب سونے کا وقت ہو بچے بوڑھے اور مریضوں کو آرام کی ضرورت ہو تو مسجد کے اندر سونے والوں اور باہر کے ہارنوں کی آواز سے باہر کے لوگوں کو بے آرام کرنا اور ایذاء پہنچانا سخت حرام ہے۔

● اعتکاف کی حالت میں موبائل فون پر ضروری بات کرنا جائز ہے یعنی موبائل سے فون کرنا اور موبائل سے فون سننا دونوں جائز ہیں۔

● اگر نماز کی حالت میں موبائل کی گھنٹی (الارم) بجنے لگے تو ایک ہاتھ سے بند کر دیں اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

● قہقہہ لگانا ویسے ہی ناپسندیدہ عمل ہے لیکن مسجد میں اور حالت اعتکاف میں نہایت ناپسندیدہ ہے۔

● رمضان المبارک کے مسنون اعتکاف میں نوافل کے ادا کرنے کی کوشش کریں۔ سحری کھانے سے پہلے تہجد کے دو سے بارہ رکعت تک نوافل ادا کریں فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں اور مسجد میں بیٹھے رہیں، سورج طلوع ہونے کے تقریباً پندرہ منٹ بعد اشراق کے دو سے بارہ رکعت نوافل ادا کریں حدیث شریف میں ہے جس شخص نے اشراق دو رکعت کی محافظت کی اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم میرے لئے دن کی ابتداء میں چار رکعت ادا کر اور میں دن کے آخر تک تیری کفایت کروں گا۔ حضرت ابو ذر غفاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے تین سو ساٹھ مفاصل ہیں اور ہر مفصل پر صدقہ واجب ہے۔ ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تہلیل صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے۔ امر بالمعروف صدقہ ہے نہی عن المنکر صدقہ ہے اور ان سب چیزوں سے اشراق کی دو رکعت کفایت کریں گی۔ جب سورج بلند ہو جائے تو دو سے بارہ رکعت چاشت کے نوافل ادا کرے، پھر ظہر کی نماز باجماعت ادا کرے اگر ممکن ہو ظہر کی نماز سے پہلے یا بعد صلوٰۃ التسبیح کے نوافل ادا کرے عصر

کی نماز باجماعت کے بعد غروب آفتاب تک ذکر کرتا رہے مغرب کی نماز باجماعت کے بعد چھ رکعت اوابین کے نوافل ادا کرے پھر عشاء اور تراویح باجماعت ادا کرے۔ مناسب ہے کہ روزانہ دس پارے قرآن مجید کی تلاوت کرے اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے انشاء اللہ اگر کسی نے یہ شیڈول معمول بنالیا تو ہمیشہ کے لئے یہ عبادتیں معمول بن جائیں گیں۔

اعتکاف کے مسائل

تعریف: جنابت سے پاک عاقل مسلمان مردوں کے لئے جماعت والی مسجد میں اور حیض اور نفاس اور جنابت سے پاک عاقل مسلم عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

- جنابت والا آدمی مسجد میں نہیں جا سکتا اسلئے جنابت کی حالت میں اعتکاف شروع نہیں کرسکتا لیکن جنابت سے پاک آدمی اگر مسجد میں اعتکاف بیٹھ گیا اور اس کو جنابت عارض ہوگئی اس کا اعتکاف فاسد نہیں ہوگا غسل کر کے اعتکاف پورا کرے۔
- غیر عاقل بچے اور مجنون کا اعتکاف صحیح نہیں ہے اور بچہ اگر عاقل ہے بالغ نہیں ہے تو اس کا اعتکاف صحیح ہے۔ کیونکہ اعتکاف کی صحت کیلئے عقل شرط ہے بلوغ شرط نہیں ہے۔
- غیر مسلم قادیانی اور منکر قرآن اور منکر حدیث اور گستاخِ رسول کا اعتکاف صحیح نہیں ہے۔
- اگر کسی مسجد کے لئے مؤذن اور امام مقرر نہیں ہے تو اس مسجد میں اعتکاف صحیح نہیں ہے اور اگر کسی مسجد کے لئے امام ومؤذن مقرر ہیں لیکن پانچوں وقت کی جماعت نہیں ہوتی تو اس مسجد میں اعتکاف صحیح ہے۔

● مردوں کے اعتکاف کی صحت کے لئے مسجد شرعی کا ہونا شرط ہے، اگر اعتکاف کی جگہ شرعاً مسجد نہیں تو اس میں اعتکاف صحیح نہیں ہے۔ آج کل دس دس منزلہ فلیٹوں میں بالکل نیچے یا درمیان یا اوپر کی منزلوں میں مسجدیں بنا دی جاتی ہیں اگر ایسی مسجدوں کے ساتھ کسی آدمی کے مالکانہ حقوق کا تعلق نہیں رہا وہ دائمی مسجد ہے اسے گرایا نہیں جا سکتا یا کسی کو مسجد کے حقوق کے مزاحم حق نہیں رہا اگر چہ مسجد میں کسی کا ملک باقی ہے تو وہ مسجد شرعی مسجد ہوگی۔ اس میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجد کا ہوگا اور اس میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) اور اگر فلیٹوں کی مسجدیں دائمی نہیں عارضی ہیں اور ان کے ساتھ کسی کے مالکانہ حقوق کا تعلق باقی ہے اور مالک کو مسجد کے اندر نماز پڑھنے اور دیگر عبادات کے روکنے کا حق مزاحم باقی ہے تو ایسی مسجدیں شرعی مسجد نہیں ہیں۔ ان میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ تفصیل آئندہ ذکر کی جائے گی۔ اور پارکوں اور اڈوں کی گول چورنگیوں پر لوگوں نے نماز اور تراویح پڑھانے کے لئے جگہیں بنائی ہوتی ہیں یہ جگہیں شرعاً مسجدیں نہیں ہیں اس لئے ان میں اعتکاف مسنون بھی صحیح نہیں ہے۔

یہی حکم ان مساجد کا ہے جو زمین کے مالک کی اجازت کے بغیر تعمیر کر دی گئیں ہیں، روڈوں پر گٹر نالوں پر اور دیگر کچی آبادیوں میں زمین پر ناجائز قبضہ کر کے بنائی گئی مساجد شرعاً مساجد نہیں ہیں اس لئے ان میں نماز مکروہ تحریمی اور اعتکاف صحیح نہیں ہے۔

● عورتوں کا مردوں کی مساجد میں اعتکاف بیٹھنا مکروہ تنزیہہ خلاف اولیٰ ہے۔ اگر عورتوں کی اپنی مسجد ہے کہ جس میں صرف عورتیں ہی نماز پڑھتی ہیں اور مردوں کی مسجد سے متصل ہے نمازیں مردوں کی مسجد کے امام کی اقتداء میں ادا

کرتی ہیں اور اس مسجد میں فتنہ کا خوف نہیں ہے جیسے مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں انتظام ہے تو عورتوں کا ایسی مساجد میں اعتکاف بلا کراہت صحیح ہے کیونکہ کراہت کی وجہ فتنہ کا خوف ہوتا ہے اور وہ نہیں ہے جس طرح حضرت عائشہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد میں اعتکاف کی اجازت دے دی تھی۔ کیونکہ فتنہ کا خوف نہیں تھا۔

- حیض اور نفاس والی عورت کا اعتکاف صحیح نہیں ہے کیونکہ حیض اور نفاس سے پاک ہونا اعتکاف کی شرط ہے۔ عورتوں کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔
- عورتیں حیض روکنے کے لئے ٹیبلٹ یا انجکشن استعمال کر کے اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں بشرطیکہ حیض منقطع رہے۔
- جامع مسجد جس میں نماز جمعہ ہوتی ہے اس میں اعتکاف مطلقاً صحیح ہے اگرچہ پانچ وقتوں کی باقاعدہ جماعت نہ ہوتی ہو۔
- مسجد حرام میں اعتکاف افضل ہے پھر مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر مسجد اقصیٰ میں پھر جامع مسجد میں پھر اس مسجد میں جس میں نماز پڑھنے والوں کی کثرت ہو پھر ہر مسجد میں۔
- اعتکاف شرعی میں لبث اور ٹھہرنا رکن ہے اور مسجد میں لبث کا ہونا اور مسلم عاقل طاہر اور جنابت اور حیض و نفاس سے طاہر کی جانب سے نیت کا ہونا اعتکاف کی دو شرطیں ہیں۔
- اگر کوئی شخص سارا دن مسجد میں ٹھہرا رہا لیکن اعتکاف کی نیت نہیں کی تو اس کا اعتکاف صحیح نہیں ہے۔

- عورتوں کا اعتکاف گھر میں نماز کے لئے متعین جگہ پر ہوتا ہے اگر نماز یں پڑھنے کے لئے پہلے کوئی جگہ متعین نہیں تھی تو اعتکاف کے وقت متعین ہوسکتی ہے ایک کمرہ کو یا کمرہ میں ایک کونے کو اعتکاف کی جگہ قرار دے کر چاروں طرف سے پردے اوڑھ دیں اور اعتکاف بیٹھ جائیں، اگرچہ پردے لگانا شرط نہیں ہے لیکن خلوت پانے کے لئے بہتر ہیں۔
- چونکہ نابالغ بچہ یا بچی مکلّف نہیں ہوتے اس لئے نابالغ لڑکا یا لڑکی اعتکاف کی نذر مان لیں تو ان پر اعتکاف واجب نہیں ہوگا لیکن رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف اور نفلی اعتکاف نابالغ ادا کرسکتا ہے۔ آج کل کراچی اور لاہور جیسے بڑے شہروں میں اجتماعی اعتکافات کا رواج ہے۔ ایک ایک مسجد میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں لوگ اعتکاف کرتے ہیں، مناسب ہے کہ اجتماعی اعتکافوں میں بے ریش لڑکوں کو اعتکاف کی اجازت نہ دی جائے، کیونکہ فقہاء کرام نے بے ریش بالغ اور خوبصورت لڑکے کی امامت بھی مکروہ لکھی ہے روایت ہے کہ سیدنا امام اعظم کے پاس جب امام محمد پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ خوبصورت بے ریش بچے تھے امام اعظم نے آپ کو درس میں بیٹھنے کی اجازت تو دے دی لیکن آپ نے فرمایا میرے سامنے نہ بیٹھا کرو دائیں بائیں یا پیچھے بیٹھا کرو جب امام محمد کی داڑھی اتر آئی ایک دن پڑھتے ہوئے ان کی داڑھی کا سایہ کتاب پر امام اعظم نے دیکھ لیا تو آپ نے پوچھا محمد تیری داڑھی آ گئی ہے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا آئندہ سامنے بیٹھ کر درس لیا کرو۔ تقویٰ اسی میں ہے کہ مردوں کیساتھ بے ریش لڑکے اعتکاف میں نہ بیٹھیں۔

واجب اور مسنون اعتکاف چار چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے:

(۱) مسجد سے حاجت طبعی اور شرعی کے بغیر خروج (۲) جماع (۳) بوس و کنار سے انزال (۴) فساد صوم۔

- پہلا مفسد (خروج بلا حاجتِ طبعی وشرعی ہے) حاجتِ طبعی، جیسے پیشاب، پاخانہ، غسل واجب، استنجا، وضو اگرچہ مستحب ہو ان امور کے لئے معتکف کا مسجد سے (مرد کے لئے) اور جائے اعتکاف سے (عورت کے لئے) نکلنا جائز ہے۔ لیکن فارغ ہوتے ہی واپس ہونا ضروری ہے۔ اگر معتکف مسجد سے خارج حاجت طبعی سے فارغ ہونے کے بعد ٹھہرا رہا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اسی طرح عورت اگر جائے اعتکاف سے باہر حاجت پوری ہونے کے بعد ٹھہری رہی تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔
- اگر افطاری اور کھانا لانے کیلئے کوئی آدمی نہیں ہے تو خود معتکف بوقت ضرورت بقدر ضرورت کھانا لانے کیلئے مسجد سے خارج جا سکتا ہے۔ اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ اور عورت اعتکاف گاہ سے باورچی خانہ جا کر کھانا پکا کر لا سکتی ہے، اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔
- بیت الخلاء پر رش یا ہجوم کی وجہ سے قطار یا لائن میں یا بغیر لائن انتظار سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔
- اگر کسی شخص کو مسجد کے باتھ روموں میں اجابت نہیں ہوتی تو گھر جا کر اپنا باتھ روم استعمال کر سکتا ہے چاہے کتنا ہی گھر دور ہو گاڑی پر ہی جانا پڑے۔
- غسل واجب میں صابن استعمال کرنے سے بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔
- چونکہ وضو کے بغیر نوافل اور قرآن مجید کا چھونا جائز نہیں اور معتکف کا یہ وظیفہ ہے اس لئے مسنون وضو کے لئے بھی مسجد سے خارج ہونے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ ہر وضو سے فرض نماز پڑھنے کا ارادہ کر لیا جائے تا کہ وضو فرض ہو جائے۔ ثواب بھی فرض کا ملے لیکن غسل مسنون کے لئے خروج سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

● مسجد کی دیوار، مسجد کا صحن، مسجد کی چھت، مسجد کا محراب، چھت پر جانے کیلئے مسجد کے اندر کی سیڑھیاں، اذان کیلئے مینارہ جبکہ اس کا دروازہ مسجد کے اندر ہو یہ سب مسجد کا حصہ ہیں ان جگہوں پر جانے سے یا بیٹھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ (شامی)

● اگر اذان کے لئے بنائے گئے مینار پر چڑھنے کا دروازہ مسجد سے خارج ہے یا مسجد کی چھت پر جانے کے لئے سیڑھیوں کا راستہ باہر سے ہے صرف اذان دینے کے لئے یا نیچے نماز پڑھنے کی جگہ نہ ہونے کی وجہ سے خارجی دروازے سے مینار یا چھت پر چڑھنا جائز ہے۔ اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا اور اگر بغیر اذان اور نیچے جگہ ہونے کے باوجود خارجی دروازے سے چڑھا تو اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔ (شامی)

● فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

● اگر معتکف صرف قضاء حاجت کے ارادہ سے مسجد سے خارج ہوا تھا۔ قضائے حاجت کے بعد بالتبع مریض کی عیادت کی یا مسجد سے باہر جنازہ کی نماز پڑھ لی یا کوئی دوسرا کام کرلیا تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ (شامی)

● قضاء حاجت کیلئے نکلا لیکن قضائے حاجت سے پہلے مریض کی عیادت کیلئے چلا گیا یا مسجد سے باہر نماز جنازہ پڑھ لی تو اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔ (شامی)

● سگریٹ یا حقہ پینے کی غرض سے بیت الخلاء یا وضو خانہ کی طرف نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر سگریٹ پینے یا پان کھانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ اگرچہ سگریٹ اور حقہ نوشی مسجد کے احترام کے منافی ہے کیونکہ سگریٹ اور حقہ پینا مکروہ تحریمی ہے۔

- مسجد سے نکلتے وقت تو صرف قضائے حاجت کیلئے نکلا۔ چلتے چلتے کچھ کھالیا یا کسی کو سلام کیا یا سلام کا جواب دیا یا مسئلہ بتا دیا تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔
- اگر دو چیزوں (مفسد اعتکاف وغیر مفسد اعتکاف) کے لئے بالقصد مسجد سے نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ مثلاً سگریٹ پینے اور قضائے حاجت دونوں کے لئے بالقصد نکلنے والے کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔
- مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر ہاتھ دھونے کلی کرنے یا غسل کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔
- قدم مسجد میں ہوں، سر مسجد سے نکال کر دھو لینے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔
- اگر اعتکاف شروع کرتے وقت نیت میں بعض چیزوں کا استثناء کر لے مثلاً یہ کہہ دے کہ میں والدین کی عیادت کے لئے یا فلاں جگہ درس علم میں شرکت کے لئے جاتا رہوں گا تو یہ جائز ہے اور استثناء شدہ امور کے لئے خروج سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ (شامی)

حاجت شرعی: جمعۃ المبارک کی نماز، اذان، جماعت حاجات شرعیہ ہیں۔ اگر معتکف کی مسجد میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی اور اس پر نماز جمعہ واجب ہے تو اس کو جامع مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کرنے کیلئے جانا واجب ہے۔ اگر جامع مسجد قریب ہے تو زوال کے بعد جائے اگر دور ہے تو ایسے وقت جائے کہ جمعہ کے خطبہ اور جماعت میں شریک ہو سکے اگرچہ زوال سے پہلے ہو۔

- عورتیں جو شوہر کی اجازت سے گھر کے کسی متعین حصے میں اعتکاف کرتی ہیں وہ جمعہ کی نماز کے لئے اعتکاف کی جگہ سے نہیں نکل سکتیں اگر نکلیں گی تو ان کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا کیونکہ عورتوں پر جمعہ کی نماز واجب نہیں ہے۔

- ان صورتوں میں جن میں خروج سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ خروج سے مراد عام ہے قصداً ہو یا غلطی سے، اکراہ کی وجہ سے ہو یا رضا سے، بھول کر ہو یا یاد ہونے کی حالت میں، ایک لمحہ کیلئے ہو یا زیادہ ہو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔
- پھسلنے سے مسجد سے خارج ہو گیا یا کسی ظالم نے جبر کر کے مسجد سے نکال دیا یا اعتکاف یاد نہیں تھا اور مسجد سے نکل گیا تو ان صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔
- مسجد کے گر جانے یا جان و مال کے ضائع ہونے کے خوف کی وجہ سے اگر فوراً دوسری مسجد میں چلا جائے تو اعتکاف فاسد نہیں ہو گا۔
- غرق ہونے والے کی یا شدید مریض کی اعانت کرنے، والدین کے کہنے یا خدمت کی وجہ سے اعتکاف توڑنا واجب ہے لیکن مسجد سے نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔
- مذکورہ صورتوں میں چونکہ اعتکاف کے توڑنے میں زیادہ ثواب ہے لہٰذا معتکف اعتکاف توڑ دے اور اس کی قضا کرے۔ غرق ہونے والے کی مدد کرنا، شدید مرض میں مبتلا کی مدد کرنا اور غیر معصیت میں والدین کی اطاعت فرض ہے اور اعتکاف سنت ہے۔ اس لئے ان امور کے لئے اعتکاف توڑنے میں گناہ نہیں ہے۔ معتکفین کا والدین کی اجازت کے بغیر جبکہ والدین کو ان کی خدمت کی ضرورت ہو اعتکاف بیٹھنا ناجائز ہے۔

دوسرا مفسد جماع ہے: جنسی عمل اور مباشرت آگے کے راستہ سے ہو یا پیچھے کے راستہ سے انزال ہو یا نہ ہو، دن میں ہو یا رات میں اعتکاف یاد ہو یا نہ ہو۔ (عمداً ہو یا نسیاناً) سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

- اگر دن کو جنسی عمل کیا۔ روزہ اور اعتکاف یاد نہ تھا۔ اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ کیونکہ روزہ کو بھول کر جماع کرنے سے فاسد نہیں ہوتا لیکن اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

رات کو جنسی عمل کیا، اعتکاف یاد ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ شوہر معتکف نہیں تھا۔ بیوی اعتکاف میں تھی گھر میں مباشرت کی۔ بیوی کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

تیسرا مفسد بوس و کنار سے انزال: بوس و کنار سے انزال ہو گیا۔ اعتکاف یاد ہو یا نہ ہو، اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اگر روزہ یاد نہیں تھا دن کو بوس و کنار سے انزال ہو گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ روزہ میں نسیان معاف ہے اور اعتکاف میں نسیان معاف نہیں ہے۔

- احتلام سے یا تصورات کی وجہ سے انزال ہو جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

چوتھا مفسد فساد صوم ہے: اگر کسی وجہ سے روزہ فاسد ہو گیا تو اعتکاف بھی فاسد ہو جائے گا۔ کیونکہ روزہ اعتکاف مسنون اور منذور کے لئے شرط ہے۔ روزہ کے یاد ہوتے ہوئے کھانے پینے یا جنسی عمل یا جوف معدہ میں کسی چیز کے بعینہٖ چلے جانے سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ لہٰذا اعتکاف بھی فاسد ہو جائے گا۔

- بھول میں (روزہ یاد نہ ہونے کے وقت) کھانے پینے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ لہٰذا اعتکاف بھی فاسد نہیں ہوگا۔

- نسیان کی حالت میں (روزہ یاد نہ ہو) جنسی عمل سے روزہ تو فاسد نہیں ہوگا لیکن اعتکاف فاسد ہو جائے گا کیونکہ اعتکاف کیلئے جنسی عمل مطلقاً مفسد ہے۔

- حالت روزہ میں، حیض و نفاس کے جاری ہونے کی وجہ سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن احتلام سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

اعتکاف کی قضا: رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔ اگر اعتکاف فاسد ہو جائے اور فساد کے بعد معتکف بقیہ دنوں کا اعتکاف ترک کر دے یا ترک نہ کرے دونوں صورتوں میں صرف ایک دن جس دن اعتکاف فاسد ہوا تھا کے اعتکاف کی قضاء کر لی جائے اور یہی کافی ہے۔ (شامی)

فناءِ مسجد کی آنے والی تفصیلی بحث سے مستخرجہ بعض مسائل

- وضو کی حاجت کے بعد مسجد سے خارج وضوخانہ پر ہاتھ دھونے کیلئے جانے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ لہٰذا معتکفین کو ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کیلئے باہر وضوخانہ پر جانا جائز نہیں بلکہ کسی برتن میں ہاتھ دھوکر پانی مسجد کی دیوار سے خارج گرا دینا چاہئے یا مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔
- غسل جنابت کے علاوہ مسجد سے خارج غسل خانوں میں غسل کرنے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ لہٰذا مسنون یا گرمی کی وجہ سے غسل مسجد کے اندر کسی بڑے ٹب یا برتن میں کر کے پانی باہر پھینکنا چاہئے۔
- مسجد سے خارج مسجد کے ارد گرد لانوں اور مکانوں میں سگریٹ نوشی، پان خوری اور بیڑی وغیرہ استعمال کرنے کی غرض سے خروج اعتکاف کیلئے مفسد ہوگا البتہ مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر مذکورہ اشیاء استعمال کرنے پر اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔
- مسجد کے مینار کے خارجی دروازے سے اذان کی غرض کے بغیر چڑھنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

● شرعی مسجد کی دیوار اور مینار فناءِ مسجد ہیں اور اس کا حکم مسجد والا ہے۔ لیکن ہر فناءِ مسجد کا حکم دیوار اور مینار والا نہیں ہے کیونکہ ہر مینار اور دیوار فناءِ مسجد ہے لیکن ہر فناءِ مسجد دیوار اور مینار نہیں ہے۔ لہٰذا خاص کا حکم عام پر نہیں لگایا جا سکتا۔

● موصوف مفتی صاحب کے نزدیک جب فناءِ مسجد میں خرید وفروخت اور امام اور مؤذن کا اپنے حجرہ میں عوض مالی پر تعویض دینا مسجد کے احترام کے منافی ہے اور ناجائز ہے، تو فناءِ مسجد میں سگریٹ نوشی، حقہ اور بیڑی استعمال کرنا مسجد کے احترام کے منافی کیوں نہیں؟

● یہ فہم عجب ہے کہ فقہاء کے قول ''فناءِ مسجد کا حکم مسجد جیسا ہے۔'' سے یہ سمجھ لیا جائے کہ معتکف کو فناء مسجد میں سگریٹ نوشی اور حقہ استعمال کرنا جائز اور مسجد کی حرمت کے خلاف نہیں۔ لہٰذا فناءِ مسجد کا مسجد کی طرح احترام کرنے والوں کو فناءِ مسجد میں حقہ، سگریٹ نہیں استعمال کرنا چاہیے۔

● اگر غسل خانوں، استنجاء خانوں اور امام اور مؤذن کے کمروں کی چھت کو مسجد بنا دیا جائے تو یہ جائز ہے، لیکن چھت کے نیچے بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

● اگر مسجد پر موقوفہ دکانوں اور مکانوں کی چھت پر مسجد بنا دی جائے تو یہ جائز ہے لیکن نیچے دکانوں اور مکانوں میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔

● اصل مسجد کے صحن کے ساتھ دیوار اور مینار کی طرح متصل وضوخانہ اور حوض کی کرسیوں (جن پر بیٹھ کر وضو کیا جاتا ہے) پر بیٹھ کر سگریٹ، حقہ نوشی، بلاضرورت بیٹھنے، ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کیلئے بیٹھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ ان کا حکم مینار اور دیوار والا ہے۔

- اصل مسجد کے صحن سے فاصلہ پر بنائے گئے وضوخانہ کی کرسیوں پر بلاضرورت بیٹھنے، ہاتھ دھونے اور کلی کرنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔
- مسجد سے خارج جنازہ گاہ میں جا کر نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور مسجد کے اندر کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔
- حدود مسجد کے اندر قائم مدرسہ اور مکتب میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا اور مسجد سے خارج مدرسہ (جس میں جوتوں کے ساتھ چلنے کا رواج ہو) میں جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔
- مسجد کیلئے زمین یا عمارت وقف کرنے سے پہلے واقف کو مسجد کی چھت پر یا اس کی حدود میں امام اور مؤذن کیلئے کمرے بنانا جائز ہیں۔
- مسجد کی مسجدیت کے تام ہونے کے بعد، مسجد کے واقف یا متولی کو انفرادی طور پر مسجد کی چھت پر یا مسجد کی حدود میں امام اور مؤذن کیلئے یا انتظامی امور کے لئے عارضی کمرے بنانا بھی جائز نہیں ہے، لیکن اہل محلّہ کو یا ان کے مشورہ سے متولی کو عارضی کمرے بنانا جائز ہیں۔
- اصل مسجد کی حدود میں اور مسجد کی چھت پر امام اور مؤذن کیلئے فیملی مکان بنانا جائز نہیں، لیکن فناءِ مسجد میں مسجد کیلئے موقوفہ زمین میں فیملی مکان بنانا جائز ہیں، یہ فناءِ مسجد کی حرمت کے خلاف نہیں۔ مگر دائمی اور مستقل مکان جن کو آئندہ مسجد کی توسیع کی ضرورت کے لئے بھی نہ توڑا جائے بنانا جائز نہیں۔
- فناءِ مسجد کی موقوفہ زمین میں اہل محلّہ کو مسجد کے مصالح کے لئے دکانیں، مکان، باتھ روم، وضو خانے اور جنازہ گاہ بنانے کی اجازت ہے، اور دکانیں، وضو خانہ اور باتھ رومز مسجد اور فناء مسجد کی حرمت کے منافی نہیں۔

- اہل محلہ کا پرانی مسجد شہید کرنا اور اس کی جگہ نئی مسجد تعمیر کرنا جائز ہے اور اہل محلہ اس مسجد کے تہہ خانہ میں مسجد پر موقوفہ دکانیں بھی بنا سکتے ہیں۔
- مشترکہ بلندوبالا فلیٹوں اور پلازوں میں تعمیر شدہ مساجد، شرعی مساجد ہیں۔ ان میں نماز ادا کرنے کا شرعی مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب ہوگا اور ان میں اعتکاف بیٹھنا بھی جائز ہے۔
- ہسپتالوں، ہوٹلوں اور دفاتر کے فلیٹوں کے اندر قائم مساجد، شرعی مساجد نہیں ہوں گی۔ کیونکہ جس عمارت کی مسجد میں کسی شخص یا اشخاص کے حقوق کا مسجد کے ساتھ اس طرح تعلق قائم رہے کہ اسے مسجد میں نماز ادا کرنے سے روکنے کا حق باقی ہو تو وہ مسجد، شرعی مسجد نہیں ہوتی۔ اکثر ہسپتالوں، ہوٹلوں اور دفاتر کے فلیٹوں میں ایسے ہوتا ہے، لیکن مشترکہ بلند فلیٹوں اور پلازوں میں ایسا نہیں ہوتا۔ (ملخص از فتاویٰ رضویہ)

فناء مسجد کے متعلق تفصیلی بحث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: ۱۔واجب ۲۔سنت موکدہ ۳۔نفلی

اعتکاف کی تین قسموں سے نفلی اعتکاف مسجد سے خارج ہونے سے فاسد نہیں ہوتا بلکہ مکمل ہوجاتا ہے اور نذر کی وجہ سے واجب ہونے والا اعتکاف اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں سنت مؤکدہ اعتکاف، بغیر حاجت شرعیہ (جمعہ اور آذان) اور بغیر ضرورت طبعیہ (وضو اور غسل واجب اور قضائے حاجت) مسجد کی حدود سے خارج ہونے سے فاسد ہو جاتا ہے، خواہ معتکف کا بغیر حاجت خروج مسجد سے متصل فناء مسجد خالی پلاٹ میں ہو یا مسجد سے خارج بنائے گئے امام اور مؤذن کے کمرہ میں ہو یا خروج وضو خانے اور غسل خانے وغیرہ جانے کیلئے ہو،

صابن سے ہاتھ دھونے کی غرض سے خروج ہو یا سگریٹ اور حقہ پینے کی غرض سے خروج ہو، ہر صورت میں بغیر حاجت مسجد سے خروج اعتکاف کیلئے مفسد ہوگا۔ بعض حضرات کا کہنا کہ بغیر ضرورت بھی فناء مسجد، وضو خانہ، غسل خانہ اور امام اور مؤذن کے خارجی کمروں میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، صحیح نہیں ہے۔

☆ اس مسئلہ کی تفصیل جاننے کے لیے مسجد، فناء مسجد اور اعتکاف کی تعریفیں جاننا ضروری ہیں یہ کہ شرعاً مسجد کس چیز کو کہا جاتا ہے، فناء مسجد کس چیز کا نام ہے اور اعتکاف کسے کہتے ہیں؟۔

مسجد کی تعریف:۔

☆ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

المسجد لغة محل السجود و شرعا المحل الموقوف للصلوة فيه۔ (۱۸۲/۲)

لغت میں مسجد سجدے کی جگہ اور محل کو کہا جاتا ہے، اور شرعاً مسجد اس جگہ اور اس محل کو کہا جاتا ہے جس کو اس لئے وقف کیا گیا ہو کہ اس میں نماز پڑھی جائے۔

☆ فتاوی رضویہ میں ہے کہ ''مسجد کیلئے چھت، منارہ، دیواریں کوئی چیز لازم نہیں اس میں تو منبر، محراب موجود ہے یہ بھی نہ ہوتا تو بھی مسجدیت میں خلل نہیں مسجد صرف اس زمین کا نام ہے جو نماز کیلئے وقف ہو یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اپنی نری خالی زمین مسجد کو دے مسجد ہو جائیگی الخ''۔ (جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مکتبہ رضویہ)۔

☆ مسجد اس بقعہ (زمین کے اس حصہ) کا نام ہے جو بغرض نماز پنجگانہ وقف خالص کیا گیا ہو۔ (جلد ۸ صفحہ ۶۰)

چونکہ ہر چیز کی پہچان اس کی تعریف سے ہوتی ہے اس لئے مسجد کی تعریف کی روشنی میں مسجد کی حدود کا تعین قطعہ زمین کے اس احاطہ تک ہوگی جس قطعہ زمین کو خالص نماز کے ادا کرنے کیلئے وقف کیا گیا ہے اس کا ماوراء مسجد نہیں ہوگا۔ چونکہ مسجد کی حدود کی تعیین کیلئے احاطہ کے ارد گرد دیواریں اور مسجد کے اندر ستون نماز کیلئے وقف شدہ زمین میں ہوتے ہیں اس لئے مسجد کی حدود متعین کرنے والی دیواریں اور ستون مسجد کے حکم میں ہونگے اگر چہ ستون اور دیواروں پر نماز پڑھنا ممکن نہیں ہوتا۔

بحر الرائق میں ہے:

و یکره مسح الرجل من الطین و الردغة باسطوانة مسجد او بحائط من حیطان المسجد لان حکمه حکم المسجد۔ (۳۵/۲)

کیچڑ اور گارے سے آلودہ پیر مسجد کے ستون یا اس کی دیواروں میں سے کسی دیوار سے صاف کرنا مکروہ ہے کیونکہ انکا حکم مسجد والا ہوتا ہے۔

فناء مسجد کی تعریف:۔

شامی میں ہے:

و فی الخزائن فناء المسجد هو ما اتصل به و لیس بینه و بینه طریق۔ (۱/۷۳۳ مکتبہ ماجدیہ)

اور خزائن میں ہے کہ فناء مسجد وہ عمارت یا زمین ہے جو مسجد اور نماز ادا کرنے کیلئے وقف شدہ زمین کیساتھ متصل ہو اور اس کے اور مسجد کے درمیان لوگوں کے گزرنے کا راستہ نہ ہو۔

☆ غنیۃ میں ہے:

فناء المسجد هو المكان المتصل به ليس بينه و بينه طريق۔ (فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ ۴۲۱ مکتبہ رضویہ)

فناء مسجد وہ مکان ہے جو مسجد سے متصل ہو مسجد اور اس مکان کے درمیان لوگوں کی گزرگاہ اور راستہ نہ ہو۔

● فناء مسجد اور فناء مصر کے درمیان فقہاء کرام کی عبارت سے فرق معلوم ہوتا ہے یعنی فناء مسجد کیلئے ضروری ہے کہ وہ مسجد کے ساتھ متصل ہو عام ازیں کہ وہ جگہ مصالح مسجد کے لئے ہو یا مصالح مسجد کے لئے نہ ہو، اور فناء مصر کے لئے ضروری ہے کہ وہ مصر کے مصالح کے لئے ہو عام ازیں کہ وہ جگہ مصر کے ساتھ متصل ہو یا متصل نہ ہو۔ چنانچہ فتح القدیر میں ہے:

وفناء ه وهو المكان المعد لمصالح المصر متصل به او منفصل بغلوة۔ (باب الجمعہ)

مصر کی فناء وہ مکان ہے جو مصر کے مصالح کے لئے تیار کیا گیا ہو وہ مصر کے ساتھ متصل ہو یا ایک غلوہ کی مقدار منفصل ہو۔

چنانچہ اہل مدینہ منورہ کے لئے حج اور عمرہ کے احرام کا میقات ذوالحلیفہ (بیر علی) مدینہ منورہ کے لئے فناء ہے حالانکہ ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے تقریباً سات کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اسی طرح شہر سے خارج قبرستان اور فوجی چھاؤنیاں اور گھوڑ دوڑ کے میدان اور ٹریننگ سینٹر وغیرہا شہر سے کتنے ہی دور ہوں وہ فناء مصر میں داخل ہوتے ہیں۔ مفتی بہ قول کے مطابق صحت جمعہ اور وجوب جمعہ کے لئے فناء کا حکم مصر والا ہے۔ یہ فناء متصل ہو یا منقطع اس میں رہنے والے لوگوں پر جمعہ واجب ہے اور نماز کی قصر

اور سفر کے لئے مصر کے ساتھ متصل فناء کا حکم مصر والا ہوگا جب مسافر شہر کے ساتھ متصل فناء میں ہوگا تو اسے پوری نماز پڑھنی پڑے گی اور فناء متصل سے خروج کے بعد سفر شروع ہوگا اور فناء منفصل میں مسافر نماز قصر پڑھے گا۔ گویا منقطع فناء مصر کے دو لحاظ ہیں نماز کے قصر میں اس کا حکم مصر والا نہیں ہے اور جمعہ کے جواز میں اس کا حکم مصر والا ہے۔ چنانچہ مراقی الفلاح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ (ص ۲۳۰) پر ہے کہ فرق اس لئے ہے کہ جمعہ مصالح مصر سے ہے لہٰذا فناء مصر ان امور میں جو مصر کے حوائج سے ہیں مصر کے حکم میں ہے اور جمعہ کا ادا کرنا اسی سے ہے اور نماز کی قصر اہل مصر کے حوائج سے نہیں ہے لہٰذا قصر صلوٰۃ میں فناء مصر مصر کے حکم میں نہیں ہوگی۔

☆ مسجد اور فناء مسجد کی تعریفوں سے چند امور معلوم ہوئے:۔

1- فناء مسجد اور مسجد دونوں الگ الگ چیزیں ہیں اور ایک دوسرے کا غیر ہیں، اور فناء مسجد، مسجد سے خارج مکان یا جگہ کا نام ہے۔ وہ فناء مسجد جس کا نماز کی اقتداء میں مسجد والا حکم ہے اس فناء مسجد کیلئے ضروری ہے کہ وہ مسجد کے ساتھ متصل ہو اور اس کے اور مسجد کے درمیان لوگوں کی عام گزرگاہ نہ ہو۔

3- فناء مسجد کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ جگہ یا عمارت مسجد کی ضروریات اور مصالح کیلئے وقف ہو بلکہ تدریس اور تعلیم کیلئے وقف شدہ زمین اور ذاتی مکان جو کہ مسجد سے متصل ہے وہ بھی فناء مسجد کے حکم میں داخل ہوگا۔

4- فناء مسجد کیلئے کورڈ ایریا اور طول وعرض کی مقدار کا کوئی تعین نہیں، فناء مسجد ہزاروں میٹر پر مشتمل بھی ہوسکتی ہے۔

5- فناء مسجد کیلئے ضروری نہیں کہ وہ مسجد اور نماز ادا کرنے کیلئے وقف شدہ زمین کی

حدود سے خارج واقع ہو بلکہ فناء مسجد اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ اس کے ارد گرد چاروں طرف مسجد ہو اور فناء مسجد درمیان میں واقع ہو جس طرح لاہور کی بادشاہی مسجد کا حوض اور تالاب یا بعض مساجد کی حدود کے احاطہ میں بنائے گئے وضو خانے اور غسل خانے وغیرہ، یہ فناہائے مسجد بھی مسجد کا غیر اور مسجد کے حکم سے خارج ہونگی ورنہ مسجد میں وضو اور غسل کرنا لازم آئے گا، یا مسجد کے ایک حصہ کو مسجد سے خارج کرنا لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔

6- نماز ادا کرنے کیلئے وقف شدہ زمین کے احاطہ میں اگر تدریس کیلئے کمرے بنا دیئے جائیں یا مسجد کا سامان رکھنے کیلئے ایک جگہ مخصوص کر دی جائے یا امام اور مؤذن کا عارضی کمرہ بنا دیا جائے یا بارش اور صفائی کے پانی کے اخراج کیلئے نالی بنا دی جائے یہ سب امور مسجد کے احاطہ میں بنانا جائز ہیں اور یہ بھی مسجد کا حصہ اور جزو ہیں ان کو فناء مسجد کہنا صحیح نہیں ہوگا، مگر مجازاً کیونکہ مسجد کا جزو اور حصہ مسجد کا غیر اور اُس سے خارج نہیں ہو سکتا اگر چہ اس میں کمرے بنا دیئے جائیں۔ جس طرح مسجد الرسول ﷺ میں اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رہائش کیلئے مخصوص جگہ اور حرمین طیبین کی عظیم مساجد کی حدود میں تعلیم و تدریس اور آئمہ اور اسٹاف اور سامان رکھنے کے کمرے اور پانی کے اخراج کیلئے راستے اور آب زم زم کا کنواں یا حوض اور اسکا ارد گرد یہ سب مسجد کا حصہ اور جزو ہیں، مسجد کا غیر اور اُس سے خارج نہیں ہیں، کیونکہ زم زم کے کنویں کے علاوہ ساری چیزیں مسجد کی ضرورت کیلئے عارضی طور پر بنائی گئی ہیں مستقل اور دائمی نہیں ہیں۔

7- اگر نماز کیلئے وقف شدہ زمین (جس کو شرعاً مسجد کہا جاتا ہے) سے خارج

لیکن اس کیساتھ متصل مدرسہ یا کوئی مزار یا خانقاہ یا قبرستان یا دوکان یا ذاتی مکانات موجود ہوں تو وہ فناء مسجد میں داخل ہونگے۔

چنانچہ علامہ شامی نے فناء مسجد کی تعریف نقل کرنے کے بعد فرمایا:

قلت یظهر من هذا ان مدرسةالکلاسة و الکلامیة من فناء المسجد الاموی فی دمشق لان بابهما فی حائطه و کذاالمشاهدالثلاثة التی فیه بالاولیٰ و کذا ساحةالبرید و الحوانیت التی فیها۔ (۳۳۷/۱رد المختار مکتبہ ماجدیہ)

میں کہتا ہوں فناء مسجد کی تعریف سے ظاہر ہے کہ مدرسہ کلاسہ اور کلامیہ دمشق کی مسجد اموی کی فناء میں داخل ہیں کیونکہ ان دونوں مدرسوں کے دروازے مسجد کی دیوار میں ہیں اور اسی طرح تین مزارات اور خانقاہیں جو اس کے اندر ہیں بطریق اولی فناء مسجد میں داخل ہیں اور اسی طرح برید (ڈاکخانہ) کا صحن اور اسکے صحن میں بنائی گئی دوکانیں فناء مسجد میں داخل ہیں۔

☆ علامہ شامی کی نقل کردہ عبارت سے معلوم ہوا مسجد اموی سے خارج دو۲ مدرسے کلاسہ اور کلامیہ، گنبد والی تین ۳ مزارات، برید کا صحن اور صحن میں دوکانیں سب فناء مسجد میں داخل ہیں اس سے ثابت ہوا کہ فناء مسجد کی حدود کا تعین ہر مسجد کیساتھ متصل جگہ کے درمیان لوگوں کیلئے عام گزرگاہ اور راستہ پر ہے، راستہ سے ماوراء جگہ فناء مسجد میں داخل نہیں ہوگی اور راستہ کے اندر مسجد سے متصل ساری جگہ فناء مسجد میں داخل ہوگی۔

☆ اور یہ بھی معلوم ہوا فناء مسجد کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مسجد کی ضروریات

اور مصالح کیلئے مختص جگہ کا نام ہو، کیونکہ مسجد اموی سے متصل مزارات اور مدرسے اور دوکانیں مسجد کی ضروریات کیلئے نہیں ہیں۔

☆ مسجد اموی میں مزارات مسجد کے اندر ہیں اور مزارات کے ارد گرد نماز پڑھنے کی جگہ موجود ہے، جس طرح مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں گنبد خضراء کے ارد گرد مسجد ہے تو یہ مزارات اس فناء مسجد کی مثال ہوگی جس کیلئے میں نے ذکر کیا تھا کہ فناء مسجد، اصل مسجد کے اندر بھی ہو سکتی ہے اسی طرح لاہور کی بادشاہی مسجد کا تالاب مسجد کا حصہ نہیں لیکن فناء مسجد میں داخل ہے۔ مسجد نبوی میں گنبد خضراء ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے کمرہ کی جگہ بنایا گیا ہے، گنبد خضراء مسجد سے خارج اور مسجد کا غیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعتکاف کی حالت میں رسول اکرم ﷺ اپنا سر مبارک حجرہ کے دروازہ سے حضرت عائشہؓ کے قریب فرماتے تھے اور حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے مبارک بالوں کو کنگھا کیا کرتی تھیں آپ ﷺ حجرہ میں تشریف نہیں لے جاتے تھے، صرف قضائے حاجت کیلئے کمرہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ آج اس کمرہ اور گنبد خضرا کے چاروں طرف مسجد ہے لہذا آپ ﷺ کی آرام گاہ جس طرح اس وقت فناء مسجد میں داخل تھی آج بھی وہ فناء مسجد میں داخل ہے۔

☆ فناء مسجد داخلی کے دو قسم کئے جا سکتے ہیں:۔

1- داخلی حقیقی:۔ مسجد سے خارج جگہ جس میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو۔

2- داخلی غیر حقیقی:۔ مسجد میں داخل جگہ جس میں جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہو۔

حقیقی:۔ یہ کہ مسجد کے احاطہ کے اندر وقف سے پہلے خود واقف ایک جگہ

ایسے امور کیلئے مختص کردے جو مسجد کے اندر کرنا ممنوع ہوں۔ مثلاً وضو اور غسل کیلئے حوض یا وضو خانہ وغیرہ بنوادے۔ جسکی مثال لاہور کی بادشاہی مسجد کا حوض ہے یا بعض دیگر مساجد کے وضو خانے وغیرہ مساجد کے احاطہ کے اندر ہیں اور ان کے اردگرد نماز ادا کی جاتی ہے۔

تنبیہ:۔

وضو اور غسل کیلئے مسجد کے اندر ایک جگہ کا تعین وقف کرتے وقت اور مسجد کیلئے زمین کی تمیز اور حدود کے تعین کے وقت سے پہلے تو ہوسکتا ہے لیکن مسجد کے تمامیت اور نماز باجماعت شروع ہو جانے کے بعد مسجد کی حدود میں حوض یا وضو خانہ بنانا جائز نہیں ہے کیونکہ حوض اور وضو خانہ مسجد کا غیر ہیں اور مسجد سے خارج ہیں، اگر مسجد کے تمام ہونے کے بعد مسجد کے احاطہ میں حوض یا وضو خانہ بنایا دیا جائے تو مسجد کے ایک حصہ کو مسجد سے خارج کرنا لازم آئیگا اور مسجد کے کسی حصہ کو مسجد سے خارج کرنا ممنوع ہے۔ مسجد کیلئے زمین یا عمارت وقف کرنے سے پہلے ابتداء سے ہی حوض اور اور وضو خانہ کیلئے مختص جگہ مسجد سے خارج کردی گئی ہو تو یہ جائز ہے اور وہ مسجد سے خارج رہے گی البتہ مسجد کے احاطہ کے اندر حوض اور مسجد کے درمیان یا وضو خانے اور مسجد کے درمیان فاصل جگہ جس پر وضو اور غسل کیلئے بیٹھنے کی کرسیاں بنی ہوتی ہیں وہ جگہ اور باؤنڈری (Boundry) مسجد کی دیوار کی طرح مسجد کے حکم میں ہوگی باقی ایریا (area) مسجد سے خارج ہوگا یعنی حوض کے اندر کا حصہ اور وضو خانہ وغیرہ کے اندر کا حصہ تو مسجد سے خارج ہوگا اور یہ حقیقی فناء مسجد کہلائے گا۔ اس فناء میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے

گا لیکن حوض اور وضو خانے کے کنارے پر بیٹھنے کی جگہ مسجد کے حکم میں ہوگی اور وہاں بغیر ضرورت بیٹھنے سے یا صابن سے ہاتھ وغیرہ دھونے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، لہٰذا جس طرح مسجد کی دیوار پر بغیر ضرورت بیٹھنے سے اور ہاتھ دھونے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا اسی طرح یہاں بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، لیکن حوض اور غسل خانے کے اندر بغیر ضرورت جانے اور ٹھہرنے سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ البتہ آب زم زم کا حوض مسجد حرام کے مسجد ہوجانے کے بعد ظاہر ہوا اس لئے آب زم زم کا حوض مسجد کا حصہ ہوگا۔

غیر حقیقی:۔ مسجد کے تمام ہونے کے بعد مسجد کے احاطہ میں تدریس اور تعلیم کیلئے عارضی طور پر کوئی کمرہ یا کمرے بنادیئے جائیں جہاں نماز بھی ہوتی رہے اور تعلیم بھی دی جاتی رہے، جس طرح اکثر مساجد میں اہل محلّہ کے بچوں کیلئے مسجد کے اندر مسجد کے اطراف میں ایک جگہ مخصوص کردی جاتی ہے۔ ہمارے عرف میں ان کو مکتب مدرسہ کا نام بھی دیا جاتا ہے اور سابقہ ادوار میں درس نظامی بھی مساجد کے اطراف میں متعین جگہوں پر پڑھایا جاتا تھا، ایسی جگہوں کو فناء مسجد کہنا مجاز ہوگا حقیقت میں یہ جگہیں مسجد کا حصہ اور جزو ہیں مسجد سے خارج نہیں ہیں اور اس کی مثال مسجد نبوی علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں اصحاب صفہ کیلئے متعین جگہ سے دی جاسکتی ہے۔ حقیقت میں صفہ بھی مسجد شرعی کا حصہ تھا، لیکن وہ صحابہ کرام جن کے اپنے گھر نہیں تھے اور مسافر اس جگہ قیام رکھتے تھے اور اسی جگہ شب و روز گزارتے تھے۔ ان کا کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا اسی جگہ پر ہوتا تھا لیکن یہ جگہ مسجد کا حصہ تھی اور ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرتؒ لکھتے ہیں:

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مسجد مبارک حضور سید المرسلین ﷺ زمانہ

اقدس میں جنوباً شمالاً یعنی دیوار قبلہ سے پائیں (دیوار کے محاذی انتہاء) مسجد تک سو گز طول رکھتی تھی اور اسی طرح شرقاً اور غرباً عرض تھا اور بائیں جانب یعنی جانب شام ایک مسقّف دالان جنوب رویہ تھا جسے صفہ کہتے تھے اور اہل صفہؓ اس میں سکونت رکھتے تھے یہ بھی جزو مسجد تھا۔ (۶۴/۸ جدید)

اسی طرح مسجد کے سامان کیلئے اگر ایک جگہ مخصوص کردی جائے یا مسجد کے احاطہ میں خود بخود پانی کا چشمہ جاری ہوجائے جیسے آب زم زم کا چشمہ جاری ہوا تھا تو وہ مسجد کا جزو ہوگا۔ چونکہ ان جگہوں پر نماز پڑھنا ممکن نہیں رہا اسی لئے ان جگہوں کو مجازاً افناء مسجد کہا جاسکتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ جگہیں مسجد شرعی کا جزو اور مسجد میں داخل ہیں (ذکر کردہ تفصیل درمختار اور ردالمحتار کی درج ذیل عبارت سے ظاہر ہے)۔

چنانچہ درمختار میں ہے:

یکرہ الوضوء الا فیما اعد لذالک

مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے، مگر اس جگہ جو وضو کیلئے تیار کی گئی ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

قولہ "والوضوء" لان ماءہ مستقذر طبعاً فیجب تنزیہ المسجد عنہ کما یجب تنزیھہ عن المخاط والبلغم بدائع۔

مصنف کے قول "والوضوء" کا مفہوم یہ ہے کہ مسجد میں وضوء کرنا مکروہ تحریمی اس لئے ہے کہ وضو کے پانی سے طبعاً نفرت ہوتی ہے لہٰذا مسجد کو اس سے پاک رکھنا واجب ہے جس طرح ناک اور گلے کے بلغم سے مسجد کو پاک رکھنا واجب ہے۔

(قولہ الافیما اعد لذالک)انظر ھل یشترط اعداد ذالک من الواقف ام لا۔

مصنف کے قول **الافیما اعد لذالک** فکر کریں کیا مسجد کے واقف کیلئے وضو کی جگہ کا وقف کرنا بھی شرط ہے کہ نہیں، یعنی جب مسجد بنوادی تو وضو خانہ بھی اسے بنوانا ضروری ہے یا نہیں یہ قابل غور مسئلہ ہے۔پھر فرمایا:

و فی حاشیة المدنی عن الفتاوی العفیفیة ولا یظن ان ما حول بیر زم زم یجوز الوضوء والغسل من الجنابة فیه لان حریم زم زم یجری علیه حکم المساجد فیعامل بمعاملتها من تحریم البصاق والمکث من الجنابة فیه و من حصول الاعتکاف فیه و استحباب تقدیم الیمنی بناء علی ان الداخل من مسجد لمسجد یسن له ذالک ا ھ۔(۱/۴۸۹ ردالمختار مکتبہ ماجدیہ)

فتاوی عفیفیہ سے حاشیہ مدنی میں منقول ہے کہ،"یہ گمان نہ کیا جائے(کہ دوسرے حوضوں کی طرح) بیرزم زم کی اطراف پر وضواور جنابت کا غسل کرنا جائز ہے، کیونکہ زم زم کے کنویں کے اردگرد اور اطراف کا حکم مسجد کا حکم ہے ان اطراف کا معاملہ مساجد والا ہوگا، یہ کہ بیرزم زم کے کناروں پر تھوکنا اور جنابت کیساتھ ٹھہرنا حرام ہوگا اور بیرزم زم کے کناروں پر اعتکاف کا حصول جائز ہے، اور دخول کے

وقت دایاں قدم مقدم کیا جائے گا اس کی بنیاد یہ ہے کہ مسجد کا داخل حصہ مسجد ہوتا ہے (اگر چہ وہاں نماز نہ پڑھی جاتی ہو)۔ لہذا اس حصہ کیلئے مسجد کے احکام جاری اور مسنون ہونگے''۔

معلوم ہوا کہ زم زم کے حوض کے علاوہ دیگر حوض مسجد کا جز و اور حصہ نہیں ہوتے۔

☆ درمختار میں ہے:

حرم عليه(الى) الخروج الالحاجةالانسان طبيعة كبول و غائط و غسل لو احتلم و لا يمكنه الاغتسال فى المسجد كذا فى النهر. (درمختار ۱۴۳/۲ مکتبہ ماجدیہ)

معتکف پر مسجد سے خروج حرام ہے، مگر انسانی طبعی حاجت کیلئے جیسے پیشاب اور پاخانہ اور غسل اگر اسے احتلام ہو جائے اور اس کیلئے مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو اسی طرح نہر میں ہے۔

اس پر علامہ شامی نے حاشیہ میں فرمایا:

(قوله ولا يمكنه) فلو امكنه من غيران يتلوث المسجد فلا بأس به (بدائع) اى بان كان فيه بركة ماء او موضع معدّ للطهارة او اغتسل فى اناء بحيث لا يصيب الماء المستعمل (الى) التقييد بعدم الامكان يفيد انه لو امكن كما قلنا فخرج انه يفسد (الى) لكن قول البدائع لا باس به ربما يفيد الجواز فتامل۔ (صفحہ ۱۴۳ جلد ۲)

مصنف کا قول ولا یمکنه پس اگر مسجد میں غسل کرنا ممکن ہو بغیر اس

کے کہ مسجد غسل کے پانی سے ملوث ہوتو مسجد میں غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں (بدائع) یعنی اگر مسجد کے اندر پانی کا تالاب ہو یا ایسی جگہ ہو جو طہارۃ کیلئے بنائی گئی ہو یا معتکف برتن میں غسل کرے کہ مسجد میں مستعمل پانی نہ گرے (تا) عبارت کے متن میں عدم امکان کیساتھ تقیید سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسجد کے اندر غسل کرنا ممکن ہو جس طرح ہم نے بیان کیا پھر وہ مسجد سے غسل کرنے کیلئے خارج ہوا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا، لیکن بدائع کا لاباس به کا قول جواز کا فائدہ دیتا ہے تم غور کرو۔ یعنی بدائع کی عبارت قاصر ہے۔ معلوم ہوا اگر مسجد کے اندر غسل جنابت ممکن ہو تو فناء مسجد کے غسل خانوں میں غسل کرنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اور معلوم ہوا کہ مسجد کے احاطہ (جہاں نمازیں پڑھی جاتی ہیں) کے درمیان بھی غسل خانہ اور تالاب ہو سکتے ہیں لیکن وہ مسجد کا جزو اور حصہ نہیں ہونگے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فناء مسجد داخلی غیر حقیقی مسجد کا جزو اور حصہ ہوتی ہے، اگر چہ وہاں کسی جائز امر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

☆ وہ فناء مسجد خارجی جو مسجد ہونے کیلئے متعین جگہ کی حدود سے خارج ہو اور مسجد کی حدود اور احاطہ کے اندر نہ ہو، اس فناء خارجی کہ متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ فناء مسجد کی تعریف:

هو المكان المتصل به ليس بينه و بينه طريق ۔ (ردالمختار ۲/۴۳۰ مکتبہ دارالباز)

فناء مسجد وہ مکان ہے جو مسجد کیساتھ متصل ہو مسجد اور اس مکان کے درمیان عام راستہ نہ ہو۔

اس تعریف کے اعتبار سے مسجد سے خارج بیرونی وضو خانے، غسل خانے اور عمارتیں اور دوکانیں اور خالی پلاٹ مصالح مسجد کیلئے ہوں یا غیر مصالح کیلئے سب فناء مسجد میں داخل ہونگے حتی کہ مسجد سے متصل جنازہ گاہ اور عید گاہ اور کھیل کے میدان بھی فناء مسجد میں داخل ہونگے صرف روڈ یا شارع عام کے ماوراء اور پیچھے کی جگہیں اور عمارتیں اور مکان فناء مسجد سے خارج ہونگے اگر شارع عام کے پیچھے موجود عمارت مسجد کی ضرورت اور مصلحت کیلئے ہو، وہ بھی فناء مسجد میں داخل نہیں ہوگی۔

مسجد سے خارج فناء مسجد کے احکام:۔

☆ فناء مسجد، مسجد سے خارج جگہ کا نام ہے، اس میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں بلکہ فناء مسجد میں بغیر عذر کے جانے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔البتہ فناء مسجد بعض دیگر امور میں مسجد کے حکم میں ہوتی ہے مثلاً اقتداء کے جواز کے حق میں اور اپنی وقفی حیثیت کے مطابق احترام میں یعنی جس طرح مسجد کی حدود اور احاطہ میں اقتداء کے جواز کیلئے صفوں کا اتصال ضروری نہیں ہوتا، حتی کہ محراب میں نماز پڑھانے والے امام کی اقتداء میں مسجد کے آخری کنارہ پر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے کی نماز بھی ادا ہو جاتی ہے۔اگر چہ درمیان میں صفیں نہ ہوں اسی طرح فناء مسجد میں بھی اقتداء کے جواز کیلئے صفوں کا اتصال ضروری نہیں حتی کہ فناء مسجد میں کھڑے شخص کی اقتداء مسجد میں موجود امام کے پیچھے صحیح ہوتی ہے اگر چہ صفوں کا اتصال نہ ہو۔دوم یہ کہ فناء مسجد کا اس کی حیثیت کے مطابق بعض امور میں مسجد کی طرح احترام کیا جاتا ہے۔لہذا جواز اقتداء اور احترام میں فناء مسجد، مسجد کے حکم میں ہے، سارے امور میں فناء مسجد، مسجد کے حکم میں نہیں ہوتی بلکہ بعض امور جو

مسجد میں حرام اور ممنوع ہوتے ہیں وہ فناء مسجد میں جائز ہوتے ہیں۔ مثلاً وضو کرنا، غسل کرنا وغیرہ مسجد میں حرام ہیں اور فناء مسجد میں جائز ہیں۔ چونکہ اعتکاف کیلئے مسجد کا ہونا شرط ہے لہذا اعتکاف مسجد میں ہی ہوگا اور فناء مسجد میں نہیں ہوگا بلکہ فناء مسجد میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور فناء مسجد میں دنیاوی گفتگو اور بغیر عذر کھانا، پینا، سونا، پیشاب کرنا، غسل کرنا، بغیر عذر کے بیع اور شراء اور دوکانداری کرنا جائز ہے۔ اور حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں فناء مسجد میں جانا جائز ہے لیکن مسجد میں بغیر عذر کے یہ امور ناجائز ہیں اور مسجد میں ناپاک جوتے پہن کر چلنا ممنوع ہے لیکن فناء مسجد میں جوتوں کیساتھ چلنا جائز ہے۔

☆ معلوم ہوا فناء مسجد کا حکم سارے امور میں مسجد والا نہیں ہے اور فناء مسجد کے سارے احکام مسجد کے احکام نہیں ہیں۔

عالمگیری میں ہے:

فناء المسجد له حكم المسجد حتى لو قام فى فناء المسجد و اقتدى بالامام صح اقتداء ه و ان لم تكن الصفوف متصلة و لا المسجد ملآن اليه اشار محمدؒ فى باب الجمعة فقال يصح الاقتداء فى الطاقات والسدد و ان لم تكن الصفوف متصلة (الى) و على هذا يصح الاقتداء لمن قام على الدكاكين التى تكون على باب المسجد لانها من فناء المسجد متصلة بالمسجد كذا فى فتاوى قاضى خان. (۱۰۹/۱ ماجدیہ)

فناء مسجد کیلئے مسجد کا حکم ہے حتی کہ اگر کوئی آدمی فناء مسجد میں کھڑا

ہوجائے اور امام کی اقتداء کرے اس کی اقتداء صحیح ہوگی اگر چہ صفیں متصل نہ ہوں اور نہ مسجد نمازیوں سے بھری ہو۔باب الجمعہ میں امام محمد نے اس کی طرف اشارہ فرمایا، آپ نے فرمایا: مسجد کی کھڑکیوں اور دیواروں کے درمیان سے اقتداء صحیح ہے اگر چہ صفیں متصل نہ ہوں (تا) اس بنیاد پر ان لوگوں کی اقتداء جو مسجد کے دروازے پر قائم دوکانوں پر کھڑے ہوتے ہیں صحیح ہے کیونکہ دوکانیں فناء مسجد سے ہیں مسجد سے متصل ہیں۔ فتاوی قاضی خان میں اسی طرح ہے۔

☆ مذکورہ عبارۃ میں مسجد کیساتھ متصل دوکانوں کو بھی فناء مسجد کہا گیا اور صرف جوازاً اقتداء کیلئے فناء مسجد کو مسجد کے حکم میں کہا گیا دوسرے امور میں فناء مسجد کو مسجد کے حکم میں نہیں کہا گیالہذا اعتکاف کیلئے فناء مسجد کا حکم مسجد کا نہیں ہے ورنہ فقہاء کرام کی عبارت میں اعتکاف کا ذکر بھی ہوتا لہذا بغیر ضرورت فناء مسجد جانے سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔

وفی المجتبی و فناء المسجد له حکم المسجد یجوز الاقتداء فیه وا ن لم تکن الصفوف متصلة ولا تصح فی دار الضیافة الا اذا اتصلت الصفوف (۵۱) وبهذا علم ان الاقتداء من صحن الخانقاه الشیخونیة بالامام فی المحراب صحیح وان لم تتصل الصفوف لان الصحن فناء المسجد وکذا اقتداء من بالخلاوی السفلیة صحیح لان ابوابها فی فناء المسجد ولم یشتبه حال الامام۔ (۲/۳۶۳،بحرالرائق)

اور مجتبیٰ میں ہے فناء مسجد کا حکم مسجد والا ہے اس میں اقتداء جائز ہے اگرچہ صفیں متصل نہ ہوں اور دارالضیافیہ میں اقتداء صحیح نہیں مگر یہ کہ صفیں متصل ہوں۔(اھ) اور اس سے معلوم ہوا کہ شیخونیہ خانقاہ کے صحن سے محراب میں موجود امام کی اقتداء صحیح ہے اگرچہ صفیں متصل نہ ہوں اس لئے کہ خانقاہ کا صحن فناء مسجد ہے اور اسی طرح اس شخص کی اقتداء جو تحتانی اور خلوتی کمروں میں موجود ہے وہ بھی صحیح ہے کیونکہ تحتانی کمروں کے دروازے فناء مسجد میں کھلتے ہیں اور اس شخص پر امام کا حال مشتبہ نہیں ہوتا۔

☆ اس عبارت سے معلوم ہوا فناء مسجد اور فناء مسجد سے متصل تہہ خانوں میں جن کے دروازے فناء مسجد میں ہوں سے اقتداء صحیح ہے اگرچہ صفیں متصل نہ ہوں لہذا فناء مسجد جواز اقتداء میں مسجد کے حکم میں ہے، لیکن اعتکاف کے حق میں فناء کا حکم مسجد والا نہیں ہے۔ اور معلوم ہوا خانقاہ کا صحن بھی فناء مسجد ہے۔

☆ بعض علماء نے فناء مسجد سے اقتداء کے جواز کیلئے ایک شرط ذکر کی تھی کہ وہ فناء مسجد ایسی ہو جس سے مسجد تک وصول ممکن ہو یعنی فناء مسجد سے مسجد میں دروازے کھلیں انہوں نے اس پر دلیل یہ دی کہ اگر دروازے نہیں ہونگے تو امام کا حال مشتبہ ہو جائے گا لہذا نماز صحیح نہیں ہو گی۔

علامہ شامی اس کا رد فرماتے ہوئے منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق میں فرماتے ہیں:

ذکر شمس الائمہ الحلوائی ان العبرۃ فی ھذا لاشتباہ حال الامام و عدمہ لا للتمکن من الوصول

الى الامام لان الاقتداء متابعة و مع الاشتباه لايمكنه المتابعة اه ونحوه فى الخلاصة والفيض قال فى الخانية والذى يصح هذا الاختيار ما روينا ان رسول الله ﷺ كان يصلى فى حجرة عائشةؓ والناس يصلون بصلاته و نحن نعلم انهم ما كانوا يتمكنون من الوصول الى حجرة عائشةؓ اه فتامل ۔ (۳۶۲/۲ منحۃ الخالق مع بحر الرائق)

پھر مختلف اقوال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والظاهر انه وجهه ان السطح لايحصل به اختلاف المكان فلايعد فاصلا كمالو اقتدى على سطح المسجداومن بيته وبينه وبين المسجدحائط ولم يحصل الاشتباه فالحاصل ان اختلاف المكان مانع عندالاشتباه والم يشتبه لا يمنع ولاعبرة بالوصول وعدمه واما الفاصل من طريق اونهر او فضاء ولو لم يشتبه فليتامل فى الفرق الخ (پھر فرمایا) وعلى الصحيح يصح الاقتداء بامام المسجدالحرام فى المحال المتصلة به وان كانت ابوابها من خارج المسجد الخ ۔ (۳۶۳/۲ بحر)

شمس الآئمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ اقتداء کے معاملہ میں اعتبار امام کے حال کے اشتباہ اور عدم اشتباہ کا ہے، امام تک پہنچنے اور وصول کی

قدرت کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ اقتداء متابعۃ کا نام ہے۔اور اشتباہ کیساتھ متابعۃ ممکن نہیں اور خلاصہ اور فیض میں اسی طرح ہے اور خانیہ میں صاحب خانیہ نے فرمایا اور وہ چیز جو اس اختیار کو صحیح کرنے والی ہے وہ روایت ہے جو ہم نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں نماز پڑھتے تھے اور لوگ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے اور ہم جانتے ہیں کہ لوگوں کا ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے کمرہ اور حجرہ میں پہنچنا ممکن نہیں ہوتا تھا (دروازہ بند ہوتا تھا) پس تو غور کر۔ (تا) اور ظاہر وجہ یہ ہے کہ سطح اور چھت پر نماز پڑھنے سے مکان مختلف نہیں ہوتا لہذا اسے (صفوں کے درمیان) فاصل شمار نہیں کیا جائے گا جس طرح کوئی مسجد کی چھت پر سے امام کی اقتداء کرے یا اپنے کمرے سے اقتداء کرے اور کمرہ اور مسجد کے درمیان دیوار حائل ہو اور اشتباہ حاصل نہ ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ (امام اور مقتدی کے درمیان) مکان کا اختلاف اشتباہ کے وقت اقتداء کے جواز سے مانع ہے اگر اشتباہ نہیں ہے تو (مکان کا اختلاف)جواز کیلئے مانع نہیں ہے۔ امام تک وصول اور عدم وصول کا کوئی اعتبار نہیں ہے لیکن اقتدار کے جواز کیلئے مانع صرف راستہ یا نہر یا صفوں کے درمیان فضا اور فاصلہ کا ہونا ہے اگر چہ اشتباہ نہ ہو پس تامل کر فرق میں۔

☆ پھر فرمایا صحیح روایت پر مسجد حرام کے امام کی اقتداء مسجد حرام سے متصل جگہوں اور مکانوں سے جائز ہے اگر چہ ان مکانوں کے دروازے مسجد سے خارج ہوں۔

☆ مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ مسجد حرام سے خارج اور متصل فناء مسجد اور

رہائش کے تمام مکانوں سے مسجد حرام کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے (اگرچہ صفیں متصل نہ ہوں)۔

☆ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ گھر اور مکان جو فناء مسجد میں داخل ہوا اور امام اس میں موجود ہو اس مکان میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانے والے امام کی اقتداء میں مسجد میں موجود لوگوں کی اقتداء بھی جائز ہے جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے حجرہ مبارک میں کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں وہ لوگ نماز ادا کرتے تھے جو حجرہ سے باہر مسجد میں ہوتے تھے۔ یہ وہی حجرہ مبارک ہے جس میں اعتکاف کی حالت میں رسول اکرم ﷺ بغیر ضرورت جانے کو اعتکاف کیلئے مفسد سمجھتے تھے اسی لئے سیدۃ عائشہؓ کیلئے کمرہ کے دروازے سے صرف اپنا سر مبارک قریب فرماتے تھے اور ام المومنین سیدۃ عائشہؓ کنگھا کرتی تھیں۔ اگر اقتداء اور اعتکاف دونوں کیلئے فناء مسجد کا حکم ایک ہوتا تو پھر حجرہ مبارکہ سے جس طرح آپ ﷺ کا امامت کرانا معمول تھا تو اعتکاف کیلئے بغیر ضرورت حجرہ میں جانا بھی معمول ہونا چاہیے تھا کیونکہ آپ ﷺ کا حجرہ بالاتفاق فناء مسجد میں داخل تھا اگر حجرۃ مبارکہ فناء مسجد میں داخل نہ ہوتا تو حجرۃ مبارکہ کے اندر سے امامت کرانا بھی معمول نہ ہوتا لیکن اعتکاف کی حالت میں آپ حجرہ مبارکہ میں بغیر حاجت نہیں جاتے تھے اگر فناء مسجد بغیر حاجت جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارکہ میں بغیر حاجت تشریف لے جاتے۔

حالانکہ سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے:

قالت كان رسول الله ﷺ اذا اعتكف يدني الى راسه فارجله وكان لا يدخل البيت الالحاجة الانسان. (رواه السته۔ ۲ / ۴۰۰ فتح القدیر)

حدیث کی صحاح ستہ کتب میں ہے ام المومنین سیدہ عائشہؓ نے فرمایا رسول اکرم ﷺ جب اعتکاف بیٹھتے تھے میری طرف اپنا سر مبارک قریب کرتے تھے پس میںؓ آپ ﷺ کو کنگھا کرتی تھی اور آپ ﷺ کمرہ میں نہیں داخل ہوتے تھے مگر انسانی حاجت کیلئے۔

☆ عید گاہ اور جنازہ گاہ کے متعلق درمختار میں ہے:

واما المتخذ لصلوة جنازة او عيد فهو مسجد فى حق جواز الاقتداء وان انفصل الصفوف رفقاً بالناس لا فى حق غيره به يفتى (نهايه) فحل دخوله بجنب و حائض كفناء مسجد و رباط و مدرسة و مساجد حياض و اسواق لاقوارع۔ (درمختار مکتبہ دارالبازا ۲ / ۲۳۰)

اور وہ جگہ جو نماز جنازہ اور نماز عید کیلئے تیار کی گئی ہے وہ جواز اقتداء کی حق میں وہ مسجد ہے لوگوں کیساتھ نرمی کی وجہ سے اگر چہ صفیں منفصل ہوں اقتداء کے جواز کے علاوہ کسی امر کے حق میں وہ (جنازہ گاہ اور عید گاہ) مسجد نہیں ہے (نہایہ) پس جنازہ گاہ اور عید گاہ میں جنابت والے اور حیض والی عورت کا داخل ہونا جائز ہے جس طرح فناء مسجد اور رباط (صوفیا اور فقراء کی رہائش کی جگہ جس کو خانقاہ کہا جاتا ہے) اور مدرسہ اور حوضوں اور بازاروں کی مساجد (یہ شرعی مساجد نہیں ہیں) ان میں جنبی اور اور حائض کا داخل ہونا جائز ہے لیکن شاہراہوں کی مساجد، مساجد ہوتی ہیں ان میں جنبی اور حائض داخل نہیں ہو سکتے۔

☆ درمختار کی مذکورہ عبارت میں جنازہ گاہ اور عید گاہ کو فناء مسجد سے تشبیہ دی

گئی ہے۔اور عید گاہ اور جنازہ گاہ کیلئے صراحۃً فرمایا کہ ان کا مسجد ہونا صرف جوازا اقتدا کے حق میں ہے کسی دوسرے امر میں ان کا حکم مسجد والا نہیں ہے اس لئے عید گاہ اور جنازہ گاہ میں جنبی اور حائض داخل ہو سکتے ہیں ثابت ہوا عید گاہ اور جنازہ گاہ میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں اور مسجد سے بغیر ضرورت عید گاہ اور جنازہ گاہ جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا تشبیہ کا مقتضی یہ ہے کہ فناء مسجد میں اعتکاف بیٹھنا بھی جائز نہیں ہے اور فناء مسجد میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔اور یہی حکم یعنی صحۃ اقتداء اور حائض اور جنبی کے دخول کا جواز اور اعتکاف کا عدم جواز خانقاہ، مدارس اور حوضوں کیساتھ چھوٹی چھوٹی مساجد کا ہے اور بازاروں میں اس قسم کی مساجد جن میں صرف بوقت ضرورت بازار کھلنے پر نماز پڑھ لی جاتی ہو کیونکہ حقیقت میں وہ مساجد نہیں ہیں ان میں بھی اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں اور ان میں جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا، لیکن شاہراؤں پر بنائی گئی مساجد شرعاً مساجد ہونگی۔ ان میں جنبی اور حائض کا داخل ہونا جائز نہیں ہوگا اور اعتکاف بیٹھنا جائز ہوگا، کیونکہ شاہراہوں کی مساجد مسافروں کیلئے مستقل اور دائمی قائم کی جاتی ہیں۔

☆ عموماً جنازہ گاہیں مسجد کیساتھ متصل ہوتی ہیں اور فناء مسجد میں داخل ہوتی ہیں اگر فناء مسجد میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہوتا تو پھر معتکف کو نماز جنازہ پڑھنے کی بھی اجازت ہونی چاہیے تھی حالانکہ فقہ کی کسی کتاب میں یہ استثناء موجود نہیں کہ متصل جنازہ گاہ میں معتکف کو نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت ہے۔ بلکہ در مختار کی مذکورہ عبارت میں جنازہ گاہ اور عید گاہ کو فناء مسجد کیساتھ تشبیہ سے معلوم ہوا کہ فناء مسجد میں بغیر حاجت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

☆ بعض مساجد سے متصل ہسپتال فناء مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔ جس طرح کراچی میں جامع مسجد گلزار حبیب اور ہولی فیملی ہسپتال میں صرف ایک دیوار حائل ہے اگر فناء مسجد جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہوتا تو پھر معتکفین کو ہسپتال جاکر مریضوں کی عیادت کرنا جائز ہونا چاہیے تھا، حالانکہ فقہ کی کسی کتاب میں یہ استثناء موجود نہیں کہ متصل ہسپتال میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

☆ بعض علماء کرام نے مطلق فناء مسجد جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے کو مسجد کے منارہ پر جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے پر قیاس کیا ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مسجد سے متصل مینارہ پر آذان دینے کیلئے چڑھنے سے بالاتفاق اعتکاف فاسد نہیں ہوتا بلکہ صاحب بدائع کی عبارت کے مطابق آذان بھی شرط نہیں ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

بل ظاهر البدائع ان الآذان ایضا غیر شرط فانه قال ولو صعد المنارة لم یفسد بلاخلاف وان کان بابها خارج المسجد لانه منه لانه یمنع فیها من کل ما یمنع فیه من البول و نحوه فاشبه زاویة من زوایا المسجد اه لکن ینبغی فیها اذا کان بابها خارج المسجد ان یقید بما اذا خرج للآذان لان المنارة وان کانت من المسجد لکن خروجه الی بابها لا للآذان خروج منه بلاعذر۔ (١٤٤/٢ ماجدیه)

بدائع کا ظاہر یہ ہے کہ (منارہ پر صعود سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے

کا حکم) آذان کیساتھ خاص نہیں ہے اور آذان بھی شرط نہیں ہے کیونکہ صاحب بدائع نے کہا اگر معتکف منارہ پر چڑھا تو اعتکاف بلا خلاف فاسد نہیں ہوگا اگر چہ منارہ پر صعود کا دروازہ مسجد کے خارج سے ہو عدم فساد اس لئے ہے کہ منارہ مسجد کا جزو اور حصہ ہے کیونکہ منارہ میں ہر اس چیز کو منع کیا جاتا ہے جس چیز کو مسجد میں منع کیا جاتا ہے، پیشاب اور پیشاب کی مثل اشیاء سے پس مسجد کا منارہ مسجد کے کونوں سے ایک کونے کے مشابہ ہے۔ اھ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ بدائع کی عبارت میں مناسب ہے کہ ایک قید کا اضافہ کیا جائے کہ جب منارہ کا دروازہ مسجد کے خارج سے ہو خارجی دروازے سے صعود اس وقت اعتکاف کیلئے مفسد نہیں ہوگا جب آذان کیلئے خروج ہو کیونکہ منارہ اگرچہ مسجد کا حصہ ہے لیکن منارہ کے خارجی دروازہ کی طرف بغیر ضرورتِ آذان کے خروج مسجد سے بغیر عذر کے خروج ہے لہذا اس صورت میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

لیکن ردالمحتار کی عبارت سے واضح ہے کہ فقہاء عظام منارہ کو مسجد کا جزو اور حصہ اور ایک کونا سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے منارہ پر چڑھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا فقہاء کرام مسجد کے منارہ کو مسجد سے خارج فناء میں داخل حصہ نہیں سمجھتے اور "یمنع فیھا من کل ما یمنع فیه من البول و نحوه" کی عبارت سے معلوم ہوا مینار کی طرح پیشاب خانے اور باتھ روم وغیرہ مسجد کا حصہ نہیں ہوسکتے کیونکہ مینار کا احترام مسجد کی طرح کیا جاتا ہے، جبکہ ان میں پیشاب وغیرہ کیا جاتا ہے لہذا ان میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہوجائیگا اور مطلق فناء مسجد میں

جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے کا قول صحیح نہیں ہے۔ نیز علامہ شامی کی عبارت سے واضح ہے کہ منارہ کے خارجی دروازہ کی طرف بغیر آذان کے ارادہ کے خروج سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

آپ غور فرمائیں کہ منارہ جو کہ مسجد کا جزو ہے اس پر چڑھنے کیلئے اس کے خارجی دروازہ کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ ایک دو گز ہو گا۔ لیکن آذان کی ضرورت کے بغیر دروازہ کی طرف خروج اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے تو پھر فناء مسجد جس کا ایریا اور علاقہ سیکڑوں مربع گز پر مشتمل ہو جس میں وضو خانہ باتھ روم دوکانیں وغیرہ سب موجود ہوں ان کی طرف بغیر ضرورت خارج ہونے سے اعتکاف کیوں فاسد نہیں ہو گا۔

لہٰذا فناء مسجد اعتکاف کے حق میں مسجد کے حکم میں نہیں ہے اور اس میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

☆ اس لئے ہدایہ میں ہے:

ولا یمکث بعد فراغه من الطهور لان ما ثبت بالضرورة یتقدر بقدرها۔ (۴۰۰ الهدایہ مع الفتح)

وضو یا فرض غسل سے فارغ ہونے کے بعد وضو خانہ اور غسل خانہ میں معتکف نہ ٹھہرے کیونکہ جو چیز ضرورت کے سبب ثابت ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

☆ وضو یا غسل مسجد میں نہیں ہو سکتے تھے اس لئے ان کیلئے باتھ روموں کی طرف خروج کی ضرورت تھی جتنا وقت طہارت کی ضرورت کیلئے درکار تھا اس وقت تک باہر رہنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا لیکن ضرورت سے زائد وقت مسجد سے باہر

رہنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا اگر فناء مسجد کا حکم اعتکاف کے حق میں مسجد والا ہوتا تو وضو اور غسل کے بعد باتھ روموں میں ٹھہرے رہنے سے فقہاء کے نزدیک اعتکاف فاسد نہ ہوتا، کیونکہ وضو خانہ اور باتھ روم مسجد کے مصالح اور ضروریات میں سے ہیں اور فناء مسجد میں داخل ہیں۔ معلوم ہوا فناء مسجد میں بغیر ضرورت خروج مفسد اعتکاف ہے۔

☆ ہدایہ میں ہے:

ولو خرج من المسجد ساعة بغير عذر فسد اعتكافه عند سيدناابی حنيفه۔ (۱۴۰۱الفتح)

اگر مسجد سے ایک ساعت معتکف بغیر عذر خارج ہوا اس کا اعتکاف سیدنا ابو حنیفہ کے نزدیک فاسد ہو جائے گا اگر اعتکاف کے حق میں فناء مسجد کا حکم مسجد والا ہوتا تو "من المسجد" کیساتھ "ومن فناء المسجد" کا ذکر بھی ہوتا۔

چونکہ کتب فقہ کے متون میں قیود احترازی ہوتی ہیں اور فقہاء کی عبارتوں کا مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے، اس لئے المسجد کی قید سے معلوم ہوا غیر مسجد کی طرف خروج خواہ وہ غیر مسجد فناء مسجد ہو یا فناء مسجد کا غیر ہو اعتکاف کیلئے مفسد ہوگا۔

☆ قرآن مجید میں ہے:

ولا تباشرو هن و انتم عاكفون فی المساجد

اور بیویوں سے مباشرت نہ کرو اس حال میں کہ تم مساجد میں اعتکاف کرنے والے ہو۔

علماء فرماتے ہیں: مباشرۃ گھر میں ہو یا مسجد میں مباشرت اور زوجیت

کے عمل سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے،لیکن قرآن مجید میں فی المساجد کی تقیید سے یہ بتانا مقصود تھا کہ اعتکاف مسجد میں ہی ہوتا ہے اور مسجد سے خارج فناء مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں جب فناء مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں تو بغیر ضرورت فناء مسجد جانے سے اعتکاف بھی فاسد ہو جائے گا۔

☆ بدائع صنائع میں ہے:

اما الذی یرجع الی المعتکف فیه فالمسجد وانه شرط فی نوعی الاعتکاف الواجب والتطوع لقوله تعالی ولاتباشروهن وانتم عاکفون فی المساجد۔

(جلد۲ صفحہ نمبر۱۱۲ بدائع)

لیکن وہ حکم جو اعتکاف کی جگہ کی طرف راجع ہے پس وہ مسجد ہے دونوں اعتکاف واجب ونفلی میں مسجد کا ہونا شرط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اپنی ازواج سے مباشرت نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کرنے والے ہو۔

☆ اعتکاف کی تعریف:

هوا للبث فی المسجد مع الصوم ونیت الاعتکاف اما اللبث فرکنه لانه یبنیٔ منه فکان وجوده به والصوم من شرطه عندنا والنیة شرط فی سائر العبادات۔ (۳۹۵ ہدایہ)

اعتکاف روزہ اور اعتکاف کی نیت کیساتھ مسجد میں ٹھہرنے کا نام ہے لیکن مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف کا رکن ہے کیونکہ اعتکاف کا مفہوم اسی کی

خبر دیتا ہے، لہذا اعتکاف کا وجود مسجد میں ہی ٹھرنے کیساتھ ہوگا اور روزہ ہمارے نزدیک شرط ہے اور نیت ساری عبادتوں میں شرط ہے۔اس تعریف سے معلوم ہوا کہ فناء مسجد میں نہ اعتکاف ہوسکتا ہے اور نہ اس میں معتکف بغیر ضرورت جا سکتا ہے۔ورنہ اعتکاف کی تعریف باطل ہوجائے گی۔(یہ تعریف اعتکاف منذور اور سنت مئوکدہ دونوں کی ہے)۔

☆توضیح:۔

مسنون اعتکاف کی مثال منذور اعتکاف کی ہوتی ہے یعنی جس طرح ناذر خود اپنے اوپر اعتکاف کو لازم کرتا ہے اسے حسب التزام نذر پوری کرنا ضروری ہوتا ہے ورنہ نذر ادانہیں ہوگی، اسی طرح جب معتکف کہتا ہے کہ "**نویت الاعتکاف فی المسجد**" یعنی میں مسجد میں اعتکاف اور ٹھہرنے کی نیت کر کے اپنے اوپر اعتکاف کو لازم کرتا ہوں تو اب مسجد ہی میں ٹھہرنا اس پر لازم ہوگیا اگر بغیر ضرورت مسجد میں نہ ٹھہرا اور خارج ہوا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا، کیونکہ حسب التزام معتکف نے عمل نہیں کیا۔اسی وجہ سے اگر معتکف منذور اعتکاف میں استثناء کا ذکر کرے تو وہ مستثنیٰ ہوگی مثلاً وہ کہے میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں لیکن میں مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور علم کی مجلس میں شرکت کیلئے جاتا رہوں گا تو اس کا اعتکاف مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں شرکت سے فاسد نہیں ہوگا۔

درمختار میں ہے:

و فی التاتر خانیۃعن الحجۃ لو شرط وقت النذر ان یخرج لعیادۃ مریض و صلوۃ جنازۃ و حضور مجلس علم جاز ذالک فلیحفظ۔(باب الاعتکاف)

تاتر خانیہ میں حجۃ سے منقول ہے اگر نذر کے وقت معتکف نے شرط کرلی کہ وہ مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور علم کی مجلس میں حاضر ہونے کے لئے مسجد سے خارج ہوگا تو یہ جائز ہے۔

علامہ شامی نے فرمایا:

والحاصل ان مایغلب وقوعه یصیر مستثنًی حکما والم یشترطه وما لا فلا الا شرطه۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا وقوع غالب ہے وہ حکماً مستثنٰی ہو گی اگرچہ معتکف اس کی شرط نہ کرے اور جو چیز غالب الوقوع نہیں ہے وہ مستثنٰی نہیں ہوگی مگر جب وہ استثناء میں ذکر کرے۔

تنبیہ:۔

صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک معتکف دن یا رات میں سے آدھے سے کم مثلاً چھ گھنٹے سے کم بغیر ضرورت کے مسجد سے باہر رہے (اپنے گھر یا دوستوں کے گھر گھومتا رہے فناء مسجد بھی شرط نہیں تو بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوتا اور ھدایہ میں اس قول کو استحسان کہا گیا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

وقالالا یفسد حتی یکون اکثر من نصف یوم وهو الاستحسان لان فی ا لقلیل ضرورة۔

صاحبینؒ نے فرمایا مسجد سے خارج رہنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا حتی کہ دن کے نصف سے اکثر ہو (چھ گھنٹے سے زیادہ ہو) اور یہ استحسان ہے اس لئے کہ قلیل خروج میں ضرورت ہے۔(۱۰۴ مع الفتح)

علامہ ابن ہمام اس قول پر بحث کرتے ہوئے اس استحسان کو تسلیم نہیں کرتے اور امامین (سیدنا ابو یوسفؒ اور سیدنا محمدؒ) کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

ثم منع كونه استحسانًا بالضرورة بان الضرورة التى يناط بها التخفيف هى الضرورة اللّازمةُ او الغالبة الوقوع مع انهما (اى الامامين) يجيز ان الخروج بغير ضرورة اصلاً لان فرض المسئلة فى خروجه اقل من نصف يوم لحاجة اولا بل للعب وانا لا اشك فى ان من خرج من المسجد الى السوق للعب واللهو والقمار الى ماقبل نصف النهار ثم قال يا رسول الله انا معتكف قال ما ابعدك من المعتكفين ملحضا اھ (ردالمحتار)

ضرورت کی وجہ سے صاحبینؒ کے قول کے مستحسن ہونے کو منع کیا گیا ہے، کیونکہ وہ ضرورت جو تخفیف کیلئے مناط اور مدار ہے وہ ضرورت لازمہ یا غالب الوقوع ہوتی ہے (یعنی صاحبین کے قول میں آدھے دن کا خروج قلیل اور ضرورت ایسی ضرورت نہیں ہے جو ضرورت لازمہ یا غالب الوقوع ہو) لیکن صاحبین تو معتکف کا (مسجد سے آدھا دن سے کم خروج) بغیر ضرورت کے بھی جائز رکھتے ہیں کیونکہ فرض مسئلہ معتکف کے نصف یوم سے کم خروج میں ہے حاجت کیلئے خروج ہو یا غیر حاجت کیلئے خروج ہو بلکہ لہو و لعب کیلئے خروج ہو۔ اور میں (ابن ہمامؒ) شک نہیں کرتا اس معاملے میں کہ ایک معتکف مسجد

سے بازار کی طرف نکل گیا لہوولعب اور قمار کیلئے نصف نہار سے پہلے تک بازار میں پھرتا رہا پھروہ کہے یارسول اللہ ﷺ میں معتکف ہوں تو آپ ﷺ بطور تعجب فرمائیں گے اے فلاں تو معتکفین سے کتنا دور ہے؟ یعنی تو معتکف نہیں ہے۔اس پس منظر میں اگر میں (محمد رفیق حسنی) ان لوگوں سے کہوں جو بغیر ضرورت مسجد سے خارج فناء مسجد اور باتھ روموں میں سگریٹ نوشی اور لہوولعب کیلئے سارا دن بھی باہر رہنے سے اعتکاف کے فاسد ہونے کا قول نہیں کرتے۔ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں اگر معتکف فناء مسجد کی دوکانوں کی طرف نکل جائے اور خرید وفروخت کرتا رہے سگریٹ نوشی کرتا رہے، حقہ پیتا رہے، بیڑی رکھی اور گھنٹوں مسجد سے خارج رہے پھروہ آکر کہے یا رسول اللہ ﷺ میں معتکف ہوں تو آپ ﷺ بطور تعجب فرمائیں گے اے فلاں تو معتکفین سے کتنا دور ہے؟۔

الحاصل:۔

ہماری تحقیق یہ ہے کہ اعتکاف کے سلسلہ میں فناء مسجد، مسجد کا حکم نہیں رکھتی لہذا بغیر ضرورت شرعیہ اور طبعیہ ایک منٹ کیلئے بھی فناء مسجد جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا صرف اقتداء کے جواز کے حق میں فناء مسجد، مسجد کا حکم رکھتی ہے کیونکہ اقتداء کی بنیاد امام کی متابعۃ پر ہے اور متابعۃ عدم اشتباہ کی حالت میں فناء مسجد سے بھی ہو سکتی ہے اور فناء مسجد کے علاقہ کی مقدار متعین نہیں ہے۔دمشق کی مسجد کیلئے فناء مسجد کا ایریا اور علاقہ کلاسہ اور کلامیہ کے مدارس اور مزارات ثلثۃ اور شیخونی خانقاہ کا صحن اور دوکانیں اور برید کا صحن فناء مسجد میں داخل

ہونا فقہاء کی تصریحات سے آپ پڑھ چکے ہیں لہٰذا اگر کوئی شخص کہے اتنے وسیع علاقہ میں بغیر ضرورت گھنٹوں گھومنے پھرنیوالے شخص کا اعتکاف باقی رہتا ہے تو پھر اعتکاف ایک مذاق اور ڈرامہ کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔اس لئے نہایت احتیاط کی ضرورت ہے جب صاحب شریعت رسول اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کے کمرہ (جس کا فناء مسجد ہونا مسلّمات سے ہے) میں بغیر انسانی حاجت کے نہیں جاتے تھے تو ہمیں بلاضرورت فناء مسجد گھومنے کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے۔

لہٰذا ذکر کردہ سابقہ عبارات کی روشنی میں درج ذیل مسائل معلوم ہوئے۔

☆ شرعی مسجد کے احاطہ میں وہ جگہیں جن میں عملاً نماز نہیں ہوتی لیکن وہ مسجد کا حصہ اور مسجد کے اندر جائز امور کیلئے وقف ہوتی ہیں ان کے اندر جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، جس طرح کراچی میں طوبیٰ مسجد ڈیفنس کی مسجد مسقف اور غیر مسقف کے درمیان پانی کے جاری ہونے اور اخراج کیلئے تقریباً تین فٹ گہری اور پانچ فٹ چوڑی پٹی بنی ہوئی ہے اور اس میں آب شاری فوارے لگے ہوئے ہیں وہ مسجد کا حصہ ہیں ایسی جگہ جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔اسی طرح مساجد کی اطراف جہاں لوگ جوتے پہن کر نہیں جاتے اور ان اطراف کو مسجد کا حصہ اور جزو سمجھتے ہیں لیکن وہاں نمازیں ادا نہیں کی جاتیں ایسے اطراف میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

☆ بڑی بڑی مساجد کی خوبصورتی کیلئے مسجد شرعی کی حدود اور صحن میں فوارے اور پھول کی کیاریاں (جن کے اردگرد نماز ہوتی ہے اور صفیں بنتی ہیں) بھی مسجد کا حصہ ہوتی ہیں ان میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

☆ چونکہ مسجدوں کے صحن بھی مساجد ہوتے ہیں، اگر مسجدوں کے صحنوں میں

وضواور غسل کیلئے تالاب اور حوض بنائے گئے ہیں جن کے ارد گرد نماز پڑھی جاتی ہے اور پانی کے ادخال اور اخراج کیلئے انڈر گراؤنڈ (underground) نالیاں اور پائپ بنے ہوتے ہیں، اور ان تالابوں اور حوضوں کے کناروں پر وضو اور غسل کی کرسیاں بنی ہوتی ہیں ان کرسیوں کا حکم مسجد کی دیواروں کا ہے کہ وہاں بغیر ضرورت بیٹھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، کیونکہ مسجد اور خارج مسجد کے درمیان فاصل دیوار کا حکم اعتکاف کیلئے مسجد کا حکم ہوتا ہے اسی طرح مسجد کے صحن کیساتھ متصل وضو خانہ اور حوض اور مسجد کے درمیان وضو کیلئے بیٹھنے کی جگہ کا حکم بھی مسجد کا ہوگا اور جس طرح مسجد کی دیوار پر بیٹھنے اور غسل اور وضو کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا اسی طرح وسطی حوض کی کرسیوں پر بیٹھ کر وضو کرنے اور غسل کرنے اور بلاضرورت بیٹھنے سے بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ اور یہی حکم ایسے وضو خانوں کا ہوگا جو مسجد کی اطراف سے متصل ہیں اور وہاں جانے کیلئے جوتے پہننے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

☆ وہ حوض اور غسل خانے جو مسجد کی دیواروں اور شرعی حدود سے فاصلہ پر ہوتے ہیں اور وہاں جوتے پہن کر جانا ہوتا ہے درمیان کی جگہ وہ مسجد کا حصہ نہیں ہوگی جہاں لوگ جوتے پہن کر آتے جاتے ہیں ایسے وضو خانوں کی کرسیوں پر بلاوجہ شرعی بیٹھنے اور مسنون غسل کرنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا، ان کا حکم مسجد والا نہیں ہے۔

☆ مسجد کی دیواریں اور ستون بھی مسجد کا حصہ ہوتے ہیں اگر مسجد کی دیواروں پر بیٹھنا ممکن ہو تو اس پر بغیر ضرورت بیٹھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

☆ شرعی مسجد کی چھت بھی مسجد ہوتی ہے اور شرعی مسجد کی چھت پر یا مسجد کی حدود کے اندر مسجد کی ضرورت کا سامان رکھنے کی مختص جگہ یا تدریس یا امام اور

مؤذن کیلئے عارضی کمرے بنائے گئے ہوں تو یہ بھی مسجد کا حصہ ہونگے ان میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، ایسے عارضی کمروں کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ان میں جوتوں کیساتھ جانا منع ہوتا ہے ان کمروں میں باتھ روم وغیرہ نہیں ہوتے ان میں اعتکاف کی نیت سے کھانا اور پینا جائز ہوتا ہے، جس طرح مسجد حرام اور مسجد نبوی کے اردگرد عارضی کمرے بنائے گئے ہیں جو کہ مسجدوں کی حدود کے اندر ہیں لیکن مسجدوں کی تکمیل کے بعد ان کی متعینہ حدود سے خارج کمرے مسجد کا حصہ نہیں ہوتے خواہ وہ کمرے مدرسہ کیلئے ہوں یا مسجد کے امام ومؤذن کیلئے ہوں مثلاً مسجد کے واقف نے مسجد (جہاں نماز پڑھی جائے) کیلئے ایک سو مربع فٹ جگہ وقف کی ہے اب مسجد کی حدود ایک سو مربع فٹ ہوگی اس سے خارج جگہ مسجد نہیں ہوگی، اگر ایک سو مربع فٹ سے باہر مدرسہ یا امام اور مؤذن کے کمرے بنائے جائیں یہ مسجد کا حصہ نہیں ہونگے۔

☆ فقہاء کرام نے جس مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کے احکام بیان کئے ہیں اس سے مراد وہ مسجد شرعی ہے جو نماز ادا کرنے کیلئے وقف ہوتی ہے یعنی صرف نماز کی ادائیگی کیلئے مختص احاطہ شرعاً مسجد ہوگا اور فقہاء کے نزدیک وہ مسجد نہیں ہوتی جس کو لوگ مسجد کہہ دیتے ہیں۔ عرف عام میں شرعی مسجد کے علاوہ بیرونی دیوار جس میں وضو خانہ اور غسل خانہ اور باتھ روم اور امام اور مؤذن کے کمرے اور دوکانیں اور اسٹور موجود ہوتے ہیں مسجد کہا جاتا ہے، ایک بیرونی دیوار اُن سب کو محیط ہوتی ہے بعض مرتبہ شرعی مسجد کا احاطہ کم ہوتا ہے لیکن عرفی مسجد کا احاطہ کہیں زیادہ ہوتا ہے مثلاً کراچی کی طوبیٰ مسجد جو کہ اصل اور شرعی مسجد ہے اس کا احاطہ بہت کم ہے لیکن بیرونی دیوار کئی ایکڑوں پر پھیلی ہوئی ہے جس کے اندر لان دفاتر اور باتھ روم

وغیرہ بنے ہوئے ہیں لوگ بیرونی دیوار تک کے سارے علاقہ کو مسجد کہہ دیتے ہیں اس طرح نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کے تین گیٹ ہیں ان کے اندر سارے ایریا کو لوگ مسجد کہہ دیتے ہیں لیکن شرعاً مسجد وہ احاطہ ہے جہاں نماز پڑھی جاتی ہے مسجد کے دائیں، بائیں کمرے اور دوکانیں اور آگے وضوخانے وغیرہ اور دوکانیں مسجد سے خارج ہیں اور یہ فناء مسجد میں داخل ہیں۔لھذا شرعی مسجد میں اعتکاف اور اس کے جملہ احکام جاری ہونگے اور شرعی مسجد سے خارج مواضع مسجد کا حصہ نہیں ہونگے ان مواضع میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔

سوال:۔ بعض علماء نے درج ذیل عبارت سے فناء مسجد میں بلا ضرورت جانے سے اعتکاف کے عدم فساد پر استدلال کیا ہے:۔

☆ فتاوی رضویہ میں ہے: ''عوض مالی پر تعویذ دینا بیع ہے اور مسجد میں بیع و شرا ناجائز ہے اور حجرہ فناء مسجد ہے اور فناء مسجد کیلئے حکم مسجد ہے''۔

عالمگیری میں ہے:

قیم المسجد لایجوز له ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فی فنائه لان المسجد اذا جعل حانوتاا و مسکنا تسقط حرمته و هذا لایجوز و الفناء تبع المسجد فیکون حکمه حکم المسجد کذا فی محیط السرخسی۔(عالمگیری کتاب الوقف)

مسجد کے منتظم کیلئے جائز نہیں کہ مسجد کی حدود میں یا مسجد کی فناء میں دوکانیں بنائے کیونکہ مسجد کے کسی حصہ کو جب دوکان یا (دائمی) مسکن بنایا جائے تو اس کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے اور یہ جائز نہیں اور فناء

مسجد، مسجد کے تابع ہے، پس فناء کا حکم مسجد والا حکم ہے، اسی طرح محیط سرخسی میں ہے۔(۹۶ جلد ۸ رضا فاؤنڈیشن)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مسجد میں دوکان اور مسکن بنانا جائز نہیں اسی طرح فناء مسجد میں بھی دوکان اور مسکن بنانا جائز نہیں۔ جب فناء مسجد کا حکم مسجد والا ہے تو فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا؟۔

الجواب:۔ عالمگیری اور فتاوی رضویہ کی اس عبارت میں اعتکاف کے فساد یا عدم فساد پر استدلال صحیح نہیں، کیونکہ اہل علم پر واضح ہے اس عبارت میں مسجد اور فناء مسجد میں بیع اور شراء اور دوکانیں بنانے اور دائمی گھر بنانے کو ناجائز کہا گیا ہے اس عبارت میں دوکانوں اور مسکن کا ذکر ہے یہاں اعتکاف کے فساد یا عدم فساد کا ذکر نہیں ہے لہذا اس عبارت سے فناء مسجد میں جانے پر اعتکاف کے عدم فساد پر استدلال غلط ہے۔

☆ **ضمنی فائدہ:۔** ﴿ عالمگیری کی عبارت کی توضیح ﴾

اس عبارت میں مسجد اور فناء مسجد کے احترام کے حوالہ سے مسجد اور فناء مسجد میں دوکانیں اور گھر بنانے کو منع فرمایا گیا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ مسجد کی حدود اور احاطہ میں دوکانیں بنانا اور مستقل گھر بنانا خواہ امام کیلئے ہو یا مسجد کے منتظم کیلئے حرام ہے اور اگر متولی نے مسجد کی حدود میں دوکانیں بنادیں یا مستقل دائمی مکان بنا دیا تو اس کو توڑ دیا جائے کیونکہ واقف کے وقف کے بعد مسجد واقف کے ملک سے خارج ہو جاتی ہے اور متولی یا اہل محلہ کے ملک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالی کے ملک میں ہوتی ہے اور اس کو تقدس اور احترام حاصل ہو جاتا ہے اور مسجد کی حدود میں مستقل دوکانیں یا گھر بنانے سے اس کا تقدس اور احترام ساقط ہو

جائے گا، اور واقف کی غرض کی بھی مخالفت لازم آئیگی کیونکہ واقف نے نماز پڑھنے اور ذکر اذکار کیلئے زمین کو وقف کیا تھا دوکانیں اور مستقل گھر بنانے کیلئے وقف نہیں کیا تھا اسلئے دائمی گھر اور دوکانیں بنانا اور مسجد کی حدود اور احاطہ میں بیع وشراء ممنوع ہے لہٰذا منع کا تعلق مسجد کی تمامیت کے بعد متولی کے انفرادی عمل کیساتھ ہے البتہ واقف خود مسجد کیلئے زمین وقف کرنے یا عمارت وقف کرنے سے پہلے امام یا مؤذن کیلئے مسجد کی عمارت کی چھت یا مسجد کیلئے ارادہ میں متعین جگہ کی حدود میں عارضی بغیر استنجاء خانہ اور باتھ روم کے کمرہ یا کمرے بنا دے اور پھر اس عمارت کو مسجد کیلئے وقف کردے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ وہ دوکانیں اور گھر بھی مسجد کیلئے وقف ہوں اور اگر دوکانیں یا گھر اس کے ذاتی ہوں اگر چہ مسجد کیلئے وقف شدہ عمارت کیلئے راستہ بھی نکال دے تاکہ لوگ مسجد میں نماز ادا کرنے کیلئے آ اور جا سکیں وہ عمارت شرعا مسجد نہیں ہوگی، لیکن امام اور مؤذن بھی مساجد کے مصالح سے ہیں اسلئے ان کیلئے کمرے عمارت کی چھت یا عمارت کے دائیں بائیں آگے پیچھے بنانے اور مسجد کیلئے راستہ چھوڑنے سے مسجد کے مسجد ہونے میں کوئی مانع نہیں ہوگا اور مالک کا تصرف وقف سے پہلے اپنے ملک میں ہوگا اس لئے یہ جائز ہے۔

☆ اگر اہل محلّہ مسجد کیلئے موقوفہ زمین یا عمارت کی چھت پر وقف کے بعد بھی امام اور مؤذن کیلئے یا تدریس کیلئے عارضی کمرے بنوادیں جن کا احترام مسجد کی طرح کیا جائے تو یہ بھی جائز ہوگا، لیکن خود واقف کو اہل محلّہ کے اذن کے بغیر ایسا کرنا وقف کے بعد جائز نہیں ہوگا کیونکہ زمین اس کے ملک میں نہیں رہی۔

مثال:۔ مسجد نبوی ﷺ قائم ہوگئی تھی اور اس کی ایک جانب فقراء مہاجرین کیلئے عارضی رہائش گاہ بنادی گئی تھی اصحاب صفہؓ وہاں رہتے تھے، اور یہ مسجد میں مدرسہ

کی پہلی مثال تھی اور یہ مسجد کی تمامیت کے بعد کی گئی، لیکن واقف خود زمین یا عمارت مسجد کیلئے وقف کرنے کے بعد امام اور مؤذن کا کمرہ مسجد کی چھت یا حدود میں نہیں بنا سکتا کیونکہ یہ عمارت اسکے ملک سے خارج ہوگئی اس میں واقف مالکانہ حقوق کیساتھ تصرف کرنے کا مجاز نہیں رہا اسی طرح واقف کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی بھی خواہ متولی بھی ہو انفرادی طور پر ایسا تصرف نہیں کرسکتا ہے لیکن اہل محلّہ باہمی مشورہ سے اگر مسجد کی حدود میں عارضی مدرسہ اور رہائش گاہ قائم کریں اور ساتھ ہی مسجد کے احترام کے منافی کوئی عمل نہ ہوتو وہ ان کیلئے جائز ہوگا، البتہ مسجد کی حدود میں ایسا تصرف کرنا جس میں مسجد کا تقدس اور احترام نہ رہے نہ متولی کرسکتا ہے نہ اہل محلّہ کو اجازت ہے مثلاً قائم شدہ مسجد کی حدود میں دوکانیں بنانا یا دائمی مستقل گھر بنالینا یا قائم شدہ مسجد کی حدود میں وضوخانہ اور باتھ روم بنانا یہ امور مسجد کی حرمت ساقط کردیتے ہیں اسلئے ان امور کی اجازت نہ امام کو ہے اور نہ قاضی کو۔

درمختار کی درج ذیل عبارت کا یہی مفہوم ہے:۔

لو بنی فوقه بیتا للامام لایضر لانه من المصالح امّا لو تمت المسجدیة ثم اراد البناء منع ولو قال عنیت ذالک لایصدق (تاتر خانیه) فاذا کان هذا فی الواقف فکیف بغیره فیجب هدمه ولو علی جدار المسجد ولا یجوز اخذ الاجرة منه ولا ان یجعل شیئا منه مستغلا ولا سکنی۔ (بزازیہ درمختار صفحہ ۴۰٦ جلد ۳)

اگر واقف نے (وقف سے پہلے) مسجد کے اوپر امام کیلئے کمرہ بنادیا تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ امام مسجد کی ضروریات اور مصالح کیلئے

ہے لیکن اگر مسجدیت مکمل ہوگئی (یعنی واقف نے مسجد کیلئے زمین وقف کر کے الگ کردی اور نمازیں شروع ہوگئیں) پھر واقف نے چھت پر کمرہ بنانے کا ارادہ کیا تو اسے منع کیا جائے گا اور اگر کہے وقف سے پہلے میری نیت کمرہ بنانے کی تھی تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی جب یہ حکم واقف کیلئے ہے تو واقف کے غیر کیلئے کمرہ بنانے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے پس اس کمرے کا گرا دینا واجب ہے اگر چہ وہ کمرہ مسجد کی دیوار پر ہو اور اس کی اجرۃ لینا بھی جائز نہیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ مسجد کے کسی حصہ کو آمدنی کا ذریعہ بنایا جائے اور مستقل گھر بنایا جائے۔

☆ وجہ فرق:۔

چونکہ مسجدیت کے اتمام کے بعد واقف اس عمارت کا مالک نہیں رہا لہذا وہ کمرہ بنانے کا مجاز نہیں رہا اگر وہ کہے کہ وقف سے پہلے میری نیت کمرہ بنانے کی تھی تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، ہاں اگر گواہ موجود ہوں تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔ (محمد رفیق حسنی)

☆ فقہاء کرام نے "اما لو تمت المسجدیة الخ" کی عبارۃ کو امام کے کمرہ کیساتھ متعلق کیا ہے اور درج بالا مفہوم ذکر کیا ہے۔ اور فتاوی رضویہ میں بھی اس عبارت کا مفہوم اسی طرح بیان کیا گیا ہے لیکن اگر اس عبارت کا مفہوم کسی فرد کے انفرادی عمل کی ممانعت کے واسطہ سے کیا جائے تو بھی ممکن ہے۔ جس طرح ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اہل محلہ چونکہ ضروریات اور مسجد کے مصالح کے نگران ہیں اس لئے اہل محلہ کو وقف کے بعد بھی بعض تصرفات کی اجازت ہوتی ہے، لیکن کسی ایک

فرد کو مسجد کی تمامیت کے بعد کسی تصرف کی اجازت نہیں۔ واقف کے ذاتی انفرادی عمل کی وجہ سے ممانعت ہو یا واقف کے غیر کے انفرادی عمل کی وجہ سے ممانعت ہو لیکن اہل محلّہ کو اجازت ہو تو یہ مناسب ہے، چونکہ امام کا مکان مسجد کے مصالح سے ہے اس لئے مسجدیت کی تکمیل کے بعد بھی امام کیلئے عارضی کمرہ بنانے سے مسجدیت میں فرق نہیں آتا تو اہل محلّہ کے تصرف سے جائز ہونا چاہئے اور اس عبارۃ کا مفہوم یہ بیان کیا جائے کہ واقف ذاتی مکان، تکمیل مسجدیت کے بعد مسجد کی حدود میں نہیں بنا سکتا اور نہ اس کی نیت معتبر ہے اور نہ وہ مسجد کی دیوار ذاتی استعمال میں لا سکتا ہے اگر چہ اجرت کیساتھ ہو اسی طرح واقف کا غیر بطریق اولی ذاتی مکان نہیں بنا سکتا۔ البتہ مسجدیت کی تکمیل سے پہلے مسجد کی عمارت یا زمین میں واقف ذاتی مکان بنا سکتا ہے کیونکہ ابھی وہ زمین یا عمارت اس کے ملک سے خارج نہیں ہوئی اور ہر شخص اپنے ملک میں ذاتی تصرف کرسکتا ہے البتہ ایسی مسجد شرعاً مسجد نہیں ہو گی لیکن وقف کے بعد واقف کو اپنے ذاتی مکان بنانے کی اجازت نہیں ہے۔

☆ البتہ وقف کے بعد امام اور مئوذن یا تدریس کیلئے عارضی کمرے بنانے کی اہل محلّہ کو اجازت ہے کیونکہ مسجد کے تمام ہونے کے بعد واقف کیلئے ممانعت اسلئے تھی کہ واقف مالک نہیں رہا تھا اور اس کا تصرف مالکانہ انفرادی تھا اور اہل محلّہ کا تصرف انفرادی اور مالکانہ نہیں ہوگا بلکہ مسجد کے فائدے کیلئے ہوگا اہل محلّہ اللہ تعالیٰ کی نیابت میں یہ کام کریں گے لہٰذا جائز ہونا چاہیے۔ جس طرح آجکل مساجد مکمل ہو جاتی ہیں وقف کے اتمام کے بعد نمازیں بھی شروع ہو جاتی ہیں بعد میں بعض مساجد میں بچوں کی تعلیم اور امام اور مئوذن کیلئے عارضی کمرے بنا دئے

جاتے ہیں تو یہ جائز ہونے چاہیں یا مسجد کی دوبارہ تعمیر کی جاتی ہے اہل محلّہ مسجد کے مصالح کیلئے مسجد کا تہخانہ یا اسٹور(Store) یا امام اور مؤذن کے کمرے بنانا چاہتے ہیں یا بچوں کیلئے دینی مدرسہ بنانا چاہتے ہیں تو یہ جائز ہونے چاہئے۔

☆ چنانچہ مساجد میں اہل محلّہ کے اختیارات کے متعلق شامی میں ہے:

واما اهلها فلهم ان يهدموه ويجددوا بناءهٗ الخ۔ (کتاب الوقف مکتبہ دارالباز جلد ۶ صفحہ ۵۴۶)

یعنی اگر پہلی مسجد کو گرا کر دوسری عمارت بنانا ہو تو اہل محلّہ کو اختیار ہے کہ اس مسجد کو گرادیں اور اس کی بناء کی تجدید کریں لیکن کسی دوسرے کو یہ اختیار نہیں ہے، پھر فرمایا:

لاهل محلة تحويل باب المسجد (خانيه) و فی جامع فتاوی لهم تحويل المسجد الی مكان آخر ان تركوه بحيث لا يصلی فيه ولهم بيع مسجد عتيق لم يعرف بانيه و صرف ثمنه فی مسجد آخر ا ه سائحانی ا ھ۔

اہل محلّہ کیلئے مسجد کے دروازے کی تحویل جائز ہے اور جامعہ الفتاوی میں ہے اگر کسی مسجد کو ترک کردیا گیا ہے یہ کہ اس میں نماز نہیں پڑھی جاتی اہل محلّہ اس مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرسکتے ہیں اور اہل محلّہ کیلئے یہ بھی جائز ہے کہ غیر آباد پرانی مسجد جس کے واقف اور بانی کا علم نہ ہو اس مسجد کو فروخت کردیں اور حاصل شدہ رقم کو دوسری مسجد میں خرچ کردیں۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ اہل محلّہ کے وہ تصرفات جو مسجد کے

فائدے کیلئے ہوں اور ان میں مسجد کا کسی قسم کا نقصان نہ ہو کرنے کی اجازت ہے لہذا مسجد کے امام اور مؤذن کیلئے مسجدیت کی تمامیت کے بعد بھی مسجد کی حدود یا چھت پر عارضی کمرے بنانا جائز ہونا چاہیے۔

☆ ردالمحتار میں ہے:

قلت و فی الھندیة آخر الباب الاول من احیاء الاموات نقلاً عن الکبری اراد ان یحفر بیرافی المسجد من المساجد اذالم یکن فی ذالک ضرر بوجہ من الوجوہ وفیہ نفع من کل وجہٍ فلہ ذالک کذا قال ھنا و ذکر فی باب المسجد قبل کتاب الصلوة یحفرو یضمن والفتویٰ علی المذکور ھنا۔

(جلد ٦ صفحہ ۵۴٦ مکتبہ دارالباز)

میں کہتا ہوں فتاوی ہندیہ میں احیاء اموات کے پہلے باب کے آخر میں کبریٰ سے نقل کیا گیا ہے کہ کوئی شخص ارادہ کرتا ہے کہ مسجد کے اندر کنواں کھدوادے، جب اس سے مسجد میں کسی وجہ سے نقصان نہ ہو اور اس میں نفع ہو تو اس کیلئے کنواں کھدوانا جائز ہے۔ اور اسی طرح کہا یہاں اور کتاب الصلوۃ سے پہلے مسجد کے باب میں ذکر کیا کہ نہ کھودے اور ضامن ہوگا، فتوی جو یہاں مذکور ہے اس پر ہے۔

☆ درمختار میں ہے:

اگر واقف نے مسجد کے نیچے تہہ خانہ مسجد کے مصالح کیلئے بنایا تو یہ جائز ہے جیسے بیت المقدس میں ہے اور اگر تہہ خانہ مسجد کے مصالح کیلئے نہیں بلکہ اپنے

لئے بنایا یا مسجد کے اوپر کمرہ اپنے لئے بنایا اور مسجد کا دروازہ راستہ کی طرف کردیا اور مسجد کو اپنے ملک سے نکال دیا تو وہ مسجد شرعاً مسجد نہیں ہوگی اس کی بیع جائز ہو گی اور اس میں وراثت بھی جاری ہوگی۔

معلوم ہوا مسجد کیلئے موقوفہ عمارت اور کمرے مسجدیت کے منافی نہیں اور ذاتی مکان اور کمرے مسجدیت کے منافی ہیں اسی لئے علامہ شامیؒ نے درمختار کی "او جعل فوقه بيتا" کی عبارة پر اعتراض کیا کہ مصنف نے "بیت" (کمرہ) مطلق لکھا لیکن ظاہر یہ ہے کہ کمرہ اگر مسجد کے مصالح کیلئے بنایا تو وہ مسجد شرعاً مسجد ہوگی فرمایا:

ان محل عدم كونه مسجدا فيما اذا لم يكن وقفا على مصالح المسجد وبه صرح فى الاسعاف فقال واذا كان السرداب او العلو لمصالح المسجد او كانا وقفاً عليه صار مسجداً۔ (اھ شرنبلالیہ)

قال فى البحر وحاصله ان شرط كونه مسجدًا ان يكون سفله و علوه مسجدًا لينقطع حق العبد لقوله تعالى وان المساجد لله (الجن ١٨). بخلاف ماذا كان السرداب و العلو موقوفاً لمصالح المسجدفهو كسرداب بيت المقدس هذا هو ظاهر الرواية۔
(٥٤٦/٦ کتاب الوقف مکتبہ دارالباز)

بیشک اس کے مسجد نہ ہونے کا محل اس صورت میں ہے کہ مسجد پر بنایا گیا کمرہ مسجد کے مصالح کیلئے نہ ہو اور اسعاف میں اس حکم کی تصریح

کی گئی ہے۔صاحب اسعاف نے کہا اور جب تہہ خانہ یا مسجد کے اوپر والا کمرہ مسجد کے مصالح کیلئے ہو یا واقف مسجد کیلئے وقف کردے تو مسجد کیلئے مخصوص زمین اور عمارت مسجد ہو جائے گی۔(اھ شرنبلالیہ) یعنی اوپر اور نیچے تہہ خانہ جس میں نماز ادا کرنا مقصود نہیں ہوتا یا بالائی کمرہ جس سے مقصود مسجد کی کسی دوسری ضرورت کو پورا کرنا ہوتا ہے۔مسجد ہونے کے منافی نہیں ہیں کیونکہ یہ دونوں کسی کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ مسجد پر وقف ہیں۔لہذا مسجد کی تمامیت کے بعد بھی تہہ خانہ یا چھت پر کمرہ بنانا مسجدیت کے منافی نہیں ہوگا اور اگر خود واقف بنائے تو انفرادیت کی وجہ سے اور مالکانہ تصرف کے شبہ کی وجہ سے منع کیا جائے گا اور اگر اہل محلّہ کے باہمی مشورہ سے واقف یا متولی بنائے تو اس کو نہ روکا جائے کیونکہ تہخانہ یا کمرہ بننے سے مسجد،مسجدیت سے خارج نہیں ہوگی۔درمختار کی عبارت میں اگر واقف کا انفرادی عمل بھی مراد ہو کہ امام کیلئے وہ مسجد کی چھت پر وقف کے بعد اگر کمرہ بنائے تو اس کو منع کیا جائے اور اسے نہ چھوڑا جائے، زیادہ سے زیادہ خلاف اولی پر دلالت کرتے ہیں۔

☆ یاد رہے کہ مفتی بہ قول پر مسجد کیلئے زمین وقف کرنے سے مسجد تمام ہو جاتی ہے اور واقف کے ملک سے وہ زمین خارج ہو جاتی ہے لہذا جس عبارت میں مسجد کی تمامیت کا ذکر ہوگا اس سے مراد وقف کرنا ہوگا۔یعنی وقف کرتے ہی زمین مسجد میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

پھر فرمایا بحر الرائق میں ہے اور اس کا حاصل یہ کہ موقوفہ زمین اور

عمارت کے مسجد ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس زمین کا تحت اور فوق مسجد ہوتا کہ بندے کا اس زمین سے حق منقطع ہو جائے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا: ''اور بیشک مساجد اللہ تعالی کیلئے ہیں'' (جن: ۱۸)۔ اور اگر موقوفہ زمین کے تحت یا فوق میں کسی بندے کا حق متعلق ہوگا تو وہ مسجد نہیں ہوگی، مگر جب تہہ خانہ یا بالا خانہ مسجد کے مصالح کیلئے وقف ہو تو وہ زمین مسجد ہو جائے گی جیسے بیت المقدس کا تہہ خانہ اور یہی ظاہر الروایۃ ہے۔لہذا جب مسجد کی تمامیت کے بعد بھی مسجد کے مصالح کیلئے تحتانی منزل یا فوقانی منزل بنانے سے بندے کا حق منقطع رہتا ہے تو پھر عدم جواز کیوں ہوگا۔ مسجد حرام کا مسجد ہونا حضرت آدم علیہ السلام سے یا اس سے بھی پہلے ثابت اور تام ہے لیکن اس میں متولیان مسجد حرام ہر دور میں تبدیلیاں کرتے رہے اور آج بھی مسجد حرام کے نیچے عظیم تہہ خانہ اور تیسری منزل پر سیکیورٹی اور اسٹاف آفس بنے ہوئے ہیں جو موجودہ تعمیر سے پہلے نہیں تھے اگر مسجد کی تمامیت کے بعد مصالح مساجد کیلئے تحت اور فوق عمارت بنانا بالکل حرام ہوتا تو پوری امت موجودہ سعودی حکومت سے احتجاج کرتی حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور یہی صورت مدینہ منورہ میں مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے وہاں بھی عظیم تہہ خانہ اور چھت پر سیکیورٹی اور دیگر امور کیلئے کمرے بنے ہوئے ہیں اور یہ سب مسجد کی تمامیت کے بعد ہوا اور مسلمانوں کے نزدیک یہ مستحسن عمل ہے اور مسجد کی مسجدیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ معلوم ہوا فقہاء کرام کی عبارت میں مسجد کی تمامیت کے بعد تحت

اور فوق عمارت بنانے سے منع کرنے کا مفہوم یا تو خلاف اولی ہے وہ بھی جب ضرورت نہ ہو یا پھر ذاتی مکان بنانے کی وجہ سے منع ہے یا پھر مالکانہ تصرف سے انفرادی عمل مراد ہے۔

☆ درمختار کی عبارت:

فاذا کان هذا فی الواقف فکیف بغیره فیجب هدمه ولو علی جدار المسجد ولا یجوز اخذالاجرة ولا ان یجعل شیئاً منه مستغلاً وسکنًی۔ (بزازیہ درمختار ۶/۵۳۸ دارالباز)

جب بناء کا ممنوع ہونا واقف کیلئے ہے پس کس طرح غیر واقف کو اجازت ہوگی۔ پس بناء کا گرادینا واجب ہے اگر چہ وہ بناء مسجد کی دیوار پر ہو اور جائز نہیں کہ بناء کی واقف یا غیر واقف سے اجرت لی جائے اور یہ بھی جائز نہیں کہ مسجد سے کوئی چیز ذریعہ آمدنی بنائی جائے اور نہ یہ جائز ہے کہ مسجد سے کسی حصہ کو رہائش کی جگہ بنایا جائے۔

اس عبارت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں واقف اور غیر واقف کے اپنی ذات کیلئے کمرے یا مسجد کی دیوار پر دیوار بنانا مراد ہے ورنہ مسجد کے مصالح کیلئے امام ومؤذن کے کمرے یا دیوار کو گرانا کیسے واجب ہوسکتا ہے اس لئے علامہ شامی نے **ولو علی جدار المسجد** کے قول پر فرمایا **مع انه لم یاخذ من هواء المسجد شیئاً ا ھ** یعنی دیوار پر دیوار رکھنے والے نے مسجد کی ہوا سے کچھ بھی نہیں لیا پھر بھی دیوار ممنوع ہے اور پھر بحرالرائق سے نقل کیا کہ مسجد کی دیوار پر شہتیر بھی نہ رکھا جائے اگر چہ مسجد شہتیر والے کے اوقاف سے ہو۔

معلوم ہوا مسجد کی دیوار پر دیوار اور شہتیر رکھنا اس لئے ممنوع ہے کہ وہ شخص مسجد کو ذاتی فائدہ کیلئے استعمال کر رہا ہے نہ امام اور مؤذن کیلئے۔ نیز معلوم ہوا مسجد کے کسی حصہ کو اجرت پر دینا تاکہ اس کی عمارت پر خرچ ہو یا مسجد کے کسی حصہ کو دائمی رہائش گاہ بنایا جائے یہ بھی جائز نہیں ہے اگر چہ وہ رہائش گاہ امام اور مؤذن کیلئے ہو دائمی رہائش سے مراد ایسا مکان ہے جس میں رہائش کیلئے کچن اور باتھ روم وغیرہ موجود ہوں اور اس ارادہ سے بنائے جائیں کہ مکان ہمیشہ قیام کیلئے ہونگے ان کو کبھی نہیں توڑا جائے گا۔

☆ فتاویٰ رضویہ کی عبارتوں سے آنے والے صفحات میں یہی مراد ہونا پڑھ لیں گے کہ سکنیٰ سے مراد مستقل اور دائمی مکان ہے جس طرح لوگ اپنے لئے ذاتی مکان بناتے ہیں عارضی کمرہ یا کمرے مراد نہیں ہیں کیونکہ کمرے یا عارضی خیمے لگانا سنت سے ثابت ہیں۔ ام المومنین سیدہ ہاجرہ علیہا السلام اور سید اسماعیل علیہ السلام حطیم کعبہ میں رہائش پذیر رہے اور سعد بن معاذ کا خیمہ مسجد میں لگایا گیا اور آپ زخمی ہونے کے بعد مسجد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام پذیر رہے اصحاب صفہ کی جگہ بھی اس قسم کی تھی۔

☆ یہاں تک عالمگیری کی عبارت کے پہلے حصہ یعنی **قیم المسجد لا یجوز له ان یبنی حوانیت فی المسجد** کی توضیح کر دی جس کا خلاصہ یہ ہے مسجد شرعی کی حدود اور احاطہ میں بیع وشراء کیلئے دوکانیں بنانا مطلقا جائز نہیں خواہ وہ دوکانیں مسجد کی عمارت اور آمدنی کیلئے بنائی جائیں یا قیم اپنے لیے بنائے اور مسجد شرعی کی حدود اور احاطہ میں مستقل فیملی مکان اور رہائش گاہ بنانا بھی جائز نہیں ہے لیکن عارضی کمرے جن میں صرف بیٹھنے اور سونے اور آرام کرنے کا انتظام ہو وہ فیملی مکان نہ ہو بنانا جائز ہے۔

☆ اور مذکورہ عبارت کے دوسرے حصے و فی فنائہ (تا) والفناء تبع المسجد فیکون حکمہ حکم المسجد کذا فی محیط السرخسی کی توضیح یہ ہے کہ فناء مسجد میں دوکانیں اور عارضی مکان مطلق ممنوع نہیں ہیں بلکہ ضرورت کے مطابق بنانا جائز ہے بشرطیکہ وہ دوکانیں مسجد پر وقف ہوں اور ان دوکانوں کی آمدنی مسجد پر صرف کی جائے اور رہائش کے مکان مسجد کے مصالح کیلئے ہوں خواہ امام اور مئوذن کیلئے ہوں یا کرایہ پر دے کر مسجد کی ضروریات پر صرف کرنے کیلئے ہوں کیونکہ فناء مسجد کی وہ حرمت نہیں ہے جو مسجد کی ہے۔ اسی لیے فناء مسجد میں باتھ روم بنانا، جنب اور حائض کا رہنا اور کھانا اور پینا جائز ہے جبکہ یہ امور مسجد میں جائز نہیں ہیں۔ عالمگیری کی مذکورہ عبارت کا محمل یا تو عدم جواز بمعنی غیر اولیٰ کے ہے یا پھر فناء مسجد کے واقف کی غرض کے خلاف ہونے کی وجہ سے عدم جواز ہے۔ مثلاً اگر فناء مسجد کے مالک نے وقف میں یہ شرط ذکر کردی کہ یہاں دوکانیں اور رہائش کے مکان نہ بنائے جائیں تو اب فناء مسجد، مسجد کے تابع ہے جس طرح مسجد میں دوکانیں اور مکان بنانا جائز نہیں اسی طرح فناء مسجد میں بھی دوکانیں اور مکان بنانا جائز نہیں ہوگا، لیکن پھر بھی اگر اہل محلّہ اس کی ضرورت محسوس کریں تو وہ فناء مسجد میں رہائش کے مکان اور دوکانیں بنا سکتے ہیں۔ جس طرح عنقریب آئے گا لیکن چونکہ واقف کی شرائط کا لحاظ ضروری ہوتا ہے اس لئے بغیر اشد ضرورت کے مسجد کے متولی اور اہلیان محلّہ کو واقف کی اجازت کے بغیر فناء مسجد میں دوکانیں اور مکان بنانے کی اجازت نہیں ہوگی اور اگر فناء مسجد کے مالک نے فناء مسجد میں خود دوکانیں اور مکان بنوا کر مسجد کیلئے وقف کیے یا دوکانیں اور مکان بنانے کی اجازت دیدی تو متولی یا اہل محلّہ کو دوکانیں اور مکان بنانے کی اجازت ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

فتاوی رضویہ میں ایک سوال کہ مسجد کی زمین متولی نے شارع عام کیلئے دے دی کے جواب میں اعلیٰ حضرتؒ نے فرمایا ایسا کرنا حرام قطعی ہے (تا) شرع مطہر میں بلا شرط واقف تصرف کہ اسی وقف کی مصلحت کیلئے ہو وقف کی ہیت بدلنا بھی ناجائز ہے اگر چہ اصل مقصود باقی ہے، تو بالکل مقصد وقف باطل کر کے ایک دوسرے کام کیلئے کام کردینا کیونکر حلال ہوسکتا ہے۔

سراج وہاج، فتاوی عالمگیری وغیرہ میں ہے:

لا یجوز تغییر الوقف من ھیئته فلا یجعل الدار بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دوکانا الا اذا جعل الواقف الی الناظر ما یری فیه مصلحة الوقف (الی) علی الخصوص۔

وقف کی اپنی ہیت سے تغیر جائز نہیں پس دار کو باغ اور مسافر خانہ کو حمام اور خانقاہ کو دوکان بنانا جائز نہیں مگر جب واقف یہ امر ناظر کے سپرد کردے، جس میں ناظر وقف کی مصلحت دیکھے (تا) خصوص۔ کہ ایسی زمین کہ اگر عین مسجد نہیں فناء مسجد ہے۔

غنیۃ میں ہے:

فناء المسجد ھو المکان المتصل به لیس بینه وبینه الطریق۔(۶/۴۴۱)

فناء مسجد وہ مکان ہے جو مسجد کیساتھ متصل ہو اس کے اور مسجد کے درمیان راستہ نہ ہو۔

☆ معلوم ہوا اگر واقف خود اجازت دے تو فناء مسجد میں متولی یا اہل محلّہ کا دکانیں اور مکان بنانا جائز ہے۔

اور یہ (فناء مسجد کی حرمت مثل مسجد ہے) کے منافی نہیں۔

آج کل اکثر مساجد کی صورت حال یہ ہے کہ فناء مسجد کیلئے زمین وقف کنندہ حکومت ہو یا کوئی دوسرا فرد یا ادارہ اس کی طرف سے اہل محلّہ کو عام اجازت ہوتی ہے۔کہ فناء مسجد کو مسجد کی آمدنی کیلئے استعمال کریں یا فناء مسجد میں امام اور مؤذن کیلئے فیملی مکان بنائیں،وضو خانہ بنائیں، باتھ رومز (Bathrooms) بنائیں۔اسی لئے اکثر مساجد کی فناء میں وضو خانے اور باتھ روم اور مکانات اور دوکانیں بنی نظر آتی ہیں۔مسجد حرام اور مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور سے آج تک ان مبارک مساجد کی فناء میں وضو خانے اور باتھ روم اور آئمہ کے مکانات وغیرہا بنتے رہے ہیں،اب تک باب العمرۃ اور دیگر بعض ابواب کے دائیں بائیں دوکانوں کا ہونا بھی دیکھا جاسکتا ہے اگر عالمگیری کی عبارت کا مفہوم فناء مسجد میں مطلق مکان اور دوکان بنانا ناجائز ہو تو کیا یہ سب ناجائز چلا آرہا ہے؟ ...... نہیں بلکہ بعض علماء کو غلط فہمی ہوئی۔لہذا مذکورہ عبارت کی تاویل کرنا ہوگی اس لئے ہم نے اپنی سمجھ کے مطابق تاویل ذکر کردی کہ عدم جواز بمعنی غیر اولیٰ یا عدم جواز واقف کی شرط کی وجہ سے ہے۔

فتاوی رضویہ میں امام کے کمرہ میں عوض مالی پر تعویذ دینے کو ناجائز کہنے کی بھی یہی تاویل کی جائے گی۔کیونکہ امام کا کمرہ فناء مسجد میں ہوتا ہے اور فناء مسجد میں بیع و شراء واقف کی اجازت سے جائز ہوتی ہے بلکہ فناء مسجد میں دوکانوں کے جواز کا ذکر فتاوی رضویہ کے متعدد فتاوی میں مذکور ہے۔مثلاً:

ایک جگہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

ثانیاً علماء فرماتے ہیں دروازہ مسجد پر جو دوکانیں ہیں فناء مسجد ہیں کہ مسجد سے متصل ہیں۔

فتاوی قاضی خان پھر فتاوی عالمگیری میں ہے:

یصح الاقتداء لمن قام علی الدکانین التی تکون علی باب المسجد متصلة بالمسجد.

اس شخص کی اقتداء صحیح ہے جو مسجد کے دروازہ پر دوکانوں پر کھڑا ہے جو دوکانیں مسجد کیساتھ متصل ہیں الخ۔ (۸/۶۶ جدید)

اس عبارت سے معلوم ہوا فناء مسجد میں دوکانوں کا ہونا جائز ہے ورنہ اعلیٰ حضرت فرماتے انکو توڑ دیا جائے اور واضح ہے دوکانوں میں بیع وشراء ہوتی ہے تو فناء مسجد میں بیع وشراء جائز ہوئی۔ جب فناء مسجد میں تاجروں کیلئے بیع وشراء جائز ہے تو بیچارے امام کیلئے عوض مالی پر اپنے کمرے میں تعویذ دینا کیوں ناجائز ہے؟۔

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معتکف فناء مسجد میں نہیں جاسکتا ورنہ دوکانوں میں جاکر بیع وشراء معتکف کیلئے جائز ہونا لازم آئے گا دوکانوں میں جانا بالاتفاق اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے، لہذا فناء مسجد میں اعتکاف کے فاسد نہ ہونے کا قول باطل ہے۔ مطلق دوکانوں کے ذکر سے معلوم ہوا دوکانیں مسجد پر وقف بھی ہوسکتی ہیں اور کسی دوسرے مالک کی بھی ہوسکتی ہیں لیکن مسجد کیساتھ اتصال کی وجہ سے وہ دوکانیں فناء مسجد میں داخل ہیں۔ فتاوی رضویہ کے اس فتوی کی روشنی میں عالمگیری کی عبارت اور امام کے عوض مالی والے فتویٰ کی تاویل کرنا ضروری ہوگا ورنہ تعارض لازم آئیگا۔

☆ پھر ایک سوال کہ دوکانوں کی چھت کی عمارت بھی مسجد میں شامل کرلی گئی، کیا شرعاً وہ چھت مسجد ہوگئی یا نہیں؟ دوم یہ کہ دوکانات مذکورہ کی چھت یا اس کے بالائی عمارت کی سقف پر معتکف جاسکتا ہے یا نہیں؟ الخ۔ کے جواب میں اعلیٰ

حضرت نے تحریر فرمایا اگر وہ دوکانیں متعلق مسجد اور اس پر وقف ہیں اور مسلمانوں نے ان کی سقف کو داخل مسجد کرلیا ہے تو سقف بھی مسجد ہوگئی۔

ولا یضر کون الحوانیت تحته لکونها وقفاً علیه وجاز اخذ ملک الناس کرها بالقیمة عند ضیق المسجد فکیف بما هو وقف علیه کما فی رد المحتار. ان دکانوں کی چھت پر اور ان کی بالائی عمارت کی سقف پر معتکف جاسکتا ہے۔ **لانها کانت من فناء المسجد ولا طریق فاصل بینهما وقد صارت من المسجد۔**

(فتاوی رضویہ مطبوعہ رضویہ ۶/۴۴۸)

پہلی عبارت کا ترجمہ:

''اور مسجد کے نیچے دوکانوں کا ہونا مسجد کیلئے مضر نہیں ہے کیونکہ وہ دوکانیں مسجد پر وقف ہیں اور مسجد کی تنگی کے وقت اکراہ اور جبر کیساتھ قیمت دے کر لوگوں کا ملک لینا جائز ہے پھر کس طرح اس عمارت کا لینا ناجائز ہوگا جو مسجد پر وقف ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے''۔

دوسری عبارت کا ترجمہ:

''اسلئے کہ دوکانیں فناء مسجد سے ہیں اور مسجد اور دوکانوں کے درمیان راستہ فاصل نہیں ہے حالانکہ دوکانوں کی چھت مسجد ہوگئی ہے''۔

☆ معلوم ہوا فناء مسجد میں دوکانوں کا ہونا جائز ہے اور اگر دوکانیں مسجد پر وقف ہوں تو ان کی چھت تو مسجد ہوسکتی ہے لیکن دوکانیں مسجد نہیں ہونگی اور دوکانوں کی چھت چونکہ مسجد ہوگئی ہے اس لئے دوکانوں کی چھت پر معتکف جاسکتا ہے لیکن دوکانوں کے اندر نہیں جاسکتا۔

☆ معلوم ہوا جس طرح آجکل بعض مساجد میں نیچے باتھ روم، وضو خانہ اور امام و موذن کے مکانات بنائے جاتے ہیں اور اوپر ان کی چھت کو مسجد بنا دیا جاتا ہے یہ جائز ہے۔لہذا اگر معتکف بغیر ضرورت باتھ روموں اور وضو خانوں اور امام و موذن کے مکانوں میں جائیگا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائیگا لیکن ان کی چھت پر جانے سے اس کا اعتکاف فاسد نہیں ہوگا اور باتھ روم اور وضو خانوں اور رہائش کے مکان فناء مسجد تو ہیں لیکن مسجد سے خارج ہیں اور مسجد کا جزو نہیں ہیں اس لئے فناء مسجد میں خروج بلاضرورت اعتکاف کو فاسد کر دیگا۔اور باتھ رومز اور وضو خانہ اور امام و موذن کے مکانات کی چھت مسجد بنا دی گئی اس لئے چھت پر اعتکاف بیٹھنا بھی جائز اور چھت پر جانے سے اعتکاف بھی فاسد نہیں ہوگا۔سی ویو(sea view) کی مبارک مسجد جس میں میرے بھائی حافظ محمد شریف حسنی امام ہیں اور میں نماز پڑھتا ہوں نیچے باتھ روم غسل خانے اور امام اور موذن اور خادم کے مکانات ہیں اور انکی چھت مسجد بنادی گئی ہے،اسی طرح بہار شریعت مسجد بہادر آباد کراچی میں نیچے دوکانیں وغیرہ بنائی گئی ہیں اور اوپر مسجد ہے لہذا بہار شریعت مسجد میں اگر معتکف چھت سے نیچے دوکانوں میں آئے گا یا مبارک مسجد کی چھت سے نیچے باتھ رومز اور وضو خانہ یا امام اور موذن اپنے مکانوں میں اپنے بچوں کے پاس اعتکاف کی حالت میں بغیر ضرورت آئیں گے تو ان کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا کیونکہ نیچے فناء مسجد ہے اور اوپر مسجد ہے۔

فائدہ:۔ جب فناء مسجد، مسجد کے ارد گرد ہو سکتی ہے تو فناء مسجد، مسجد کے اوپر اور نیچے بھی ہو سکتی ہے۔مثلاً خود مسجد کے واقف نے مسجد کے اوپر یا نیچے وقف سے پہلے دوکانیں یا مکان بنائے اور مسجد پر وقف کر دیئے اور درمیانی عمارت کو مسجد کر دیا

تو یہ عمارت شرعاً مسجد ہو جائے گی لیکن اوپر اور نیچے فناء مسجد کہلائے گی مسجد نہیں ہوگی۔(ردالمحتار)

☆ اسی طرح اگر مسجد کے نیچے قبرستان ہو اور اوپر مسجد ہو تو مسجد کے نیچے قبرستان میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائیگا،لیکن چھت پر اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔جیسے نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ میں ہے اس کے نیچے قبرستان میں جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا،لیکن چھت مسجد ہے،چھت پر اعتکاف بیٹھنا جائز ہے چونکہ فقہاء کرام نے قبرستان کے اوپر لنٹر اور چھت ڈال کر بشرطیکہ ستونوں اور پلروں سے قبرستان کو نقصان نہ پہنچے مسجد بنانا جائز لکھا ہے،اس لئے بوقت ضرورت قبرستانوں پر مسجدیں بنانا جائز ہے۔اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ تحت الثری سے عرش تک مسجد،مسجد ہوتی ہے جس طرح کعبۃ اللہ تحت الثری سے عرش تک کعبہ ہے یعنی قبلہ ہے،اس کا مفہوم یہ ہے کہ فوق اور تحت کیساتھ بندوں کے حق کا ایسا تعلق نہ رہے جو مسجد کے حقوق کے مزاحم ہو یا تو بالکل بندوں کے حق کا تعلق نہ رہے یا تعلق ہو مزاحم نہ ہو۔قبرستان میں مردوں کے حق کا تعلق مسجد کے تحت کیساتھ ہے جو کہ مسجد کیلئے مزاحم نہیں ہے۔لہذا قبرستانوں پر بوقت ضرورت مسجدیں بنانا جائز ہیں۔

☆ اسی سلسلہ میں فتاوی رضویہ کے ایک استفتاء کا نقل کرنا نہایت مفید ہے لیکن اختصار کے ساتھ:۔

مسئلہ:

زید نے قبرستان قدیم اہل اسلام کو پاٹ کر ان قبروں کی چھت پر مسجد بنانا اور اسکو ایک مسجد قدیم کے صحن میں داخل کرنے کا قصد کیا ہے اور دروازہ قدیم

مسجد بھی پاٹ کر ان قبروں کی چھت پر مسجد بنانا اور اس کو ایک مسجد قدیم کے صحن میں داخل کرنے کا قصد کیا ہے اور دروازہ قدیم مسجد بھی پاٹ کر اس کے نیچے دوکان یا حجرہ بنانا اور چھت کو حجرہ کرنا چاہتا ہے آیا شرعاً زید کو یہ منصب ہے اور یہ سقف قبور مسجد ہو جائے گی اور مصلی کو ثواب مسجد کا ملے گا یا نہیں۔

(بینو اتو جروا عند اللہ)

الجواب: دروازہ پاٹ کر اس کے نیچے دکان بنانا ہرگز جائز نہیں۔ عالمگیری میں ہے: قیم المسجد لا یجوز له ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فی فنائه اور حجرہ بنانے کی اجازت ہے جبکہ زمین مسجد سے اس میں کچھ نہ لیا جائے نہ مسجد پر راہ وغیرہ کی امر کی تنگی لازم آئے اور یہ تغییر دروازہ کرنے والے خود اہل محلّہ ہوں یا ان کے اذن سے ہو قاضی خان میں ہے: لاهل محلة تحويل المسجد۔ اور اس صورت میں حجرہ کی چھت مسجد ہو جائے گی جبکہ برضا اہل محلّہ ہے (ت) اور اس کے نیچے حجرہ ہونا کچھ منافی مسجدیت سقف نہ ہوگا قول: بحر شرط کونه مسجدًا ان یکون سفله و علوه مسجدا یہاں وارد ہوگا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جمیع جہات میں حقوق مالکانہ عباد سے منقطع ہو مصالح مسجد، توابع مسجد ہیں۔

خود بحر میں تتمہ عبارت مذکورہ یہ ہے:

لینقطع حق العبد عنه لقوله تعالیٰ ان المساجد لله بخلاف ما اذا کان السرداب و العلو موقوفا لمصالح المسجد کسرداب بیت المقدس هذا هو ظاهر الروایة (ت)

ہاں اگر زید بطور خود کاروائی بے رضا اہل محلّہ کرے تو وہ چھت مسجد نہ ہو جائے گی اور اس میں نماز اگر چہ جائز ہے مگر اس پر نماز مسجد کا ثواب نہ ہوگا (ت) رہا

مسلمانوں کا قبرستان قدیم (تا) اگر وہ قابل کار نہ رہا یا اس سے استغناء ہو گیا یا وہاں دفن کی ممانعت ہو گئی یا مسجد قدیم اب مقبرہ واقع ہے یہ بیرون مقبرہ ستون قائم کر کے اوپر کافی بلندی پر پاٹ کر (لنٹر ڈالکر) چھت کو صحن مسجد سابق سے ملا کر مسجد کر دینا چاہتا ہے اس طرح کہ زمین مقبرہ نہ رہے (تا) تو اس میں حرج نہیں (تا) اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ وہ سقف بھی مسجد ہو جائے گی اور اس میں نمازیوں کو ثواب مسجد کا ملے گا اور اس کے نیچے قبریں ہونا اس بناء پر کہ ہمارے علماء نے قبروں کی سطح بالائی کو حق میت لکھا ہے: فی العالمگیریة عن القنیة قال علاؤ الترجمانی یا ثم لوطی القبور لان سقف القبر حق االمیت اور مسجد کا جمیع جہات میں حقوق العباد سے منقطع ہونا لازم ہے کما تقدم ہرگز مانع مسجدیت نہ ہوگا کہ اس حق سے مراد کسی کی ملک یا وہ حق مالکانہ ہے جس کے سبب وہ اسکے تصرف سے مانع آسکے کہ جب ایسا ہوگا تو خالص لوجہ اللہ نہ ہوئی اور مسجد کا خالص لوجہ اللہ ہونا ضروری ہے (تا) بخلاف ما اذا کان السرداب او االعلو موقوفا لمصالح المسجد فانہ یجوز ذالک اذ لا ملک لاحد فیہ اھ (تا) نہر عام کی طرح نہر خاص کا جزو یہ گزرا کہ اس کے اوپر پاٹ کر مسجد بنا دینا جائز ہے جبکہ ان کی نہر کو کوئی ضرر نہ پہنچے نہ وہ مانع آئیں تو اوپر مسجد ہے اور نیچے نہر بہتی ہے جس میں خاص قوم کا حق مالکانہ ہے مگر از اں جا کہ اس کے حق میں کوئی تصرف نہ کیا نہ انہیں بالائے نہر اس پٹی ہوئی عمارت میں نماز سے ممانعت پہنچتی ہے کہ ان کا حق نہر میں ہے نہ کہ ہوا میں وہ مسجد صحیح اور جائز ہو گئی بلکہ حق مالکانہ در کنار خاص زمین مسجد جس پر عمارت بنا کر مسجد کیگئی اگر ملک غیر ہو مگر اسے حق مزاحمت اصلاً نہ رہا ہو تو مذہب مفتی بہ پر وہ خالی عمارت بھی مسجد ہو جائیگی۔ (فتاوی رضویہ مطبوعہ مکتبہ رضویہ ۳۹۹ تا ۴۰۱ جلد ۶)

☆ فتاوی رضویہ سے طویل عبارت نقل کرنے کی غرض یہ ہے کہ ہم نے جو عالمگیری کی مذکورہ عبارت کی تاویل ذکر کی ہے کہ انفرادی عمل سے مسجد میں تغییر ممنوع ہے اور اہل محلّہ کو اجازت ہے وہ صحیح ہے ذکر کردہ فتوی میں فناء مسجد میں امام کے کمرہ کو جائز لکھا حالانکہ عالمگیری کی عبارت میں دوکان اور مکان دونوں کا عدم جواز مذکور ہے۔ ثابت ہوا کہ عدم جواز بمعنی غیر اولی ہے یا پھر زید کی انفرادیت کی وجہ سے عدم جواز ہے۔

● یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل محلّہ کو مسجد کے مفاد میں بعض تصرفات کی اجازت ہے۔

● معلوم ہوا کراچی اور دیگر شہروں میں گٹر اور سیوریج نالوں پر بنائی گئی مساجد بھی شرعی مساجد ہیں بشرطیکہ حکومت کی طرف سے شرعاً مزاحمت نہ ہو۔ کیونکہ حکومت کی اجازت کی وجہ سے حقوق العباد مسجد کے مزاحم نہیں ہونگے اور جس طرح قبرستان میں مسجد کے نیچے قبروں میں گلی سڑی ہڈیاں اور اجسام کا ہونا مسجدیت کے منافی نہیں، اسی طرح نجس پانی کے نالے کا مسجد کے نیچے ہونا مسجدیت کے منافی نہیں، کیونکہ اوپر اور نیچے مسجد کے ہونے کا مفہوم یہ نہیں کہ نیچے نجس نالے نہیں ہو سکتے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مسجد کے نیچے اور اوپر کسی بندے کے ایسے حق کا تعلق نہ ہو جو مسجد میں نماز ادا کرنے کے مزاحم ہو۔ اور یہی حکم کراچی اور دیگر شہروں کی ان مساجد کا ہے جن کے کچھ حصہ میں نیچے باتھ روم اور غسل خانہ بنے ہوئے ہیں، لوگ پیشاب اور غسل کرتے ہیں لیکن اوپر چھت مسجد بنادی گئی ہے یا نیچے امام اور مؤذن کے مکان ہیں ان میں باتھ روم وغیرہ موجود ہیں اور ان میں ازدواجی عمل بھی ہوتا رہتا ہے، یا نیچے مسجد پر وقف دوکانیں ہیں یا کرایہ پر مکانات ہیں لیکن چھت مسجد بنادی گئی ہے تو سب مساجد شرعی مساجد ہونگی۔ اور ان میں نماز کا ثواب مسجد کا ہوگا اور ان میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہوگا۔

فائدہ:۔ آجکل بلند وبالا رہائشی فلیٹوں اور پلازوں میں رہائش کا رواج ہے ایک ایک فلیٹ یا پلازہ میں بیسیوں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں افراد رہائش پزیر ہوتے ہیں۔ان پلازوں کے تہہ خانوں یا کسی منزل پر نماز کیلئے مسجد بنادی جاتی ہے،اور اس میں رہائش کنندگان سے کسی ایک بلکہ مالک کو مسجد میں نماز ادا کرنے کا حق مزاحم نہیں رہتا اور وہ کسی کو منع نہیں کرسکتا۔مالک فلیٹ فروخت کردیتا ہے اور چلا جاتا ہے اور شرکاء میں سے کسی ایک کو مسجد کے معاملات میں مالکانہ حقوق کیساتھ تصرفات کے اختیارات نہیں ہوتے۔لہذا پلازوں اور فلیٹوں میں بنائی گئی مساجد فتاوی رضویہ کے مذکورہ فتوی کی روشنی میں شرعی مساجد ہونگی اور ان میں نماز ادا کرنے کا ثواب،مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب ملے گا اور ان میں اعتکاف مسنون بھی جائز ہوگا۔اپنے پہلی تحقیق کے بعد مسلمانوں کیلئے آسانی کے پیش نظر ہم نے اس فتوی سے رجوع کرلیا ہے،جس میں ہم نے ایسی مساجد کو شرعی مساجد قرار نہیں دیا تھا۔کیونکہ دین میں یسر ہے۔

● گذارش:۔

وہ علماء کرام جو فناء مسجد میں بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف کو فاسد نہیں کہتے اور فتاوی رضویہ کا حوالہ دیتے ہیں ان کا اس معاملہ میں کیا جواب ہوگا کہ مسجد کے نیچے پانی کی نہر ہے یا قبرستان ہے یا امام اور مؤذن کا فیملی کمرہ ہے اور ان کے فناء مسجد ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں ہے،کیا معتکف پانی کی نہر میں غسل کرتا رہے اور قبرستان میں فاتحہ خوانی کیلئے اسے اجازت ہے کیا امام یا مؤذن اعتکاف کی حالت میں اپنے کمروں میں بلاضرورت جاسکتے ہیں؟فیا للعجب. کیا فتاوی رضویہ یا فقہ کی کسی کتاب میں جواز کی روایت موجود ہے؟ اگر نہیں اور یقینا نہیں تو انہیں اپنے قول سے رجوع کرلینا چاہیے۔

☆ دوسری جگہ فتاوی رضویہ میں ہے: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ نمازیاں مسجد کی رائے ہے کہ صحن مسجد کی توسیع کیلئے دوکانات متعلقہ مسجد کی چھت پر ایک کمرہ تعمیر کیا جائے تاکہ اوپر کی چھت پر مسجد کا صحن ہو جائے اور نیچے اس کے ایک کمرہ ہو جائے مسجد بہت اونچی ہے جب دوکانوں پر کمرہ بنے گا تو کمرے کی چھت صحن مسجد سے برابر ملے گی اس طرح توسیع صحن کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔بینوا وتوجروا

الجواب: جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں اور مسجد جب بھر جائے تو اس کی چھت پر پڑھنے والوں کو بھی مسجد ہی کا ثواب ملے گا اگر وہ کمرہ صرف وقف علی المسجد رہے۔(٦/٤٨٦ مطبوعہ مکتبہ رضویہ)

اس فتوی سے معلوم ہوا مسجد کیساتھ دوکانیں فناء مسجد ہو سکتی ہیں، لہذا مسؤلہ دوکانیں فناء مسجد میں داخل ہیں لیکن ان میں معتکف نہیں جا سکتا اور ان کی چھت مسجد ہے اس میں معتکف جا سکتا ہے۔اور یہ بھی معلوم ہوا فناء مسجد صرف منارۃ اور مسجد کی دیوار نہیں ہے بلکہ بہت کچھ ہے۔ کما مر غیر مرۃ

☆ مسجد شہید کر کے دوبارہ نیچے دوکانیں بنانے اور اوپر مسجد بنانے کے جواب میں فتاوی رضویہ میں ہے:۔

الجواب: صورت مستفسرہ میں وہ دوکانیں قطعی حرام اور وہ بالا خانہ بھی قطعی حرام ہیں وقت بنائے مسجد قبل تمام مسجدیت نیچے مسجد کیلئے دوکانیں یا اوپر امام کیلئے بالا خانہ بانی بنائے اور اس کے بعد اسے مسجد کرے تو جائز ہے اور اگر مسجد بنا کر بنانا چاہے اگر چہ مسجد کی دیوار کا اسارا اس میں لے اور کہے میری پہلے سے یہ نیت تھی ہرگز قبول نہیں کریں گے اور اس عمارت کو ڈھا دیں گے۔(٦/٤٤٥)

☆ چونکہ مسجد شہید کر کے دوبارہ نیچے دوکانیں اور اوپر مسجد بنانا واقف کی غرض کے خلاف ہے اس کی غرض نیچے اور اوپر مسجد ہونا تھی اور دوکان ایک مستقل دائمی عمارت ہوتی ہے اور اس میں بیع وشراء کی وجہ سے کما حقہ مسجد کا احترام باقی نہیں رہتا اس لئے شہید شدہ مسجد کے نیچے دوکانیں بنانا اہل محلّہ کیلئے بھی جائز نہیں مگر جب مسجد کی عمارت اور مسجد کو آباد رکھنے کیلئے اشد ضرورت ہو تو ایسا کرنا جائز بھی ہو جائے گا۔ اور امام کیلئے بالا خانہ عارضی کمرہ جس کا وجود دائمی نہیں ہوتا اس کیلئے اہل محلّہ کو اجازت ہونی چاہیے، ہم اہل محلّہ کے اختیارات ذکر کر چکے ہیں۔ چنانچہ ایک سوال کے جواب میں فتاوی رضویہ میں جواب دیا گیا: ''باقی چیزیں مثلاً لمپ، فرش، دری، چٹائی اور یوں ہی بتی اگر اس سے مراد خالی شمع دان ہو اگر چہ اپنی ذات میں قابل اجارہ ہیں مملوک ہوں تو مالک اجارہ پر دے سکتا ہے کرایہ پر دینے کیلئے وقف ہوں تو متولی دے سکتا ہے مگر وہ جو مسجد پر اس کے استعمال میں آنے کیلئے وقف ہیں انہیں کرایہ پر دینا حرام، لینا حرام۔ کہ جو چیز جس غرض کیلئے وقف کی گئی دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا ناجائز ہے اگر وہ غرض بھی وقف ہی کے فائدہ کیلئے ہو کہ شرط واقف مثل نص شارع صلی اللہ علیہ وسلم واجب الاتباع ہے (تا) ہاں اگر مسجد کو حاجت ہو مثلاً مرمت کی ضرورت ہے اور روپیہ نہیں تو بمجبوری اس کا مال اسباب اتنے دنوں کرایہ پر دے سکتے ہیں جس سے وہ ضرورت رفع ہو جائے جب ضرورت نہ رہے ناجائز ہو جائے گا۔

خلاصہ جلد ۲ ر ۵۷۰ پر ہے:

ولایواجر فرس السبیل الا اذا احتیج الی النفقة فیواجر بقدر ما ینفق وھذہ المسئلة دلیل علی ان

المسجد اذا احتاج الی نفقة تواجر قطعة منه بقدر ماینفق علیه۔ (فتاوی رضویہ)

وقف فی سبیل اللہ گھوڑے کو اجرۃ پر نہ دیا جائے مگر جب نفقہ کیلئے احتیاج ہو پس اسے اجرۃ پر دیا جائے اتنے وقت کیلئے جتنا وقت نفقہ کی حاجت ہو اور یہ مسئلہ دلیل ہے اس امر پر کہ جب مسجد نفقہ کیلئے محتاج ہو اس مسجد کا ایک حصہ اجرۃ پر دیا جاسکتا ہے بقدر اس کے جو اس پر خرچ ہو۔

☆ جب ضرورت کے وقت خود مسجد کے کسی حصہ کو بقدر نفقہ اجرت پر دینا جائز ہے تو شہید شدہ مسجد کے تحت دوکانیں مسجد کے نفقہ کیلئے بنانا بھی جائز ہونا چاہیے، ہاں اگر ضرورت نہ ہو تو بنانا ناجائز ہوگا۔ (محمد رفیق الحسنی)

☆ پہاڑی اور دیہاتی علاقوں میں مسجد کے نفقہ کیلئے کوئی انتظام نہیں ہوتا مثلاً آٹھ ۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے زلزلہ میں ہم نے خود جاکر مشاہدہ کیا کہ کشمیر میں متعدد اضلاع مظفر آباد اور باغ اور نیلم وغیرہ میں متعدد مسجدیں شہید ہوگئیں۔ اسی طرح سرحد میں مانسہرہ اور بالاکوٹ اور راولاکوٹ اور بٹگرام میں زلزلہ کی وجہ سے اکثر مساجد زمین بوس ہوگئیں ہیں اور ان علاقوں میں شدید برف باری اور سردی کی وجہ سے مسجدوں اور مدرسوں کی عمارت کا ہونا ضروری ہے تاکہ سردی سے محفوظ رہا جاسکے پورے پورے شہر زمین بوس ہوگئے ہیں، لاکھوں لوگ مر گئے ہیں اور لاکھوں لوگوں کے مکانات منہدم ہو گئے ہیں جب وہاں زندہ بچ جانے والے لوگوں کیلئے اپنے مکانات کیلئے پیسے نہیں ہیں تو وہ مساجد کیسے بنائیں گے۔ لہذا متاثرہ غریب علاقوں میں اگر مسجد پر وقف املاک کو یا مسجد کے کچھ حصہ کو کچھ

مدت کیلئے کرایہ پر دے کر مسجد کی عمارت کھڑی کر سکتے ہوں تو یہ جائز ہونا چاہیے، جب ضرورت ختم ہو کرایہ پر دی گئی جگہ واپس لے لی جائے۔ اور دوبارہ تعمیر کے وقت اہل محلہ باہمی مشورہ سے مسجد کے نیچے یا اطراف میں دوکانیں بنالیں تاکہ مسجد کے اخراجات ادا ہوتے رہیں اور مسجد آباد رہے تو یہ بھی جائز ہونا چاہیے۔ جس طرح ہم ذکر کر چکے ہیں۔ کیونکہ آجکل امام اور موذن اور خادم کی تنخواہ اور دیگر اخراجات کیلئے نہایت غریب علاقوں میں اہل محلہ چندہ دینے کی طاقت نہیں رکھتے اور مسجد کو آباد رکھنا فرض ہے لہذا اس ضرورت کی وجہ سے دوبارہ تعمیر کے وقت اہل محلہ کو حسب ضرورت تغییر اور تبدیل کی اجازت ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

☆ فتاوی رضویہ میں ہے کہ ایک مسجد کی توسیع اور رخ صحیح کرنے کیلئے دوسرے شخص کے مکان کا کچھ حصہ مسجد میں آتا ہے وہ شخص مسجد کیلئے اس حصہ کو وقف کرنے کیلئے تیار ہے لیکن وہ کہتا ہے تعمیر مسجد جو اوپر بنے گی نیچے کے قطعہ مثلث کو اس کو دوامی طور پر کرایہ یا چانٹی پر دے دیا جائے تاکہ وہ شخص نیچے نیچے تعمیر کر سکے۔ اس کے جواب میں فرمایا: وہ شخص اپنا خاص جزو مکان اس مسجد کے نام وقف کرے اور وقف نامہ رجسٹری کرادے پھر مصارف مسجد کیلئے یہ خاص ٹکڑا اس شخص کو اجرت مثل پر اجارہ میں دے دیا جائے اور ہر تین سال بعد کرایہ نامہ کی تجدید کرائی جائے۔ (۶/۵۳۳)

معلوم ہوا مسجد کے اوقاف کو اجرۃ پر دینا جائز ہے لہذا اگر کہیں کسی فقہ کی کتاب میں مسجد کے اوقاف کو اجرۃ پر دینا یا فناء مسجد کو اجرۃ پر دینا ممنوع لکھا ہو تو اس کی تاویل کرنا ہوگی۔

☆ ہماری گفتگو کا موضوع فناء مسجد میں بلا ضرورت جانے سے اعتکاف کا فساد تھا، بعض علماء نے فتاوی رضویہ اور عالمگیری کی سابقہ عبارت سے عدم فساد پر استدلال کیا تھا۔اس لئے ہم نے فتوی رضویہ اور عالمگیری کی عبارت کی توضیح ذکر کر دی کہ ان عبارتوں کا اعتکاف کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔

☆ نیز ہماری طرف سے ذکر کردہ توضیحات کی فتاوی رضویہ کے فتاوی میں سے درج ذیل فتووں سے بھی تائید ہوتی ہے۔ایک سوال کے جواب میں اعلی حضرتؒ فرماتے ہیں''عمرو (واقف) اور اس کے متعلقین بھی ضرور ایام حاضری بارگاہ عالی میں ان میں مقیم ہو سکتے ہیں کوئی ان کو بلا وجہ شرعی اس سے منع نہیں کرسکتا کہ یہ از قبیل مسجد و مقبرہ و رباط (خانقاہ) وقنطرہ (پل) وحوض وسقایہ ہے جس سے غنی وفقیر واقف وغیر واقف سب حسب شرط وقف متمتع ہو سکتے ہیں (تا) ہاں ان کو مسکن اور موطن دوام بنانے کا نہ عمرو کو اختیار ہے نہ کسی فقیر وغیرہ کو کہ زمین وعمارت دونوں کے مقصد کے خلاف ہے (تا) اور (عوام کیلئے وقف شدہ) زمین پر اس (عمرو بانی عمارت) کو اپنی تقدیم اور ترجیح کا کوئی حق نہیں نہ دوامأ نہ کسی وقت خاص کیلئے مثلاً موقف عرفات میں کوئی شخص ایک حجرہ بنائے کہ جس سال یہ حج کو جائے دوسرا وہاں وقوف نہ کر سکے اس کی ہرگز اجازت نہیں ہو سکتی۔امام طحاوی شرح معانی الآثار پھر علامہ اتقانی غایۃ البیان شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

المسجد الحرام لایجوز لاحد ان یتبنی فیه بناء ولا ان یحتجر منه موضعا وکذالک حکم جمیع المواضع التی لا یقع لاحد فیها ملک وجمیع الناس فیه سواء (تا) قالت قلت یارسول الله الا نتخذ لک بمنٰی شیئاً

نستظل فیہ فقال یا عائشة انها مناخ لمن سبق فهذا حکم مواضع التی فیها الناس سواء ولا ملک لأحد علیها الخ۔ (۶/ ۳۴۵ فتاوی رضویہ مطبوعہ مکتبہ رضویہ)

مسجد حرام میں کسی کیلئے عمارت اور کسی جگہ حجرہ بنانا جائز نہیں، اسی طرح ان تمام جگہوں کا حکم ہے جن میں کسی کا ملک نہیں ہے اور سارے لوگ اس میں برابر ہیں (تا) ام المومنین سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ ہم منیٰ میں ایسی شئ بنادیں جس سے ہم سایہ حاصل کرتے رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہؓ بیشک منیٰ ہر اُس شخص کے بیٹھنے کی جگہ ہے جو پہلے آئے لہذا تمام ایسے مواضع کا حکم جس میں سارے لوگ برابر ہوں اور اس میں کسی کا ملک نہ ہو یہی ہے۔

☆ فتاوی رضویہ کی عبارت ''ان کو مسکن اور موطن دوام بنانے کا نہ عمرو (واقف) کو اختیار ہے نہ کسی فقیر کو'' اور ''نہ دواماً نہ کسی وقت خاص کیلئے'' میں ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے کیونکہ ہم نے ''سکنیٰ'' اور ''بیت'' کے الفاظ سے مستقل اور دائمی مکان مراد ہونا ذکر کیا تھا اس لئے ہمارے خیال میں فقہی عبارات میں مسجد یا فناء مسجد میں مسکن اور گھر بنانے کے ناجائز ہونے سے دائمی مسکن اور گھر بنانا ہے عارضی کمرے جس طرح آج کل اکثر مساجد میں معمول ہے یہ جائز ہیں بلکہ مسجد کی تمامیت کے بعد بھی اہل محلّہ کو عارضی مکانات بنانے کا اختیار ہے۔

☆ عالمگیری کی عبارت کی توضیح ہم نے اس لئے ذکر کردی کیونکہ بعض حضرات نے اس عبارت سے غلط مفہوم اخذ کر کے فناء مسجد میں اعتکاف کے فاسد

نہ ہونے پر استدلال کیا تھا۔اب ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں کہ فناء مسجد بغیر ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

☆ بعض علماء نے بلا ضرورت فناء مسجد جانے سے اعتکاف کے عدمِ فساد پر فتاوی رضویہ کے درج ذیل فتوی سے بھی استدلال فرمایا ہے۔اس فتوی میں طویل سوال و جواب مذکور ہیں لیکن ہم اختصار کیساتھ موضوع سے متعلق سوال و جواب لکھنے کی جسارت کرتے ہیں تاکہ قارئین خود فیصلہ کر سکیں۔

سوال ذکر کرنے سے پہلے...... واضح ہو کہ احناف کے نزدیک فجر کی جماعت کے قائم ہو جانے کے بعد فجر کی سنتوں کے پڑھنے کے مسئلہ میں حکم یہ ہے کہ اگر سنتیں پڑھنے سے جماعت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو سنتیں چھوڑ دیجائیں اگر سنت پڑھ کر جماعت کے مل جانے کا گمان ہو تو سنت پڑھ لینا چاہیے بہتر یہ ہے کہ سنت مسجد سے خارج پڑھی جائے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو صفوں کے پیچھے خارجی دروازہ کے اندر یا دائیں اور بائیں پڑھ لی جائے ہمارے نزدیک مسجد میں قائم صفوں کے برابر سنتیں ادا کرنا سخت مکروہ ہے لیکن صفوں کے پیچھے مسجد کے اندر صحن یا آگے فاصلہ پر دیوار کی اوٹ مسجد میں سنتیں ادا کرنے میں قدرے کراہت کم ہے اور مسجد سے خارج سنتیں ادا کرنے میں کراہت نہیں ہے۔(کتب فقہ)

شوافع کے نزدیک فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد سنت ادا کرنا جائز نہیں نہ مسجد میں اور نہ مسجد سے باہر ان کی دلیل درج ذیل ہے:۔

حدیث شریف بھی ہے: **اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ**۔

امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں احناف کے قول پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سنتیں ادا کرنے کے عمل سے بھی استدلال کیا جس کی تفصیل آپ فتاوی رضویہ کے سوال و جواب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مسجد ہے جس کے احاطہ میں چار کمروں پر مشتمل مدرسہ ہے فجر کی جماعت شروع ہونے کے بعد فجر کی سنت مسجد سے خارج پڑھنے کے حوالہ سے سوال ہوتا ہے ''سائل کہتا ہے مگر از روئے اس مسئلہ فقہیہ کے کہ جماعت شروع ہوجانے کے بعد سنتیں فجر کی خارج از مسجد ادا کی جائیں ہم کو عمدۃ موقع حاصل ہے کہ مسجد سے ملحق چہار طرف مسجد کے چار کمرے مدرسہ کے ہیں اس طرح سے کہ فرش سے فرش ملا ہے حد فاصل مابین مسجد ومدرسہ کے صحن فصیلیں ہیں جو ایک ہاتھ تخمینا چوڑی اور ایک بالشت اونچی ہیں اور یہ جملہ مکانات مسجد اور مدرسہ ایک احاطہ کے اندر ہیں اگر ہم ایک صف خواہ چٹائی صحن مدرسہ میں یا کسی کمرہ مدرسہ میں ملحق صحن مسجد کے واسطے ادائے سنتوں فجر کے بچھادیں اور وہ لوگ جو پیچھے آتے ہیں طہارت حاصل کر کے اس چٹائی جو مدرسہ میں خارج از مسجد بچھی ہے سنتیں ادا کر کے شریک جماعت ہوتے جائیں تو سنتیں بھی حسب قاعدہ شرعیہ ادا ہوں اور نمازیوں کی بھی سہولت کا باعث ہوں۔ مسئولہ صورت پر زید نے اعتراض کیا کہ نمازی جب مسجد کی فصیل پر وضو کریگا تو سنتیں پڑھنے کیلئے مسجد سے گزر کر مدرسہ میں جائے گا تو بعد اذان مسجد سے خروج کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔ دوسرا اعتراض اس کا یہ ہے مدرسہ میں ننگے پیروں سے طالب علم چلتے پھرتے ہیں پھر انہی ننگے پیروں کیساتھ غسل خانہ وغیرہ جاتے ہیں تو مدرسہ کے فرش کا نجس ہونا محتمل ہے، لہذا مدرسہ میں سنتیں ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ دونوں اعتراض جس مسجد کے حوالہ سے ہیں اس مسجد کے متعلق سائل یہ بھی کہتا ہے کہ ''پانی لینے کا کنواں اور سقاوے اور پاکی حاصل کرنے کا غسل خانہ یہ سب احاطہ مسجد کے اندر ہیں مگر یہ مسجد کی فصیلوں سے باہر ہیں''۔

☆ فتاوی رضویہ میں اس سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ''زید کے دونوں اعتراض باطل اور بے معنی ہیں مسجد سے بے نماز پڑھے باہر جانا دو شرط سے ممنوع ہے ایک یہ کہ وہ خروج بے حاجت ہو ورنہ بلا شبہ جائز ہے (تا) دوسرا یہ ہے کہ خروج سے جماعت میں واپسی کا ارادہ نہ ہو (تا) یہاں دونوں شرطوں سے ایک بھی متحقق نہیں۔ سنتیں بحال قیام جماعت بیرون مسجد پڑھنے کی حاجت شرعی ہونا بھی ظاہر اور قصد رجوع بھی بدیہی تو عدم جواز وحصول گناہ کا حکم صریح باطل قطعی (تا) بعینہ یہی صورت سیدنا عبد اللہ ابن عمر فاروق اعظمؓ سے ثابت ہے کہ ایک روز وہ ایسے وقت میں تشریف لائے کہ جماعت فجر قائم ہو چکی تھی انہوں نے ابھی سنتیں نہ پڑھی تھی ان کی بہن ام المومنین حفصہؓ کا حجرہ مطہرہ مسجد سے ملا ہوا تھا جس کا دروازہ عین مسجد میں تھا وہاں چلے گئے اور سنتیں حجرہ میں پڑھ کر پھر مسجد میں آکر شامل جماعت ہوئے۔ امام اجل ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں:

حدثنا علی ابن شیبة ثنا الحسن بن موسی ثنا شیبان ابن عبد الرحمٰن عن یحی ابی کثیر عن زید بن اسلم عن ابن عمرؓ انه جاء والامام یصلی الصبح ولم یکن صلی الرکعتین قبل الصلوة الصبح فصلا هما فی حجرة حفصهؓ ثم انه صلی مع الامام ففی هذا الحدیث عن ابن عمرؓ انه صلا هما فی المسجد لان حجرة حفصةؓ من المسجد۔

بلکہ جب کہ وہ مدارس متعلق مسجد حدود مسجد کے اندر ہیں ان میں اور

مسجد میں راستہ فاصل نہیں ہے صرف ایک فصیل سے صفوں کا امتیاز کر دیا ہے اور ان میں جانا مسجد سے باہر جانا نہیں یہاں تک کہ ایسی جگہ معتکف کو جانا جائز کہ وہ گویا مسجد ہی کا قطعہ ہے۔

و هذا ما قال الامام الطحاوی ان حجرة ام المئومنین من المسجد الخ۔ (۷/۱۔۴۵۲۱ فتاوی رضویہ جدید)

☆ اس جواب سے بعض حضرات نے فناء مسجد میں بلا ضرورت جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے پر استدلال کیا ہے۔ہم اس استدلال کے جواب سے پہلے امام ابو جعفر طحاویؒ کی روایت کردہ احادیث نقل کرتے ہیں تا کہ قارئین کیلئے کوئی اشتباہ نہ رہے۔

امام ابو جعفر طحاوی نے حضرت عبد اللہ بن عمر کی جماعت کے قیام کے وقت صبح کی سنتیں ادا کرنے کی چار روایتیں ذکر فرمائیں۔

پہلی روایت ابی مجلز سے ہے:

قال دخلت المسجدفی صلوة الغداة مع ابن عمر و ابن عباس و الامام یصلی فاماابن عمر فدخل فی الصف و اما ابن عباس فصلی رکعتین ثم دخل مع الامام فلما سلم الامام قعد ابن عمر مکانه حتی طلعت الشمس فقام فرکع رکعتین۔

ابی مجلز نے کہا میں صبح کی نماز میں ابن عمر اور ابن عباس کیساتھ مسجد میں داخل ہوا اور امام نماز پڑھا رہا تھا لیکن ابن عمر صف میں داخل ہو گئے اور ابن عباس نے دو رکعت سنت مسجد میں ادا کیے، پھر امام کیساتھ

نماز میں داخل ہو گئے، جب امام نے سلام کیا ابن عمرؓ اپنی جگہ بیٹھے رہے حتی کہ سورج طلوع ہوا پس آپ نے دو رکعت سنت ادا فرمائیں۔

دوسری روایت:

عن محمد ابن کعب قال خرج عبد الله ابن عمر من بیتہٖ فاقیمت صلوۃ الصبح فرکع رکعتین قبل ان یدخل المسجد و ھو فی الطریق ثم دخل المسجد فصلی الصبح مع الناس۔

محمد ابن کعب نے کہا حضرت عبداللہ ابن عمر اپنے گھر سے نکلے پس صبح کی نماز قائم کر دی گئی آپؓ نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے دو رکعت راستے میں ادا کیں پھر مسجد میں داخل ہوئے اور صبح کی نماز لوگوں کیساتھ ادا فرمائی۔

تیسری روایت:

قال سمعت نافعا یقول ایقظت ابن عمر لصلوۃ الفجر و قد اقیمت الصلوۃ فقام فصلی الرکعتین الخ

مالک نے کہا میں نے نافع سے سنا انہوں نے کہا میں نے ابن عمر کو فجر کی نماز کیلئے جگایا جب کہ نماز قائم ہو چکی تھی آپ اٹھے اور دو رکعت ادا فرمائیں۔

چوتھی روایت:

عن زید بن اسلم عن ابن عمر انه جاء والامام یصلی الصبح ولم یکن صلی الرکعتین قبل صلوۃ الصبح

فصلا هما فی حجرة حفصة ثم انه صلے مع الامام۔

زید بن اسلم نے روایت کیا ابن عمر سے بیشک وہ آئے اور امام صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور ابن عمر نے صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں پس ابن عمر نے دو رکعتیں (ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنھا) کے حجرہ میں ادا کیں اور پھر امام کیساتھ نماز پڑھی۔

اس روایت کے بعد امام ابو جعفر فرماتے ہیں:۔

ففی ھذا الحدیث عن ابن عمر انه صلا ھما فی المسجد لان حجرة حفصة من المسجد فقد وافق ذالک ما ذکرناہ عن ابن عباس رضی اللہ عنه۔

پس اس حدیث میں ابن عمر سے یہ ہے کہ انہوں نے دو سنتیں مسجد میں ادا کیں کیونکہ ام المؤمنین سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنھا کا حجرہ مسجد سے ہے پس یہ اس روایت کے موافق ہے جو ہم نے ابن عباس سے روایت کی۔(۱/۱۔۲۲۰ معانی الآثار)

☆ صبح کی سنتوں کے متعلق احناف کی تائید میں امام ابو جعفر طحاویؒ نے اپنی کتاب میں متعدد احادیث ذکر فرمائیں، ان میں سے مذکورہ چار روایتیں بھی ذکر فرمائیں۔

☆ احناف کے نزدیک صبح کی سنتوں کے متعلق ہدایہ میں ہے:

و من انتهی الی الامام فی صلوة الفجر و ھو لم یصل رکعتی الفجر ان خشی ان تفوته رکعة و یدرک الاخری یصلی رکعة الفجر عند باب المسجد ثم

یدخل (الی) والتقیید بالاداء عند باب المسجد یدل
علی الکراھۃ فی المسجد اذا کان الامام فی الصلوۃ

اور جو شخص فجر کی نماز میں امام تک پہنچے اور اس نے فجر کی دو رکعت نہ
پڑھیں ہوں اگر وہ گمان کرتا ہے کہ اس کی ایک رکعت فوت ہو جائے
گی اور دوسری پالے گا تو فجر کی سنت مسجد کے دروازہ کے نزدیک
پڑھے الخ۔

فتح القدیر میں ہے مسجد کے دروازہ کے نزدیک قید لگانے کی اس امر پر دلالت ہے
کہ مسجد میں سنت ادا کرنا مکروہ ہیں جب امام نماز میں ہو۔ (باب ادراک الفریضۃ
۲/۴۱۴۔ ۷ فتح القدیر مع ہدایہ)

فتح القدیر میں ہے:

(قولہ والتقییدبالاداء عند باب المسجد) لما روی
عنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوۃ فلا
صلوۃ الا المکتوبۃ ولا نہ یشبہ المخالفۃ للجماعۃ
والانتباذ عنھم و علی ھذا ینبغی ان لا تصلی فی
المسجد اذا لم یکن عند باب المسجد مکان لان
ترک المکروہ مقدم علی فعل السنۃ غیر ان
الکراھۃ تتفاوت فان کان الامام فی الصیفی فصلاتہ
ایاھا فی الشتوی اخف من صلاتھا فی الصیفی و
قلبہ و اشد ما یکون کراھۃان یصلیھا مخالطا للصف
کما یفعلہ کثیر من الجھلۃ.(۴۱۶)

مسجد کے دروازہ کے نزدیک سنت ادا کرنے کی تقیید کا قول اس لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی جب نماز قائم کردی جائے تو کوئی نماز نہیں مگر فرض نماز اور اس لئے کہ سنت پڑھنے سے جماعت کی مخالفت اور نمازیوں سے دور ہونے کی مشابہت ہوگی اور اس بنیاد پر پس مناسب ہے کہ سنت مسجد میں نہ پڑھی جائیں۔ جب مسجد کے دروازہ کے نزدیک جگہ نہ ہو کیونکہ مکروہ کا ترک سنت کے ادا کرنے پر مقدم ہوتا ہے مگر کراہت مختلف ہوتی ہے۔ پس اگر امام صیفی (open) مسجد میں ہو تو اس شخص کا شتوی (چھت والی)مسجد میں سنت ادا کرنا صیفی مسجد میں سنت ادا کرنے سے کراہت میں کم ہے اور اسی طرح اس کا عکس اور شدید تر کراہت اس وقت ہوتی ہے کہ آدمی سنت ادا اس طرح کرے کہ صف کیساتھ ملا ہوا ہو جس طرح جاہل لوگ اکثر کرتے ہیں۔

احناف کے نزدیک جس طرح سنت کا مسجد سے باہر ادا کرنے کا حکم ہے شاید حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مذہب بھی یہی تھا کہ جماعت کے قیام کے وقت صبح کی سنت مسجد سے باہر ادا کی جائیں۔ جیسے ابی مجلز کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مسجد میں سنت ادا نہیں فرمائیں بلکہ جماعت میں شریک ہو کر سنت سورج کے طلوع کے بعد ادا فرمائیں۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے:

وقالت طائفة يقضيهما بعد طلوع الشمس روى ذالک عن ابن عمر الخ۔

ایک جماعت کہتی ہے فجر کی سنت سورج کے طلوع ہونے کے بعد قضاء کی جائیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی روایت کیا گیا ہے۔(۲۱۷/۷ مکتبہ دارالفکر)

احناف کے نزدیک سنت ادا کرنے کا حکم آپ پڑھ چکے ہیں شاید حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف بھی یہی ہے کہ صبح کی فرضوں کی جماعت قائم ہو جانے کے بعد اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کیلئے آئے اگر وہ سمجھتا ہے کہ سنت پڑھ لینے کے بعد جماعت مل جائے گی تو وہ مسجد سے خارج یا مسجد میں دو رکعت سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہوجائے ورنہ سنت چھوڑ دے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔امام محمد کے نزدیک اگر سنت نہ پڑھ سکے تو سورج کے طلوع ہونے کے بعد زوال تک سنت قضا کرے ورنہ قضا نہ کرے اور شیخین کے نزدیک سنتوں کی قضا نہیں ہے۔جماعت کے قیام کے وقت مسجد میں سنت ادا کرنے کے جواز پر امام طحاوی نے دیگر صحابہ کرام کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے عمل سے بھی استدلال کیا ہے اور اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں اس موضوع پر چار روایتیں ذکر فرمائیں جو کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

☆ اہل علم پر واضح ہے کہ ان روایات سے مسجد میں سنت ادا کرنے پر استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ ان روایات سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ قیام جماعت کے وقت دو ۲ رکعت سنت ادا کر کے جماعت میں شرکت کی جائے لیکن ان روایات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قیامِ جماعت کے وقت مسجد شرعی میں بھی سنت ادا کرنے کو جائز سمجھتے تھے، بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے

قیام کے وقت آپ مسجد میں سنت ادا کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔لہذا مسجد میں سنت ادا کرنے پر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے عمل سے استدلال صحیح نہیں ہے۔مثلاً ابی مجلزؒ کی روایت میں ہے کہ:

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ تو مسجد میں دو رکعت سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو گئے لیکن حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بغیر سنت ادا کئے جماعت میں شریک ہو گئے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ بیٹھے رہے سورج کے طلوع ہونے کے بعد آپ نے دو ۲ رکعت سنت قضا فرمائیں۔اگر آپ کے نزدیک بھی مسجد میں سنت ادا کرنا جائز ہوتا تو آپ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی طرح پہلے سنت ادا فرماتے پھر جماعت میں شریک ہوتے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ: آپ نے مسجد سے باہر راستہ میں سنت ادا فرمائیں اور جماعت میں شریک ہو گئے۔

تیسری روایت یہ ہے کہ آپ سنت ادا کر کے جماعت میں شریک ہو گئے۔

چوتھی روایت یہ ہے کہ: آپ نے اپنی ہمشیرہ ام المؤمنین سیدۃ حفصۃؓ کے حجرہ مبارک میں جا کر سنت ادا فرمائیں اور پھر جماعت میں شریک ہو گئے آپ نے مسجد میں سنت ادا نہیں فرمائیں بلکہ حجرہ مبارکہ میں سنت ادا فرمائیں۔اگر آپ کے نزدیک مسجد میں سنت ادا کرنا جائز ہوتا تو آپ مسجد عبور کر کے حجرہ مبارکہ میں تشریف نہ لے جاتے بلکہ مسجد میں صفوں کے پیچھے سنت ادا کر کے جماعت میں شریک ہو جاتے۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام طحاویؒ اپنے دعوے کو ثابت کرنے کیلئے فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کا حجرہ مبارکہ مسجد کا حصہ تھا لہذا

حضرت عبد اللہؓ نے مسجد میں سنت ادا فرمائیں اور مسجد میں جماعت کے قیام کے وقت سنت ادا کرنا ثابت ہو گیا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاویؒ کا فرمانا کہ ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کا حجرہ مسجد کا جزو تھا ظاہر ہے آپ کی مراد شرعی مسجد نہیں ہو سکتی بلکہ آپ کی مراد مسجد سے متصل مکان ہے کیونکہ ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ اور دیگر امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کے مبارک حجرے ۸۸ھ میں مسجد میں شامل کئے گئے، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ گورنر مدینہ نے امہات المؤمنینؓ کے حجروں کو مسجد کے احاطہ میں داخل فرمایا ۸۸ھ سے پہلے تمام حجرے مبارکہ مسجد سے خارج تھے ان حجرات مبارکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات کیساتھ شب باشی فرماتے رہے۔ ازواج مطہرات کا جنابت اور حیض کے ایام میں انہی حجروں میں قیام ہوتا تھا، نیز اگر ازواج مطہرات کے حجرے مسجد کا حصہ ہوں تو لازم آئے گا کہ مسجد میں جنابت کے ساتھ قیام اور مباشرت کا عمل جائز ہو نیز اگر ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کا حجرہ مبارکہ مسجد کا حصہ اور جزو ہوتا تو پھر ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کا حجرہ بطریق اولی مسجد کا حصہ ہوتا، حالانکہ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں بغیر انسانی حاجت میرے حُجرہ میں تشریف نہیں لاتے تھے اگر آپ کا حجرہ مسجد کا حصہ ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں بلا ضرورت بھی حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تشریف لے جایا کرتے۔

معلوم ہوا ازواج مطہرات کے حجرے حضرت عبد اللہؓ کی سنت ادا کرنے کے وقت مسجد سے خارج تھے اور امام ابو جعفر طحاویؒ کا فرمانا کہ ام المؤمنین سیدہ

حفصہؓ کا حجرہ مبارک مسجد کا حصہ تھا نفس الامر کے مطابق نہیں مگر یہ کہ کہا جائے آپ کی مراد مسجد سے متصل مکان ہے۔ لیکن اس وقت امام طحاویؒ کا دعوی کہ مسجد میں سنت ادا کرنا حضرت عبد اللہؓ کے عمل سے ثابت ہے صحیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ ام المؤمنین کا حجرہ مبارک مسجد سے خارج تھا اور اختلاف مسجد شرعی میں سنت ادا کرنے میں ہے۔

☆ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی وفات ۷۴ھ میں اور ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی۔ لہذا جب حضرت عبد اللہؓ نے حضرت حفصہؓ کے حجرہ میں سنت ادا فرمائی تھیں اس وقت حجرے مسجد سے خارج تھے۔ کیونکہ آپ نے ۷۴ھ سے پہلے حجرہ میں سنت ادا فرمائی ہونگی اور حجرات مبارکہ ۸۸ھ میں مسجد میں شامل کیے گئے۔

بدایہ ونہایہ میں ہے:

۸۸ھ میں دمشق سے ولید بن عبد الملک نے مدینہ منورہ کے گورنر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو خط لکھا کہ مسجد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تجدید اور توسیع کی جائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے مبارک حجرے مسجد کے احاطہ میں شامل کر لئے جائیں اور مسجد دو سو (۲۰۰) مربع گز بنادی جائے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے مدینہ منورہ کے فقہائے کرام اور اشراف کی میٹنگ (meeting) بلائی اور ولید کے خط کے مندرجات پر مشورہ لیا تو سب نے مشورہ دیا کہ حجروں کو نہ توڑا جائے، جوں کا توں رہنے دیا جائے تاکہ بعد میں لوگ ان مبارک حجروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور اپنے مکانات سادہ اور چھوٹے بنائیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے ولید کو مدینہ منورہ کے لوگوں کی

رائے سے آگاہ کیا تو اس نے سختی سے آڈر (order) جاری کیا کہ حجروں کو توڑ کر مسجد میں شامل کیا جائے۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حجروں کا انہدام شروع کیا تو اہل مدینہ ایسے روئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر روئے تھے۔ (بدایہ ونہایہ ۱۹۷ر جلد ۶ مکتبہ دار الفکر)

معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہؓ نے حجرہ میں جب سنتیں پڑھیں تھیں اس وقت حجرے مسجد سے خارج تھے۔ لہذا امام طحاویؒ کی عبارت کی تاویل کی جائے گی کہ مسجد سے آپ کی مراد مسجد سے خارج مسجد سے متصل مکان ہے۔ اس روایت سے ان لوگوں کے خلاف تو استدلال ہوسکتا ہے جو لوگ قیامِ جماعت کے وقت مسجد سے خارج بھی سنت ادا کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ لیکن وہ لوگ جو قیامِ جماعت کے وقت صرف مسجد کے اندر سنت ادا کرنے کو جائز نہیں سمجھتے ان کے خلاف اس روایت سے استدلال نہیں ہو سکے گا۔

☆ امام ابو جعفر طحاوی کے استدلال پر تبصرہ کے بعد فتاوی رضویہ کے ذکر کردہ فتوی کی توضیح بھی ضروری ہے:۔ اولاً جو اشکال امام طحاوی کی عبارت پر ہے وہی فتاوی رضویہ پر ہے۔

ثانیاً فتاوی رضویہ میں ذکر کردہ سوال میں جس مدرسہ کا ذکر ہے اس مدرسہ میں سنت ادا کرنے کے سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکتؒ نے دو ۲ جواب عنایت فرمائے ہیں، تحقیقی اور ادعائی۔

تحقیقی جواب میں مدرسہ کو مسجد سے خارج تسلیم کر کے ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کے حجرہ مبارک پر قیاس کیا اور حجرہ مبارک کو مسجد سے متصل لیکن خارج تسلیم کیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ”زید کے دونوں جواب باطل اور بے معنی ہیں۔ مسجد

سے بے نماز پڑھے باہر جانا دو ۲ شرط سے ممنوع ہے۔ایک یہ کہ وہ خروج بے حاجت ہو ورنہ بلا شبہ جائز ہے (تا) دوسرا یہ کہ شروع جماعت تک کا واپسی کا ارادہ نہ ہو (تا) یہاں دونوں شرطوں سے ایک بھی متحقق نہیں۔سنتیں بحال قیام جماعت بیرون مسجد پڑھنے کی حاجت شرعی ہونا بھی ظاہر اور قصد رجوع بھی بدیہی،تو عدم جواز وحصول گناہ کا حکم صریح باطل قطعی ہے (تا) بعینہ یہی صورت سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق اعظمؓ سے ثابت ہے کہ ایک روز ایسے وقت تشریف لائے کہ جماعت فجر ہو چکی تھی انہوں نے ابھی سنتیں نہیں پڑھیں تھیں،ان کی بہن ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کا حجرہ مطہرہ مسجد سے ملا ہوا تھا جس کا دروازہ عین مسجد میں تھا وہاں چلے گئے اور سنتیں حجرہ میں پڑھ کر پھر مسجد میں آ کر شامل جماعت ہوئے''۔

مذکورہ عبارت میں ''حجرہ مطہرہ مسجد سے ملا ہوا تھا'' اور ''پھر مسجد آ کر شامل جماعت ہوئے''۔اور''سنتیں بحال قیام جماعت بیرون مسجد پڑھنے کی حاجت ہونا بھی ظاہر اور قصد رجوع بھی بدیہی'' کے الفاظ قابل غور ہیں۔ان الفاظ کا صریح مفہوم یہ ہے کہ اعلی حضرتؒ کے نزدیک ام المؤمنینؓ کا حجرہ مبارک مسجد سے خارج تھا اور حضرت عبد اللہؓ کا سنتوں کے ادا کرنے کیلئے حجرہ میں جانا جماعت میں واپس آ کر شریک ہونے کی غرض سے تھا،اس لئے حضرت عبد اللہؓ کا مسجد سے خروج ممنوع نہیں تھا۔اسی طرح ذکر کردہ مدرسہ میں سنت ادا کرنے کی نیت سے مسجد سے خروج ممنوع نہیں ہوگا۔آپ کا یہ جواب تحقیقی ہے،جس سے معلوم ہوا آپ ذکر کردہ مدرسہ کو مسجد سے خارج تسلیم کرتے ہیں اور آذان کے بعد سنتوں کیلئے مدرسہ کی طرف خروج ممنوع نہیں سمجھتے۔دوسرا جواب ادعائی ہے۔چنانچہ آپ نے فرمایا:''بلکہ جب وہ مدارس متعلق مسجد حدود مسجد کے اندر ہیں

(تا) ان میں جانا مسجد سے باہر جانا نہیں یہاں تک کہ ایسی جگہ معتکف کو جانا جائز وہ گویا مسجد ہی کا قطعہ ہے۔ هذا ما قال الامام الطحاوی الخ۔

اس جواب میں اعلیٰ حضرتؒ کے الفاظ ''حدود مسجد کے اندر ہیں'' اور ان میں جانا مسجد سے باہر جانا نہیں۔ یہاں تک کہ ایسی جگہ معتکف کو جانا جائز وہ گویا مسجد کا قطعہ ہے'' یہ ادعائی جواب ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا ''وہ گویا مسجد کا قطعہ ہے''۔ ''گویا'' سے آپ نے ادعائی کی طرف اشارہ فرمایا اور سوال میں ذکر کردہ مدرسہ کو مسجد کے منارہ کی طرح سخت اتصال کی وجہ سے مسجد کا قطعہ فرمایا، لیکن اسی سوال میں سائل نے یہ بھی لکھا تھا کہ ''پانی لینے کا کنواں اور سقاوے اور پاکی حاصل کرنے کا غسل خانہ یہ سب احاطہ مسجد کے اندر ہیں مگر یہ مسجد کی فصیلوں سے باہر ہیں''۔ اعلیٰ حضرتؒ نے کنویں اور سقاوے اور غسل خانہ میں بلا ضرورت جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے کا ذکر نہیں فرمایا، حالانکہ مدرسہ کی طرح کنواں اور سقاوے اور غسل خانہ بھی مسجد کے احاطہ اور فناء مسجد میں چار دیواری کے اندر تھے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ کنویں اور سقاوے اور غسل خانے میں بھی بلاضرورت معتکف کا جانا جائز ہے، کیونکہ یہ بھی فناء مسجد میں ہیں معلوم ہوا اعلیٰ حضرتؒ کے نزدیک فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ ان میں اور مدرسہ میں فرق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک جس مدرسہ کا سوال ہوا تھا اس مدرسہ کا مسجد کیساتھ متصل ہونا منارہ کی طرح تھا، حتیٰ کہ مدرسہ میں لوگ نماز بھی ادا کرتے تھے اس لئے آپ نے وہاں جانا اعتکاف کے منافی نہیں سمجھا لیکن کنواں اور سقاوے اور غسل خانہ مسجد کیساتھ متصل نہ تھے اس لئے ان میں معتکف کے بلاضرورت جانے کو جائز نہیں فرمایا اگر چہ وہ بھی فناء

مسجد میں تھے اور مسجد کی چار دیواری کے اندر تھے لیکن اس فتوی سے بعض علماء نے یہ سمجھا کہ اعلی حضرتؒ کے نزدیک معتکف کو مسجد کی خارجی دیوار کے اندر کے احاطہ میں مکانوں، دوکانوں، غسل خانوں اور استنجاء خانون میں بلا ضرورت جانا جائز ہے۔ انہوں نے مسجد کی بیرونی چار دیواری (boundry) کے اندر غسل خانے اور استنجاء خانے اور آئمہ اور مؤذنین کے کمرے اور انتظامیہ کے دفاتر جو بھی مسجد کے احاطہ کے اندر ہوں سب میں بلا ضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا کا فتوی جاری کر دیا حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے۔ اگر فجر کی سنتوں کے ادا کرنے کے سلسلے میں حضرت امام ابو جعفر طحاویؒ سیدہ حفصہؓ کے حجرہ میں حضرت عبد اللہؓ کی سنتیں ادا کرنے سے مسجد سے خارج سنت ادا کرنے پر استدلال کرتے تو احناف کے حق میں زیادہ مفید تھا اور اعلیٰ حضرتؒ مدرسہ کو مسجد سے خارج سمجھ کر مدرسہ میں سنت ادا کرنے کو مسجد سے خارج سنت ادا کرنے کے جواب پر اکتفاء کرتے تو احناف کیلئے زیادہ بہتر تھا کیونکہ احناف کے نزدیک اگر مسجد سے خارج سنت ادا کرنے کیلئے جگہ نہ ہو تو مسجد میں سنت ادا کرنے کا حکم ہے۔ اور باہر جگہ کے باوجود مسجد میں سنت ادا کرنے میں شدید کراہت ہے۔ اگر حجرہ مبارکہ اور مدرسہ کو مسجد کا جزو نہ سمجھا جائے تو شدید کراہت کا اعتراض نہیں ہوگا۔

● آپ فقہاء کرام کے ارشادات پڑھ چکے ہیں۔ نیز میرے خیال میں آپ نے مدرسہ کو ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کے حجرہ پر قیاس صرف سنت ادا کرنے کے حوالہ سے کیا کیونکہ سوال سنتوں کے متعلق تھا اعتکاف کا ضمنا ذکر کر دیا۔ اعتکاف کے حوالہ سے نہیں کیا یہ کہ آپ کے نزدیک حجرہ مبارکہ میں جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا تھا۔ یعنی تمثیل صرف سنت ادا کرنے کے لحاظ سے

ہے۔ورنہ آپ پر اعتراض وارد ہوگا کہ جب ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کے حجرہ مبارکہ میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا تھا تو پھر ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کے حجرہ میں جانے سے اعتکاف کیوں فاسد ہوتا تھا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں بلاضرورت حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں کیوں تشریف نہیں لے جاتے تھے حتیٰ کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ حجرہ کے اندر بیٹھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں کنگھا کیا کرتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے قدم مبارک نہیں نکالتے تھے بلکہ مسجد سے حضرت عائشہؓ کی طرف سر مبارک قریب کر لیتے تھے اور ام المؤنینؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کنگھا کرتی تھیں۔

1- آخر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں فرماتے؟۔

2- اگر حجرہ میں بلاضروررت جانا جائز ہوتا تو آپ یہ تکلف کیوں فرماتے؟۔

3- دونوں حجروں میں فرق کی کیا وجہ ہے؟۔جبکہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا حجرہ مبارکہ ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے حجرہ مبارکہ سے مسجد کے زیادہ قریب تھا اور آپؐ کے حجرہ کا دروازہ مسجد کے عین وسط میں تھا؟۔

لہٰذا اعلیٰ حضرتؒ کی جانب سے اس فرق کو بیان کرنا ہوگا............ ورنہ یہ کہنا ہوگا کہ اعلیٰ حضرتؒ نے صرف سوال میں ذکر کردہ مدرسہ کے متعلق فرمایا کہ اس میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔الغرض اگر اعلیٰ حضرتؒ کے نزدیک ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کے حجرہ مبارک میں جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہوتا تو پھر سائل کیلئے مناسب تھا کہ دونوں حجروں میں فرق کا سوال کرتا تا کہ ہمارے علم میں اضافہ ہوتا۔انہوں نے تو شاید سوال نہیں کیا تھا لیکن ہم ان

اہل علم سے جو فناء مسجد میں بلا ضرورت جانے کو اعتکاف کیلئے اعلیٰ حضرتؒ کے مذکورہ فتوی کی وجہ سے مفسد نہیں مانتے سے استفسار کرتے ہیں کہ آخر کیا وجہ ہے اعلیٰ حضرتؒ کے نزدیک ام المؤمنین سیدہ حضرت حفصہؓ کا حجرہ مسجد کا حصہ ہو اور اس میں جانے سے اعتکاف فاسد نہ ہو اور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا حجرہ مسجد سے خارج ہو اور اس میں جانے سے اعتکاف فاسد ہو؟۔ بینوا فتوجروا

☆ اب ہم دیگر شبہات ذکر کر کے ان کا جواب ذکر کرتے ہیں:۔

اگر سوال کیا جائے کہ زید کہتا ہے معتکف بلا حاجت شرعیہ طبعیہ فناء مسجد جاسکتا ہے اور اعتکاف فاسد نہیں ہوگا اور بکر کہتا ہے کہ معتکف بلا حاجت شرعیہ طبعیہ فناء مسجد نہیں جاسکتا ورنہ اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔زید کی اپنے قول کی صحت پر ایک دلیل مسجد کی دیوار اور مسجد کے منارہ پر جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے سے بیان کرتا ہے۔اس نزاع میں زید کا قول صحیح یا بکر کا؟۔

اس کا جواب مذکورہ تفصیلی بیان کی روشنی میں یہ ہے کہ زید کا قول صحیح نہیں ہے، بکر صحیح کہتا ہے۔کیونکہ زید کے دلائل میں بلا حاجت فناء مسجد میں جانے سے اعتکاف کے فاسد نہ ہونے کی دلیل اصل مسجد کی دیوار اور مسجد کے منارہ پر جانے سے اعتکاف کا فاسد نہ ہونا ہے۔اگر فناء مسجد صرف اصل مسجد کی دیوار اور مسجد کا منارہ ہوتا اور فناء مسجد ان دیواروں اور منارہ میں منحصر ہوتی تو زید کا استدلال صحیح تھا، کیونکہ فقہاء نے صرف اصل مسجد کی دیوار اور منارہ پر جانے سے اعتکاف کے عدم فساد کا قول ذکر کیا ہے۔فقہاء کی عبارتوں میں دیوار اور منارہ سے خارج دو فٹ آگے جانے کا ذکر بھی نہیں۔ چہ جائیکہ ہزاروں گز فناء مسجد میں گھومنے سے اعتکاف فاسد نہ ہو۔ بلکہ علامہ شامی نے منارہ پر مسجد سے خارج مینار کے دروازہ سے

بلاضرورت اذان کیلئے چڑھنے سے اعتکاف کے فاسد ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ جس طرح ہمارے بیان میں گزر چکا ہے، لہذا زید کا استدلال باطل ہے۔

☆ اور زید کے نزدیک اصلی مسجد کی دیوار سے خارج مسجد کی خارجی دیوار تک غسل خانوں اور استنجاء خانوں اور امام اور مؤذن کے کمروں اور اسٹاف کے دفاتر میں بلاضرورت جانے سے بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ کیونکہ خارجی دیوار کے اندر ذکر کردہ سب اشیاء فناء مسجد ہیں، اور فناء مسجد کے احاطہ اگر چہ ایک کلومیٹر بھی ہو اس میں بلاضرورت گھنٹوں بلکہ پورا دن گزرنے سے زید کے نزدیک اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ چنانچہ زید اپنے مخالف بکر کا رد کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''بکر کے یہ الفاظ (خود مسجد میں بند ہو) سے مراد اگر وہ دیوار ہے جو اصل مسجد کی دیوار کے علاوہ دیوار ہے جو وضو خانہ اور غسل خانہ پر مشتمل ہوتی ہے، تب تو کوئی اختلاف ہی نہیں رہا کہ اس چار دیواری (boundry) کے اندر کا علاقہ ہی فناء مسجد کہلاتا ہے۔ اسی طرح چار دیواری سے اصل مسجد اور مصالح مسجد کی حد بندی کی جاتی ہے''۔ (بعینہ فتوی)

☆ زید کی عبارت سے معلوم ہوا خارجی دیوار کے اندر وضوخانے اور غسل خانے اور امام اور مؤذن کیلئے فیملی مکانات اور مسجد کیلئے متعین ملازمین کے دفاتر وغیرہ میں معتکف کے بلاضرورت جانے اور رہنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ زید کے نزدیک اگر امام اور مؤذن حالت اعتکاف میں رات بھر اپنے گھر میں رہیں اور معتکفین غسل خانوں میں روزانہ دس مرتبہ ٹھنڈک اور صفائی کا غسل کریں تب بھی اعتکاف پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ چار دیواری کے اندر کا احاطہ فناء مسجد ہے اور فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ اگر زید کا یہ قول صحیح ہے تو پھر انا للہ و انا الیہ راجعون۔

☆ اکثر مساجد میں آئمہ اور مؤذنین کے فیملی مکان مسجد کی خارجی دیوار کے اندر ہوتے ہیں۔ میں مبارک مسجد سی، ویو (sea view) ڈیفنس میں پنجوقتہ نماز پڑھتا ہوں اور رحمانیہ مسجد طارق روڈ جمعہ پڑھاتا ہوں ان دونوں مساجد میں اماموں اور مؤذنوں کے فیملی مکان مسجد کی چار دیواری کے اندر ہیں بلکہ گزری کی مبارک مسجد اور اور فیز ۸ کی مسجد سکینہ میں امام اور مؤذن اور خادم کا مکان اور مدرسہ سب مسجد کی چار دیواری کے اندر ہیں ان مساجد کے آئمہ اور مؤذنین مکمل رمضان المبارک اعتکاف بیٹھیں اور گھر بھی جاتے رہیں، زید کے نزدیک ان کا اعتکاف فاسد نہ ہو تو ایسے آئمہ کیلئے دوگنا فائدہ، گھر بھی نہ چھوٹے اور اعتکافِ رمضان کا ثواب بھی مل جائے۔ زید پر تعجب ہے کہ وہ کس لحاظ سے فناء مسجد میں بلاضرورت جانے سے اعتکاف کو فاسد نہیں مانتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اعتکاف کی حالت میں ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کے کمرہ میں حاجت انسانی کے بغیر جائیں تو اعتکاف نہ رہے، لیکن زید کے قول پر آئمہ اپنے گھروں میں سوئیں تو اعتکاف باقی رہے نہایت عجیب ہے۔

اگر زید کا قول صحیح ہے تو فقہاء عظام نے معتکف کیلئے مسجد میں کھانے پینے کے جواز کے ذکر کا تکلف کیوں فرمایا اور صرف جنابت کے غسل کیلئے معتکف کیلئے مسجد سے خروج کو جائز کیوں فرمایا۔ جب معتکف کا اعتکاف فناء مسجد میں جانے سے فاسد نہیں ہوتا تو فقہاء کرام کو لکھنا چاہئے تھا کہ معتکف غیر معتکف کی طرح فناء مسجد میں کھائے اور پیئے۔ مسجد میں کھانے پینے کا جواز تو اعتکاف کی وجہ سے تھا، جب فناء مسجد جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا تو جواز کیوں؟۔ حالانکہ فقہ کی کسی کتاب میں ایسا نہیں ہے۔

☆ بعض مساجد کی خارجی دیوار کے اندر جنازہ گاہیں بنائی گئی ہیں جیسے ڈیفنس کی طوبیٰ مسجد وغیرہ۔ فقہاء کرام کو چاہئے تھا کہ مسجد سے خارج نماز جنازہ میں شرکت کو مطلقاً اعتکاف کا مفسد نہ لکھتے۔ حالانکہ فقہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے کہ اگر جنازہ گاہ اصل مسجد سے خارج ہو، بیرونی چار دیواری کے اندر ہو تو معتکف کو نماز جنازہ میں شرکت کرنا چاہئے۔

حقیقت میں زید کو غلط فہمی ہوئی اس نے مسجد کی منڈیر اور فصیل اور دیوار اور فناء مسجد میں مساوات سمجھ کر فناء مسجد کو اعتکاف کے حکم میں اصل مسجد کی دیوار اور مینار پر قیاس کرلیا۔ حالانکہ دیوار یا مینار اور فناء میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے ہر مسجد کی دیوار کو بعض احکام میں فناء کہا جاسکتا ہے لیکن ہر فناء مسجد کو دیوار اور مینار پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

زید کے دلائل سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ کتب فقہ میں کہا گیا ہے کہ:

فناء المسجد له حكم المسجد حتى لو اقتدای بالامام منه يصح اقتدائه الخ۔

مسجد کی فناء کا حکم مسجد والا ہے حتی کہ اگر فناء مسجد سے کوئی امام کی اقتداء کرے اس کی اقتداء صحیح ہے، اگر چہ صفیں متصل نہ ہوں اور مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی نہ ہو اور مناسب ہے فناء مسجد اسی حکم (اقتداء) کیساتھ مختص ہو، نہ یہ کہ فناء میں جنبی کا اور اس کی مثل کا گزر حرام ہو جس طرح مسجد میں حرام ہوتا ہے۔ (فتوی بحوالہ حلبہ)

اس عبارت میں تو الٹا زید کے قول کا رد ہے کہ صرف اقتداء کے حکم میں فناء مسجد، مسجد کے حکم میں ہے۔ دیگر احکام میں فناء مسجد کا حکم مسجد والا نہیں حتی کہ

جنبی کا فناء مسجد جانا جائز ہے۔ اس عبارت اور اس جیسی عبارتوں کی توضیح اور تفصیل گزر چکی ہے ان جیسی عبارتوں سے زید کا استدلال باطل ہے۔

زید کے دلائل سے ایک دلیل مسجد کا مینار ہے، کہ مینار پر چڑھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا لہذا فناء مسجد میں جانے سے بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ زید کا یہ استدلال بھی باطل ہے اور اس کا تفصیلی جواب گزر چکا ہے۔

مینار کے اندرونی دروازہ سے مینار پر چڑھنے سے اعتکاف اس لئے فاسد نہیں ہوتا کیونکہ مینار مسجد کے حصہ اور جزو کی طرح ہے۔

علامہ شامی نے فرمایا:

اگر معتکف اذان دینے کی غرض کے علاوہ مینار کے خارجی دروازے سے مینار پر چڑھا تو اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔ معلوم ہوا مینار پر فناء کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

زید کے دلائل سے ایک دلیل بہار شریعت کی ایک عبارت بھی ہے کہ ''آذان کہنے کیلئے منارہ پر جانا جبکہ منارہ پر جانے کیلئے باہر ہی سے راستہ ہو (تا) حاجت شرعی کے تحت مؤذن کو اجازت ہوگی''۔ (بہار شریعت)

بہار شریعت کی عبارت سے بھی زید کا استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ بہار شریعت کی عبارت علامہ شامی کی عبارت کا ترجمہ ہے، جس کی تفصیل گزر چکی ہے یہ کہ خارجی دروازہ سے آذان کی غرض سے مینار پر جانے کی معتکف کو اجازت ہے کیونکہ آذان حاجت شرعی ہے اور یہ بھی جبکہ مینار پر چڑھنے کا اندرونی دروازہ نہیں ہے۔ لہذا بلا حاجت شرعی معتکف اگر مینار کے خارجی دروازہ سے مینار پر چڑھے گا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔ اور اگر اندرونی دروازہ موجود اور مفتوح ہو تو بھی باہر کے دروازہ سے اذان کی غرض سے چڑھنے پر اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ لہذا

اس عبارت میں تو زید کے قول کا بطلان ہے۔ کیونکہ زید کہتا ہے مینار سے خارج چار دیواری تک فناء مسجد میں بلاضرورت خروج سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔

زید کے دلائل سے ایک دلیل فتاوی رضویہ میں ایک مدرسہ کے متعلق سوال کا جواب ہے۔ہم اس سوال اور جواب اور اس کی توضیح ذکر کر چکے ہیں زید کیلئے اس عبارت سے استدلال کرنے کی کوئی سبیل نہیں تفصیل گزر چکی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مساجد اور مدارس تعمیر کرنے اور آباد کرنے کے فضائل

قدیم زمانہ میں مساجد کے اندر دین کی تعلیم دی جاتی تھی گویا مساجد ہی مدارس تھے ہمارے دور میں مساجد اور مدارس الگ الگ تعمیر کئے جاتے ہیں لیکن مدارس کا اجر اور ثواب مساجد سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہے لہذا درج شدہ آیات اور احادیث مدارس دینیہ اور مساجد دونوں کے فضائل میں وارد ہیں۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ○ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ط وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ○ لِیَجْزِیَھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ط وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○ (سورۃ النور۲۴ آیت ۳۶، ۳۷، ۳۸)

ان گھروں میں جن کے متعلق حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ بلند کئے جائیں اور لیا جائے ان میں اللہ تعالیٰ کا نام۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ان گھروں میں صبح وشام وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتی تجارت اور خرید و فروخت یاد الٰہی سے اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے سے وہ ڈرتے ہیں اُس دن سے گھبرا جائیں گے جس میں دل اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی تاکہ جزا دے اُنہیں اللہ تعالیٰ ان کے بہترین اعمال کی اور اُس سے بھی زیادہ عطا فرمائے۔ انہیں اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے حساب۔

حدیث: مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ يُجَالِسُ رَبَّهُ۔ (قرطبی)

جو شخص مسجد میں بیٹھتا ہے بیشک وہ اپنے رب کا مجالس ہوتا ہے۔

حدیث: اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَشٰى اِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ اسْمُهُ تَعَالٰى عَبْدِىْ زَارَنِىْ وَعَلِىَّ قِرَاهُ وَلَنْ أَرْضٰى لَهُ قِرَى دُوْنَ الْجَنَّةِ۔ (قرطبی جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۵)

بیشک مومن جب مسجد کی طرف چلتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے، میرا بندہ میری زیارت کیلئے آیا ہے اس کی میزبانی میرے اوپر ہے میں اس کی میزبانی میں جنت کے علاوہ کوئی چیز ہرگز پسند نہیں کرونگا۔

حدیث: اِنَّ الْمَسَاجِدَ تُضِيْءُ لِاَهْلِ السَّمَآءِ كَمَا تُضِيْءُ النُّجُوْمُ لِاَهْلِ الْاَرْضِ. قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ (قرطبی)

بیشک مساجد آسمانوں کیلئے چمکتی ہیں جس طرح زمین والوں کیلئے ستارے چمکتے ہیں یہ ابن عباس کا قول ہے۔

حدیث: مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَلْيُحِبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ فَلْيُحِبَّ اَصْحَابِيْ وَمَنْ اَحَبَّ اَصْحَابِيْ فَلْيُحِبَّ الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَحَبَّ الْقُرْاٰنَ فَلْيُحِبَّ الْمَسَاجِدَ فَاِنَّهَا اَفْنِيَةُ اللّٰهِ اَبْنِيَتُهُ اَذِنَ اللّٰهُ فِيْ رَفْعِهَا وَبَارَكَ فِيْهَا مَيْمُوْنَةٌ مَيْمُوْنٌ اَهْلُهَا مَحْفُوْظَةٌ مَحْفُوْظٌ اَهْلُهَاهُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ وَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ حَوَائِجِهِمْ هُمْ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ و اللهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ۔ (قرطبی)

جو شخص اللہ عزوجل سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرے اور جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے صحابہ کے ساتھ محبت کرے اور جو شخص میرے صحابہ کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ قرآن کے ساتھ محبت کر ے اور جو شخص قرآن کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ مساجد کے ساتھ محبت کرے کیونکہ مساجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند کرنے کا حکم فرمایا اور ان میں برکتیں رکھیں۔ مساجدامن کی جگہ ہیں ،امن میں ہیں مساجد میں موجود ہونے والے۔مساجد محفوظ ہیں، محفوظ ہیں مساجد میں موجود ہونے والے۔وہ نماز میں ہوتے ہیں اور اللہ عزوجل ان کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے وہ مساجد میں ہوتے ہیں اور اللہ ان کے گھروں کی حفاظت فرماتا ہے۔

حدیث: فَفِي الْحَدِيْثِ اِنَّ الْمَسْجِدَ لَيَنْزَوِيْ مِنَ النَّجَاسَةِ كَمَا يَنْزَوِي الْجِلْدُ مِنَ النَّارِ۔ (قرطبی)

پس حدیث میں ہے مسجد نجاست سے سکڑ جاتی ہے جس طرح چمڑہ آگ سے سکڑ جاتا ہے۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخْرَجَ اَذًی مِنَ الْمَسْجِدِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ۔

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مسجد سے ایذا رساں چیز نکالی اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔

حدیث: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَّخِذَ الْمَسَاجِدَ فِی الدُّوَرِ وَاَنْ تُطَهَّرَ وَ تُطَیَّبَ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم گھروں میں مساجد بنائیں اور انہیں طیب اور طاہر رکھیں۔

مساجد کی تزئین قیامت کی علامات سے ہے

حدیث: عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَتَبَاهَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ لوگ مساجد کی تزئین میں فخر کریں گے۔

حدیث: قَالَ اَنَسٌ یَتَبَاهُوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا یَعْمُرُوْنَهَا اِلَّا قَلِیْلًا

حضرت انسؓ نے فرمایا لوگ مساجد کی تزئین کے ساتھ فخر کریں گے پھر انہیں آباد نہیں کریں گے مگر تھوڑا۔

حدیث: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصَارٰى۔

اور حضرت ابن عباسؓ فرمایا تم مساجد کی تزئین کرو گے جس طرح یہود و نصاری تزئین کرتے ہیں۔

حدیث: عَنْ اَبِىْ دَرْدَآءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَخْرَفْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ وَحَلَّيْتُمْ مَصَاحِفَكُمْ فَالدُّبَارُ عَلَيْكُمْ۔

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اپنی مساجد کو مزین کرو گے اور مصاحف کو زیورات پہناؤ گے پس ہلاکت ہوگی تمہارے اوپر (یعنی قیامت برپا ہوجائیگی)

تنبیہ: ذکر کردہ روایات میں مساجد کی تزئین قرب قیامت کی علامات سے بتائی گئی ہے تزئین سے منع نہیں کیا گیا لہذا مساجد کی تزئین باعث ثواب اور خیر کا عمل ہے ۔جس طرح امام مہدی کا پیدا ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قرب قیامت کی علامات میں سے ہے لیکن ان پاک نفوس کا وجود باعث خیر و برکت ہوگا اسی طرح مساجد اور مدارس کی تزئین خیر اور اجر وثواب کا عمل ہے۔

مساجد کی تعظیم اور تزئین کی روایات

حدیث: رُوِىَ عَنْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ بَنٰى مَسْجِدَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّاجِ وَحَسَّنَهٗ۔

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی مسجد کو ساگوان کی لکڑی (برما ٹیک) سے بنوایا اور خوبصورت بنوایا۔

حدیث: رُوِیَ عَنْ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَنَّهٗ نَقَّشَ مَسْجِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَالَغَ فِیْ عِمَارَتِهٖ وَ تَزْیِیْنِهٖ۔

عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی مسجد کو منقّش فرمایا (نقش ونگار سے زینت دی) اور مسجد کی عمارت اور تزئین میں مبالغہ فرمایا۔

حدیث: وَاِنَّ الْوَلِیْدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِکِ اَنْفَقَ فِیْ عِمَارَةِ مَسْجِدِ دَمِشْقَ وَ فِیْ تَزْیِیْنِهٖ مِثْلَ خِرَاجِ الشَّامِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

بیشک ولید بن عبد الملکؒ نے دمشق کی مسجد کی عمارت میں اور اس کی تزئین میں پورے شام کے خراج (ٹیکس، Tax) سے تین مرتبہ آمدنی کے برابر خرچ کیا۔

حدیث: اِنَّ سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ بَنٰی مَسْجِدَ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ وَبَالَغَ فِیْ تَزْیِیْنِهٖ۔

بیشک حضرت سلمان ابن داؤد علیہما الصلوۃ والسلام نے بیت المقدس کو بنوایا اور اس کی تزئین میں مبالغہ کیا۔

روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا تھا جب بُخت نصر نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور

یہودیوں کا بے دریغ قتل کیا بیت المقدس کو گرا کر سونے اور چاندی کی اینٹیں اپنے ساتھ لے گیا۔

حضرت امام خراسانی سے روایت ہے کہ بیت المقدس کی عمارت میں ایک ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک ایک اینٹ چاندی کی تھی جب بخت نصر لعین نے بیت المقدس کو خراب کیا تو اسی ریڑھیاں سونے کی اور چاندی کی روم لے گیا۔ (سبل الہدی والارشاد)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو بنایا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تینوں عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے ایسے فیصلے کرنے کا سوال کیا جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہوں اور ایسے ملک کا سوال کیا کہ ان کے بعد کسی کیلئے مناسب نہ ہو اور سوال کیا جو آدمی بیت المقدس میں نماز ادا کرنے کی نیت سے آئے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک پیدا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے دو سوال تو عطا کر دئے گئے امید ہے تیسرا سوال بھی عطا ہوگا۔

(سبل الہدی والارشاد)

حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کے متعلق کچھ بیان فرمائیں آپ نے فرمایا بیت المقدس حشر ونشر کی زمین ہے اس میں جا کر نماز پڑھو، کیونکہ بیت المقدس میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نماز کے برابر ہے۔ حضرت میمونہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے بیت المقدس پہنچنے کی طاقت نہ ہو؟۔ آپ فرمائیں میں کیا کروں۔ آپ ﷺ نے

فرمایا آپؐ بیت المقدس زیتون کا تیل بھیجیں تا کہ بیت المقدس میں روشنی کیلئے جلایا جائے جوشخص اس طرح کرے گا وہ بیت المقدس میں آنے والے شخص کی طرح ہوگا۔یعنی اسے ایک نماز کے بجائے ایک ہزار نماز کا ثواب ملے گا۔

(سبل الہدیٰ والارشاد)

مسجد کو بدبودار اشیاء سے بچایا جائے

حدیث: عَنِ ابْنِ عِمُرَ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكٍ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ (الثُّوْمِ) فَلاَ يَأْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں فرمایا جوشخص اس درخت (لہسن) سے کھالے وہ ہرگز مساجد میں نہ آئے۔

حدیث: وَفِىْ رَوَايَةٍ مَنْ أَكَلَ مِنَ الْبَصَلِ وَالثُّوْمِ وَالْكُرَاثِ فَلاَ يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ بَنُوْ اٰدَمَ۔

اور ایک اور روایت میں انہی سے ہے کہ جس شخص نے پیاز اور لہسن اور مولی کھالی پس وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو اُن چیزوں سے ایذاء پہنچتی ہے جن چیزوں سے بنی آدم کو ایذاء پہنچتی ہے۔

حدیث: اِنَّ الرَّجُلَ لِيَكْذِبَ الْكِذْبَةَ فَيَتَبَاعَدُ الْمَلَكُ مِنْ نَتْنِ رِيْحِهٖ۔

بیشک آدمی جھوٹ بولتا ہے، پس فرشتہ اس آدمی کی ہوا کی بدبو سے دور ہوجاتا ہے۔

مساجد قیامت کے سفر کو بجلی چمکنے کی مقدار میں طے کرلیں گی

حدیث: عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَسَاجِدِ الدُّنْيَا كَأَنَّهَا نَجَائِبُ بِيْضٌ قَوَائِمُهَا مِنَ الْعَنْبَرِ وَأَعْنَاقُهَا مِنَ الزَّعْفَرَانِ وَرَؤُسُهَا مِنَ الْمِسْكِ وَأَزِمَّتُهَا مِنَ الزَّبَرْجَدِ الْأَخْضَرِ وَقَوَّامُهَا الْمُؤَذِّنُوْنَ فِيْهَا يَقُوْدُوْنَهَا وَأَئِمَّتُهَا يَسُوْقُوْنَهَا وَعُمَّارُهَا مُتَعَلِّقُوْنَ بِهَا فَتَجُوْزَ عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ فَيَقُوْلُ أَهْلُ الْمَوْقِفِ هٰؤُلَاءِ مَلَائِكَةٌ مُقَرَّبُوْنَ وَأَنْبِيَاءٌ مُرْسَلُوْنَ فَيُنَادِىْ مَا هٰؤُلَاءِ بِمَلَائِكَةٍ وَلَا أَنْبِيَاءَ وَلٰكِنَّهُمْ أَهْلُ الْمَسَاجِدِ وَالْمُحَافِظُوْنَ عَلَى الصَّلَوَاتِ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن دنیا کی مساجد کو اللہ تعالیٰ لائے گا گویا وہ مساجد سفید اچھی اونٹنیاں ہونگیں، ان کے قدم عنبر سے ہونگے اور ان کی گردنیں زعفران سے ہونگی اور ان کے سر کستوری سے ہونگے اور ان کی مہاریں اور رسیاں سبز زبرجد کی ہونگی اور ان مساجد کے مؤذن ان کی رسیوں کو

تھامے مساجد کو کھینچ رہے ہونگے اور مساجد کے آئمہ مساجد کو ہانک رہے ہونگے اور مسجدوں کو آباد کرنیوالے مسجدوں کے ساتھ متعلق ہونگے اور ان پر سوار ہونگے قیامت کے میدانوں کو برق خاطف کی طرح عبور کریں گے۔میدان محشر کے لوگ کہیں گے، یہ ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین ہیں؟۔پس آواز دی جائے گی، یہ لوگ فرشتے اور انبیاء نہیں ہیں لیکن یہ لوگ اہل مساجد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے نمازوں کی حفاظت کرنے والے لوگ ہیں۔

مساجد میں بیع وشراء اور دیگر دنیاوی مشاغل سے اجتناب ضروری ہے

حدیث: عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِى الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ أَعْرَابِىٌّ فَقَامَ يَبُوْلُ فِى الْمَسْجِدِ، فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ مَهْ، فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ. فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ، ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلَحُ لِشَئْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذْرِ اِنَّمَا هِىَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَقِرْأَةِ الْقُرْاٰنِ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں تھے اچانک ایک اعرابی آیا اور مسجد میں پیشاب کرنا شروع کردیا۔ پس رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کہا رک رک جا پس رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا مت روکو اُسے پیشاب کرنے دو چھوڑو اسے ۔پس اس کو صحابہ کرام نے نہ روکا حتی کہ اس نے پیشاب کرلیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اعرابی کو بلایا اور اسے فرمایا یہ مساجد پیشاب اور گندگی سے کسی چیز کیلئے صلاحیت نہیں رکھتیں۔ بیشک یہ مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز اور قرآن کی قرأت کیلئے ہوتی ہیں۔

حدیث: جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِيْنَكُمْ وَسَلَّ سُيُوْفِكُمْ وَاِقَامَةَ حُدُوْدِكُمْ وَرَفْعَ اَصْوَاتِكُمْ وَخُصُوْمَاتِكُمْ وَأَجْمِرُوْهَا فِى الْجُمَعِ وَاجْعَلُوْا عَلٰى اَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ۔

اپنی مساجد کو اپنے بچوں سے اور اپنے پاگلوں سے اور اپنی تلواروں کو ننگا کرنے سے اور اپنی حدود قائم کرنے اور اپنی آوازوں کو بلند کرنے سے، اور اپنے جھگڑوں سے دور رکھو اور ان مساجد میں اجتماع کے وقت خوشبو لگاؤ اور ان کے دروازوں پر پانی کے لوٹے رکھو۔

مسجد میں داخل اور خارج ہوتے وقت دعائیں پڑھنے کے متعلق احادیث

حدیث: عَنْ اَبِىْ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ـ وَ اِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ

حضرت ابی اُسید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں داخل ہوتو کہے ''اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے'' اور مسجد سے نکلے تو کہے ''اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں''۔

ابوداؤد شریف میں ہے:۔

حدیث: اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

جس وقت تم میں سے کوئی ایک مسجد میں داخل ہو، پس نبی ﷺ پر سلام اورصلوۃ پڑھے، پھر کہے اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

حدیث: وَرَوَىٰ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَ اِذَا خَرَجَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَفَضْلِکَ۔

اور ابن ماجہ نے سیدۃ فاطمہ بنت رسول ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تھے تو آپ

فرماتے اللہ تعالیٰ کے نام سے اور سلام رسول اللہ پر اے اللہ میری امت کے گناہوں کی مغفرت فرما اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو آپ فرماتے اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ اور صلوٰۃ ہو اللہ تعالیٰ کے رسول پراے اللہ میری امت کے گناہوں کی مغفرت فرما اور فضل کے دروازے کھول دے۔

حدیث: عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ......... قَالَ فَاِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ حَفِظَ مِنِّىْ سَائِرَ الْيَوْمِ۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ بیشک وہ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے، تو فرماتے تھے میں امان چاہتا ہوں عظمت والے اللہ کے ساتھ اور کریم ذات کے ساتھ اور اس قدیم سلطنت والے کے ساتھ دھتکارے ہوئے شیطان سے۔آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی یہ کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ آدمی بقیہ دن کیلئے مجھ سے محفوظ ہوگیا۔

مشورہ: مسجد میں جب انسان داخل ہو یا خارج ہو اس کیلئے مناسب ہے کہ مذکورہ سب حدیثوں پر عمل کرے۔

مثلاً مسجد میں داخل ہوتے وقت کہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

اور خارج ہوتے وقت کہے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ۔

مسجد میں داخل ہونے کے بعد پہلا کام

حدیث: عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ أَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَجْلِسَ وَعَنْہُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَیْنَ ظَھْرَانَی النَّاسِ قَالَ فَجَلَسْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَرْکَعَ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ تَجْلِسَ فَقُلْتُ یَارَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأَیْتُکَ جَالِسًا وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ قَالَ فَاِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا یَجْلِسُ حَتّٰی یَرْکَعَ رَکْعَتَیْنِ۔

حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارا کوئی ایک مسجد میں داخل ہو پس وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت

نفل پڑھ لے۔اور اسی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ میں بھی بیٹھ گیا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لینے سے کس چیز نے منع کیا؟۔تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے میں بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہارا کوئی ایک مسجد میں داخل ہو دو رکعت ادا کرنے سے پہلے نہ بیٹھے۔

حدیث: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلاَ يَجْلِسُ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَاِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ بَيْتَهُ فَلاَ يَجْلِسُ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ مِّنْ رَكْعَتَيْهِ فِيْ بَيْتِهٖ خَيْرًا۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی ایک تمہارا مسجد میں داخل ہو پس نہ بیٹھے، یہاں تک کہ دو رکعت ادا نہ کرے اور جب تمہارا کوئی ایک اپنے گھر میں داخل ہو پس نہ بیٹھے حتی کہ دو رکعت ادا کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ دو رکعت کی وجہ سے اُس گھر میں خیر پیدا فرمائے گا۔

نوٹ: مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نفل تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے، لیکن داخل ہوتے ہی اگر آدمی سنت ادا کر لے یا جماعت میں شریک ہو جائے تو

اس کو تحیۃ المسجد کے نفل کا ثواب مل جائے گا اگر آدمی مکروہ اوقات میں داخل ہو مثلاً صبح صادق سے طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد مغرب تک تو نفل نہ پڑھے۔

مسجد میں روشنی کرنے کا ثواب

حدیث: رَوٰی سَعِیْدُ بْنُ زَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ أَبِیْ هِنْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَمَلَ تَمِیْمٌ...... یَعْنِیْ الدَّارِیَ...... مِنَ الشَّامِ اِلَی الْمَدِیْنَةِ قَنَادِیْلَ وَزَیْتًا وَمُقْطًا، فَلَمَّا اِنْتَهٰی اِلَی الْمَدِیْنَةِ وَافَقَ ذٰلِکَ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ فَأَمَرَ غُلَامًا یُقَالُ لَهٗ أَبُو الْبَزَادِ فَقَامَ فَنَشَطَ الْمُقْطَ وَعَلَّقَ الْقَنَادِیْلَ وَصَبَّ فِیْهَا الْمَاءَ وَالزَّیْتَ وَجَعَلَ فِیْهَا الْفَتِیْلَ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ أَبَا الْبَزَادِ فَأَسْرَجَهَا، وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَاِذَا هُوَ بِهَا تَزْهَرُ، فَقَالَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ قَالُوْا تَمِیْمُ الدَّارِیُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَوَّرْتَ الْاِسْلَامَ نَوَّرَ اللّٰهُ عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ أَمَا اَنَّهٗ لَوْ کَانَتْ لِیْ اِبْنَةٌ لَزَوَّجْتُکَهَا قَالَ نَوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ لِیْ اِبْنَةٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ تُسَمَّی الْمُغِیْرَةَ بِنْتَ نَوْفَلَ فَافْعَلْ بِهَا مَا أَرَدْتَّ فَأَنْکَحَهٗ اِیَّاهَا۔ (قرطبی سورۃ نور جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۴)

سعید بن زبان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھے اپنے باپ سے، اُنکو

اپنے باپ نے ،انہوں نے میرے دادا سے انہوں نے ابی ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کیا ہے کہ تمیم داری نے شام سے مدینہ منورہ کیلئے قندیل اورزیتون کا تیل اور قندیل لٹکانے کی رسیاں اٹھائیں، جب وہ مدینہ پہنچے تو اتفاق سے وہ جمعہ کی رات تھی، پس تمیم داری نے اپنے غلام کو جس کا نام ابو البزاد تھا کو حکم دیا وہ اٹھا اُس نے رسیاں کھولیں اور قنادیل کو لٹکا دیا اور قندیلوں میں پانی اور تیل ڈالا اور اُن میں جلنے کیلئے دھاگے ڈالے۔ پس جب سورج غروب ہوا ابو البزاد کو حکم دیا ،اُس نے قِندیلیں روشن کردیں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو مسجد ان قندیلوں سے جگمگ روشن تھی۔پس آپ ﷺ نے فرمایا یہ کس نے کیا؟ ۔صحابہ کرام نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ تمیم داری نے، پس آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اسلام کو منور کیا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں تیرے اوپر نور برسائے اگر میری بیٹی ہوتی تو اُس کا تیرے ساتھ نکاح کردیتا۔نوفل ابن حارث رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیٹی موجود ہے جس کا نام مغیرۃ بنت نوفل ہے آپ ﷺ میری بیٹی کیلئے جو ارادہ فرمائیں وہ کرلیں۔تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کی بیٹی کا تمیم داری کے ساتھ نکاح کردیا۔

حدیث: أَبُـوُ هِـنْـدٍ مَوْلٰی بَنِی بَیَاضَةَ حَجَّامُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰـهُ عَلَیْـهِ وَسَلَّـمَ. رَوَی ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْـخُدْرِیْ قَالَ أَوَّلُ مَنْ أَسْـرَجَ فِی الْـمَسَاجِدِ تَمِیْمُ الدَّارِیُ۔

راوی ابو ہند بنی بیاضہ کا غلام رسول اللہ ﷺ کا حجام ہے۔ اور ابن ماجہ سے ابو سعید خدری نے روایت کیا انہوں نے کہا اول اور پہلا شخص ان لوگوں کا جنہوں نے مسجد میں چراغ جلائے وہ تمیم داری ہیں۔

حدیث: رُوِیَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَسْرَجَ فِیْ مَسْجِدٍ سِرَاجًا لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَةُ وَحَمَلَةُ الْعَرْشِ یُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ مَا دَامَ ذٰلِکَ الضَّوْءُ فِیْهِ وَاِنَّ کَنْسَ الْمَسْجِدِ نَقْدُ الْحُوْرِ الْعِیْنِ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ بیشک نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مسجد میں چراغ جلایا ہمیشہ ملائکہ اور حاملینِ عرش اُس آدمی کیلئے رحمت کی دعا اور استغفار کرتے رہیں گے جب تک وہ روشنی اس مسجد میں ہوگی اور بیشک مسجد سے (صاف کردہ) تنکے سفید چمکتے رنگ والی بڑی آنکھوں اور سرمئی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہوگا۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ وَیَسْتَحِبُّ أَنْ یُنَوَّرَ الْبَیْتُ الَّذِیْ یُقْرَأُ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ بِتَعْلِیْقِ الْقَنَادِیْلِ وَنَصْبِ الشُّمُوْعِ فِیْهِ، وَیُزَادُ فِیْ شَهْرِ رَمْضَانَ فِیْ أَنْوَارِ الْمَسَاجِدِ۔

علماء نے فرمایا جس گھر میں قرآن پڑھا جائے اس گھر کو قندیلوں کے لٹکانے کے ساتھ اور اس میں شمعیں نصب کرنے کیساتھ روشن کرنا مستحب ہے اور رمضان المبارک کے مہینہ میں مسجد کی روشنیوں کو بڑھادیا جائے۔

تَفْسِیْر یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ...... رِجَالٌ هُمُ الْمُرَاقِبُوْنَ أَمْرَ اللّٰهِ الطَّالِبُوْنَ رَضَاءَ هٗ، الَّذِیْنَ لَا یَشْغَلُهُمْ عَنْ صَلٰوةٍ وَ ذِکْرِ اللّٰهِ شَیْءٌ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں کہ وہ رجال تسبیح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے گھروں میں صبح وشام سے مراد ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کو نماز اور اللہ کے ذکر کرنے سے دنیا کے امور سے کوئی چیز نہیں روکتی۔

قَالَ کَثِیْرٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فِیْ أَهْلِ الْاَسْوَاقِ الَّذِیْنَ اِذَا سَمِعُوا النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ تَرَکُوْا کُلَّ شُغْلٍ وَبَادَرُوْا۔

صحابہ کرام سے کثیر صحابہ کرام نے فرمایا یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو دکاندار ہیں بازاروں میں کاروبار کر رہے ہوتے ہیں جب نماز کے لئے اذان سنتے ہیں سارے کام چھوڑ دیتے ہیں اور جماعت میں شرکت کے لئے جلدی کرتے ہیں۔

وَهُمْ مُقْبِلُوْنَ اِلَی الصَّلَاةِ فَقَالَ سَالِمٌ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْلِهٖ لَا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ۔

اور وہ نماز کی طرف متوجہ ہوتے ہیں پس سالم نے کہا یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے اپنے قول سے ارادہ فرمایا کہ انہیں تجارت اور بیع اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہیں روکتی۔

مسجد کی طرف جانے کی فضیلت

حدیث: عَنْ أَبِی أُمَامَةَ أَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ مُتَطَھِّرًا اِلٰی صَلَاۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ فَأَجْرُہٗ کَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلٰی تَسْبِیْحِ الضُّحَا لَا یَنْصِبُہٗ اِلَّا اِیَّاہُ فَأَجْرُہٗ کَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وَصَلَاۃٌ عَلٰی اِثْرِ صَلَاۃٍ لَّا لَغْوَ بَیْنَھُمَا کِتَابٌ فِیْ عِلِّیِّیْنَ. خَرَجَ عَنْ بُرَیْدَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

ابو امامہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز ادا کرنے کیلئے نکلا پس اس کا اجر احرام کے ساتھ حج کرنے والے کی طرح ہے اور جو شخص اشراق یا چاشت کی نماز کیلئے نکلا پس نہیں نکالا اس کو مگر اسی نماز نے تو اس کا اجر عمرہ کرنے والے کی طرح ہے اور نماز کے بعد نماز جن کے درمیان لغوبات نہ ہو وہ علیین میں لکھی جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے آپ نے فرمایا مساجد کی طرف تاریکی میں چلنے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی خبر دو۔

حدیث: عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ أَوْرَاحَ أَعَدَّ اللّٰہُ لَہٗ نُزُلاً فِی

الْـجَـنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْرَاحَ وَفِيْ غَيْرِ صَحِيْحٍ مِنَ الزِّيَادَةِ كَـمَـا أَنَّ أَحَـدَكُـمْ لَوْزَارَ مَنْ يُحِبُّ زِيَارَتَهٗ لَاَجْتَهَدَ فِيْ كَرَامَتِهٖ۔

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص مسجد کی طرف صبح یا شام کے وقت گیا اُس کیلئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں کھانے تیار کر رکھے ہیں جب بھی وہ صبح یا شام مسجد جائے گا۔اور صحیحین کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں کچھ زائد الفاظ ہیں، ان کتابوں میں ہے جس طرح ایک تمہارا اگر اُس شخص کی زیارت کرے جس کی زیارت کو پسند کرتا ہے وہ اس کی عزت واحترام میں مبالغہ کرے گا۔

حدیث: فِيْ صَحِيْحِ الْمُسْلِمِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَـعَـالـىٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَـنْ تَـطَـاهَـرَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ مَشٰى اِلٰى بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ لِيَـقْـضِـيَ فَـرِيْـضَـةً مِـنْ فَـرَائِـضِ الـلّٰـهِ كَانَتْ خَطْوَتَاهُ اَحْدُهُمَا تَحِطُّ خَطِيْئَتَهٗ وَالْاُخْرٰى تَرْفَعُ دَرْجَتَهٗ۔

صحیح مسلم میں ابی ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے گھر میں طہارت حاصل کی پھر اللہ تعالیٰ کے گھروں سے ایک گھر کی طرف چلا تا کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض سے کوئی فریضہ ادا کرے، اس کے دونوں قدموں سے ایک قدم اس کے گناہ گرائے گا اور دوسرا قدم اس کے درجے بلند کرے گا۔

حدیث: عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَزِیْدُ عَلٰی صَلَاتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَصَلَاتُهٗ فِیْ سُوْقِهٖ بِضْعًا وَعِشْرِیْنَ دَرَجَةً وَذٰلِکَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَی الْمَسْجِدَ لَا یَنْحَضِرُهٗ اِلَّا الصَّلَاةُ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوةُ فَلَمْ یَخُطَّ خَطْوَةً اِلَّا رَفَعَ لَهٗ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةً حَتّٰی یَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ مَسْجِدًا کَانَ فِی الصَّلَاةِ مَا کَانَتِ الصَّلَاةُ هِیَ تَحْبِسُهٗ وَالْمَلَائِکَةُ یُصَلُّوْنَ عَلٰی أَحَدِکُمْ مَا دَامَ فِیْ مَجْلِسِهِ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْهِ یَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَیْهِ مَالَمْ یُؤْذِ فِیْهِ مَالَمْ یَحْدِث فِیْهِ ۔فِیْ رَوَایَةٍ مَا یَحْدِث؟ قَالَ یَفْسُوْ أَوْ یَضْرِطُ۔

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کی نماز جماعت میں اُس کے گھر میں نماز پڑھنے سے اور اُس کے بازار میں نماز پڑھنے سے ستائیس 27 درجہ زائد ہوتی ہے اور یہ اس لئے کہ بیشک ایک تمہارا جس وقت وضو کرتا ہے پس اچھا وضو کرتا ہے پھر مسجد میں آتا ہے مسجد میں اس کو نماز ہی لاتی ہے نہیں ارادہ کرتا مگر نماز کا، پس نہیں قدم اُٹھاتا مگر اللہ تعالیٰ قدم کے ساتھ اس کیلئے درجہ بلند کرتا ہے اور قدم کے ساتھ اس کے گناہ گرا دیتا ہے حتی کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے، پس جس وقت مسجد میں داخل ہوتا ہے وہ نماز

میں ہی ہوتا ہے جب تک نماز اس کو روکے رکھتی ہے اور فرشتے تمہارے ایک پر صلوۃ بھیجتے ہیں جب تک وہ اس مجلس میں ہوتا ہے جس میں اس نے نماز پڑھی۔ وہ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ اس کی مغفرت فرما اس کی توبہ قبول فرما جب تک وہ کسی کو ایذاء نہیں پہنچاتا جب تک وہ بے وضو نہیں ہوتا اور ایک روایت میں ہے بے وضو ہونا آہستہ ہوا خارج کرنا ہے یا آواز کے ساتھ۔

حدیث: قَالَ حَكِيمُ ابْنُ زُرَيْقٍ قِيْلَ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَحُضُوْرُ الْجَنَازَةِ أَحَبُّ اِلَيْكَ أَمِ الْجُلُوْسُ فِي الْمَسْجِدِ؟ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ، وَالْجُلُوْسُ فِي الْمَسْجِدِ أَحَبُّ اِلَيَّ لِأَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ۔

حکیم بن زریق نے کہا حضرت سعید ابن مسیّب کو کہا گیا آپ کے نزدیک نماز جنازہ میں حاضر ہونا زیادہ پسندیدہ ہے یا مسجد میں بیٹھنا پس آپ نے فرمایا وہ شخص جس نے جنازہ کی نماز پڑھی پس اس کیلئے ایک قیراط ہے اور جو شخص جنازہ کے دفن میں حاضر رہا اس کیلئے دو قیراط ہیں حالانکہ مسجد میں بیٹھے رہنا میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ ملائکہ کہتے ہیں اے اللہ اس کی مغفرت فرما اے اللہ اس پر رحم فرما اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما۔

حدیث: رُوِيَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُمَيْرٍ صَاحِبِ رَسُوْلِ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُوْنُوْا فِي الدُّنْيَا أَضْيَافًا وَاتَّخِذُوا الْمَسَاجِدَ بُيُوْتًا وَعَوِّدُوْا قُلُوْبَكُمُ الرِّقَّةَ وَأَكْثِرُوْا التَفَكُّرَ وَالْبُكَاءَ وَلَا تَخْتَلِفُ بِكُمُ الْأَهْوَاءُ تَبْنُوْنَ مَالَمْ تَسْكُنُوْنَ وَتَجْمَعُوْنَ مَالَا تَأْكُلُوْنَ وَتُؤَمِّلُوْنَ مَالَا تُدْرِكُوْنَ۔

حضرت حکم بن عمیرؓ رسول اللہ ﷺ کے صاحب سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میں تم مہمان بنے رہو اور مسجدوں کو گھر بناؤ اور دلوں کو رقت کا خوگر بناؤ، اور فکر اور رونے کی کثرت کرو اور تمہاری خواہشات تمہارے ساتھ نہ گھومیں تم ایسے گھر بناتے ہو جن میں رہ نہیں سکو گے اور تم ایسا مال جمع کرتے ہو جس کو کھا نہیں سکو گے اور ایسی چیزون کی امید رکھتے ہو جس کو تم پا نہیں سکو گے۔

حدیث: قَالَ اَبُوْ دَرْدَآءِ لِاِبْنِهٖ لِيَكُنِ الْمَسْجِدُ بَيْتَكَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَسَاجِدَ بُيُوْتُ الْمُتَّقِيْنَ وَمَنْ كَانَتِ الْمَسَاجِدُ بَيْتَهٗ ضَمِنَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ الرَّوْحَ وَالرَّاحَةَ وَالْجَوَازَ عَلَى الصِّرَاطِ۔

حضرت ابو درداء نے اپنے بیٹے سے فرمایا ضرور چاہئے کہ مسجد تیرا گھر ہو، بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا بیشک

مساجد متقی لوگوں کیلئے گھر ہیں اور وہ شخص جس کا گھر مساجد ہوں اللہ تعالیٰ اس کیلئے خوشی اور راحت اور پل صراط پر گزرنے کا ضامن ہے۔

حدیث: وَقَالَ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ بَلَغَنِیْ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ اِنِّیْ أَهِمُّ بِعَذَابِ عِبَادِیْ فَأَنْظُرُ اِلٰى عُمَّارِ الْمَسَاجِدِ وَجُلَسَاءِ الْقُرْاٰنِ وَوِلْدَانِ الْاِسْلَامِ فَيَسْكُنُ غَضَبِیْ۔

اور حضرت مالک بن دینارؒ نے فرمایا مجھے یہ بات پہنچی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک میں اپنے بندوں کے عذاب کا ارادہ کرتا ہوں پس مساجد کے آباد کرنے والے اور قرآن کی تلاوت کیلئے بیٹھنے والے اور اسلام کی تربیت پانے والے بچوں کو دیکھتا ہوں پس میرا غضب رک جاتا ہے۔

حدیث: وَرُوِیَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ سَيَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَّأْتُوْنَ الْمَسَاجِدَ فَيَقْعُدُوْنَ فِيْهَا حَلَقًا حَلَقًا ذِكْرُهُمُ الدُّنْيَا وَحُبُّهَا فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ بِهِمْ حَاجَةٌ. وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ مَنْ جَلَسَ فِیْ مَسْجِدٍ فَاِنَّمَا يُجَالِسُ رَبَّهٗ فَمَا حَقُّهٗ اَنْ يَّقُوْلَ اِلَّا خَيْرًا۔

رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا عنقریب آخر زمانے میں کچھ آدمی مساجد میں آئیں گے مساجد میں حلقے بنا کر بیٹھیں گے ان کا ذکر دنیا اور اس کی محبت ہوگی، پس ان کے ساتھ نہ

بیٹھو، اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت نہیں۔ اور حضرت سعید ابن میسّب ؒ نے فرمایا جو شخص مسجد میں بیٹھتا ہے پس بیشک وہ اپنے رب کے ساتھ بیٹھتا ہے پس اسے حق نہیں کہ خیر کے علاوہ کوئی بات کرے۔

حدیث: وَفِی الْخَبْرِ أَنَّ مَسْجِدًا اِرْتَفَعَ بِأَهْلِهٖ اِلَی السَّمَآءِ يَشْكُوْهُمْ اِلَی اللّٰهِ لِمَا يَتَحَدَّثُوْنَ فِيْهِ مِنْ أَحَادِيْثِ الدُّنْيَا۔

اور خبر میں ہے بیشک مسجد اپنے اہل کے ساتھ آسمان پہ جا کے اللہ تعالیٰ سے ان لوگوں کی دنیاوی باتوں کی شکایت کرتی ہے جو لوگ مسجد میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں۔

حدیث: رَوَى الدَّارَ قُطْنِیُ عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِقْتَرَابِ السَّاعَةِ أَنْ يُرٰى الْهِلَالُ قُبُلاً فَيُقَالُ لِلَيْلَتَيْنِ وَأَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ طُرُقًا وَأَنْ يَظْهَرَ مَوْتُ الْفُجَاةِ۔

دار قطنی سے روایت ہے وہ عامر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ چاند کی رؤیت کا اعلان رؤیت سے پہلے کر دیا جائے گا کہا جائے گا کہ آج دو رات کا چاند ہے اور مساجد میں راستے نکالے جائیں گے، اور موت کا اچانک واقع ہونا غالب ہو جائے گا۔

حدیث: وَفِیْ بُخَارِیْ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّفِیْ شَیْءٍ مِنْ مَّسَاجِدِنَا أَوْ

أَسْوَاقِنَا بِنَبَلٍ فَلْيَأْخُذْ عَلٰى نِصَالِهَا لَا يَعْقِرُ بِكَفِّهٖ مُسْلِمًا۔

اور بخاری میں حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہماری مساجد سے یا ہمارے بازاروں سے نیزوں کیساتھ گزرے پس وہ نیزے کے پھل کو پکڑ رکھے تاکہ کسی مسلمان کو زخمی نہ کردے۔

حدیث: وَفِیْ مُسْلِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔

اور مسلم شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد میں بلغم گرانا گناہ ہے، اور اس کا کفارہ اس کا دفن کرنا اور صاف کرنا ہے۔

حدیث: وَعَنْ أَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ أَعْمَالُ أُمَّتِیْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِیْ مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْاَذٰی يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَ وَجَدْتُ فِیْ مَسَاوِیْ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةُ تَكُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ۔

حضرت ابی ذرؓ سے روایت کی گئی ہے، اُنہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ نے فرمایا میرے سامنے میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے میں نے اپنی امت کے اچھے اعمال میں

راستوں سے ایذاء رسان اشیاء کا دور کرنا پایا اور اپنی امت کے برے
اعمال میں مسجد میں بلغم گرانا جس کو دفن نہ کیا گیا ہو پایا۔

مندرجہ بالا روایات مساجد اور مدارس کے فضائل کے سلسلہ میں ہم نے تفسیر قرطبی سے نقل کیں ہیں۔ ضرورت ہو تو تفسیر قرطبی ملاحظہ فرمائیں۔

مسجد کے آداب اور حقوق

☆ مسجد میں داخل ہونے سے پہلے موبائل فون سائلنٹ (بے آواز) کر دیا جائے یا بند کر دیا جائے۔ تاکہ نماز پڑھنے والوں کو نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

☆ داخل ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ پڑھا جائے۔

☆ خارج ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ۔

☆ اگر مسجد میں لوگ ہوں تو انہیں سلام کرنا اگر لوگ نہ ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ پڑھنا مستحب ہے۔

☆ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیة المسجد پڑھنا مستحب ہے۔ اگر سنت پڑھ لیں یا مسجد میں داخل ہوتے ہی جماعت میں شرکت ہو جائے تو تحیة المسجد کا ثواب مل جاتا ہے اور اگر مکروہ وقت ہو تو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھنے سے تحیة المسجد کے نوافل کا ثواب مل جاتا ہے گا۔

☆ تیراور تلوار اور نیزہ اور اسلحہ ننگا نہ لے جانا مسجد کے آداب سے ہے۔

☆ فقہاء کرام نے فرمایا گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنا مناسب نہیں ہے، مگر موجودہ دور میں آبادی کی کثرت ہے، اور محلّہ یا گاؤں میں صرف مساجد میں اسپیکر (Speaker) کا انتظام ہوتا ہے اس لئے اگر گم شدہ اشیاء کا اعلان دوسری جگہوں پر نہ ہو سکے تو مساجد میں اعلان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام میں انسانی مال کی اہمیت مسجد میں اعلان کرنے سے زیادہ ہے، اور مسلمانوں کی ابتلاء باعث تخفیف ہوتی ہے۔

☆ مساجد میں کسی مسلمان کی وفات کی اطلاع دینا اور نمازِ جنازہ کیلئے اعلان کرنا جائز ہے۔

☆ اللہ تعالٰی کے ذکر کے بغیر آواز بلند نہ کرنا مسجد کے آداب سے ہے۔

☆ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا خصوصا ایسی باتیں کرنا جن میں گناہ لازم آتا ہو سخت منع ہے۔

☆ لوگوں کی گردنیں پھلانگنا سخت منع ہے۔

☆ مسجد میں بیٹھنے کیلئے جگہ کا جھگڑا کرنا سخت منع ہے۔ جو پہلے آئے پہلے پائے، مسجد میں محمود و ایاز سب برابر ہیں۔

☆ صف میں کسی پر تنگی کرنا منع ہے۔ لوگ پہلی صفوں میں دو آدمیوں کے درمیان گھس جاتے ہیں جس سے دونوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ لہذا اگر کھلے ہو کر تیسرے آدمی کھڑے ہونے کی پہلی صف میں جگہ نہ ہو تو اس میں گھسنا منع ہے۔

☆ نمازی کے آگے گزرنا منع ہے۔ لیکن اگر سترہ یا کوئی آدمی نماز پڑھنے والے کے آگے موجود ہو یا بڑی مساجد میں تین صفوں کی مقدار کے بعد گزرنا

ہوتو یہ جائز ہے آج کل اکثر بڑے شہروں کی مساجد بڑی ہوتی ہیں اور یہ حکم بڑی مساجد کا ہے۔موجودہ دور میں نماز پڑھنے والوں کی کثرۃ اور مختلف حاجتوں کے لئے لوگوں کا مسجد سے جلدی جانا ایک ایسا امر ہے جس کی وجہ سے مسبوقین کے آگے گزرنے کا تین صفوں کی چوڑائی کی مقدار کے بعد ہر بڑی مسجد میں جائز ہونا چاہئے۔

☆ مسجد میں تھوکنا اور بلغم نکالنا منع ہے۔
☆ انگلیوں کے چٹخارے نکالنا منع ہے۔
☆ جسم کے کسی حصہ سے کھیلنا منع ہے۔
☆ نجاست اور بچوں اور پاگلوں سے مسجد کو پاک رکھنا ضروری ہے۔

مساجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت

حدیث: عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوۃِ اَبْعَدُھُمْ فَاَبْعَدُھُمْ مَمْشًی وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی یُصَلِّیَھَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ۔(مشکوۃ شریف)

حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز میں عظیم تر اجر پانے والا لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو ان میں سے مسجد سے زیادہ دور ہو پھر وہ جو زیادہ دور ہو اور وہ شخص جو نماز کی انتظار میں ہے حتی کہ اس نے نماز امام کے ساتھ پڑھی اس کا اجر عظیم تر ہے اس آدمی سے جس نے نماز پڑھ لی اور سو گیا۔

حدیث: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا وَلَوْ کَمِفْحَصِ قَطَاۃٍ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَھٰذِہِ الْمَسَاجِدُ الَّتِیْ بِطَرِیْقِ مَکَّۃَ قَالَ وَتِلْکَ۔ (مرقاۃ)

حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کیلئے مسجد بنائی اگرچہ تیتر یا بٹیر کے گھونسلے کے برابر اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی مساجد جو مکہ مکرمہ کے راستے میں ہیں؟ آپ نے فرمایا! ہاں۔

حدیث: عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ ۔(مشکوۃ)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کیلئے مسجد بنائی اس کیلئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا. (مشکوۃ)

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب شہروں سے اللہ تعالیٰ کیلئے محبوب ترین جگہیں شہروں کی مساجد ہیں اور شہروں کی مبغوض ترین جگہیں اللہ تعالیٰ کیلئے بازار ہیں۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

اللّٰہِ ﷺ سَبْعَةٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَءَۃٌ ذَاتِ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ. (مشکوۃ)

حضرت ابو ہریرۃ ؓ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا سایہ عطا فرمائے گا جس دن سوائے اس کی رحمت کے سایہ کے کسی چیز کا سایہ نہیں ہوگا۔ عدل کرنے والا بادشاہ اور وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبات میں جوانی گزار دی اور وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ اُس وقت معلق رہتا ہے جب وہ مسجد سے خارج ہوتا ہے حتی کہ واپس آتا ہے اور وہ دو آدمی جو باہم اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت کرتے ہیں محبت پر جمع اور جدا ہوتے ہیں اور وہ مرد جو اللہ کے عذاب کو خلوت میں یاد کرتا ہے پس اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ جاتے ہیں اور وہ مرد جس کو حسن اور منصب والی عورت گناہ کی دعوت دیتی ہے پس وہ کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور وہ مرد جو صدقہ کرتا ہے پس اس کو چھپاتا ہے حتی کہ اس کا بایاں (ہاتھ) نہیں جانتا کہ اسکے دائیں (ہاتھ) نے کیا خرچ کیا۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا

قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلاَ يَبْصَقْ اَمَامَهٗ فَاِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَا دَامَ فِيْ مُصَلاَّهُ وَلاَ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَاِنَّ عَنْ يَمِيْنِهٖ مَلَكًا وَلْيَبْصَقْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ فَيَدْفَنُهَا۔ (مشکوۃ)

حضرت ابی ہریرۃؓ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارا ایک نماز کیلئے کھڑا ہو آگے نہ تھوکے۔ بیشک وہ اللہ کے ساتھ خفیہ گفتگو کر رہا ہوتا ہے جب تک نماز کی جگہ ہوتا ہے اور اپنے دائیں نہ تھوکے کیونکہ اس کے دائیں فرشتہ ہوتا ہے اور اپنے بائیں تھوکے یا اپنے قدم کے نیچے تھوکے پھر اس کو دفن کر دے۔

حدیث: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْن قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لَنَا فِي الْاِخْتِصَاءِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصِيَ وَلاَ مَنِ اخْتَصٰى اِنَّمَا خِصَاءُ اُمَّتِيْ الصِّيَامُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّنَا فِي السَّيَاحَةِ فَقَالَ اِنَّ سَيَاحَةَ اُمَّتِي الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ ائْذَنْ لَّنَا فِي التَرَهُّبِ فَقَالَ اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِيْ الْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارَ الصَّلٰوةِ۔ (مشکوۃ)

حضرت عثمان بن مظعون سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمیں خصی ہونے کی اجازت فرمائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم سے وہ شخص نہیں جو خصی کرتا ہے یا خصی ہوتا ہے بیشک میری امت کیلئے خصی ہونا روزے رکھنا ہی ہے۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا ہمیں آپ ﷺ سیاحت کی اجازت فرمائیں پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بیشک میری اُمت کی سیاحت اللہ تعالیٰ کے راستوں میں جہاد ہی ہے۔
پھر حضرت عثمانؓ نے عرض کی، ہمیں آپ (ﷺ) راہب بننے کی اجازت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کی رہبانیت مساجد میں نماز کی انتظار میں بیٹھنا ہے۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلاثَۃٌ کُلُّھُمْ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ حَتّٰی یَتَوَفَّاہُ فَیُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ اَوْ یُرُدُّ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَ غَنِیْمَۃٍ وَرَجُلٌ رَاحَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ وَرَجُلٌ دَخَلَ بَیْتَہٗ بِسَلَامٍ۔ (مشکوۃ)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی اللہ تعالیٰ کی ضمان اور حفاظت میں ہیں وہ مرد جو جہاد کیلئے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلا پس وہ اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت میں ہے یہاں تک کہ اس کو اللہ تعالیٰ وفات دے پھر اس کو جنت میں داخل کرے یا اس کو اجر اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹائے اور وہ مرد جو مسجد کی طرف گیا پس وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے، اور وہ مرد جو گھر میں سلام کر کے داخل ہوا۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَا الرَّتْعُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (مشکوۃ)

حضرت ابو ہریرۃ ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو باغوں سے پھل کھایا کرو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ جنت کے باغ کون سے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مساجد۔ عرض کی گئی پھل کھانا کیا ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا مساجد میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھنا پھل کھانا ہے۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ اِنَّ حِبْرًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْبُقَاعِ خَیْرٌ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ اَسْكُتُ حَتّٰی يَجِیْءَ جِبْرَئِيْلُ فَسَأَلَ فَقَالَ مَاالْمَسْؤُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ اَسْئَلُ رَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ يَامُحَمَّدُ اِنِّیْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰهِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْهُ قَطُّ قَالَ وَكَيْفَ كَانَ يَاجِبْرَئِيْلُ قَالَ كَانَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُوْرٍ فَقَالَ شَرُّالْبُقَاعِ اَسْوَاقُهَا وَخَيْرُ الْبُقَاعِ مَسَاجِدُهَا۔ (مشکوۃ)

حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا بیشک یہود سے ایک عالم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کونسی جگہیں بہتر ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور اس یہودی عالم سے فرمایا خاموش رہو حتیٰ کہ جبرائیل ؑ حاضر ہوئے پس رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل سے سوال کیا جبرئیل نے عرض کیا میں آپ ﷺ سے زیادہ نہیں جانتا لیکن اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے پوچھوں گا پھر جبرئیل نے عرض کیا اے

حضرت ابو ہریرۃ ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو باغوں سے پھل کھایا کرو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ جنت کے باغ کون سے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مساجد۔ عرض کی گئی پھل کھانا کیا ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا مساجد میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا پھل کھانا ہے۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ اِنَّ حِبْرًا مِّنَ الْیَھُوْدِ سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْبُقَاعِ خَیْرٌ؟ فَسَکَتَ عَنْہُ وَقَالَ اُسْکُتُ حَتّٰی یَجِیْءَ جِبْرَئِیْلُ فَسَأَلَ فَقَالَ مَاالْمَسْؤُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰکِنْ اَسْئَلُ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِیْلُ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰہِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْہُ قَطُّ قَالَ وَکَیْفَ کَانَ یَاجِبْرَئِیْلُ قَالَ کَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُوْرٍ فَقَالَ شَرُّالْبُقَاعِ اَسْوَاقُھَا وَخَیْرُ الْبُقَاعِ مَسَاجِدُھَا۔ (مشکوۃ)

حضرت ابو امامۃ ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا بیشک یہود سے ایک عالم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کونسی جگہیں بہتر ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور اس یہودی عالم سے فرمایا خاموش رہو حتیٰ کہ جبرائیل ؑ حاضر ہوئے پس رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل سے سوال کیا جبرئیل نے عرض کیا میں آپ ﷺ سے زیادہ نہیں جانتا لیکن اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے پوچھوں گا پھر جبرئیل نے عرض کیا اے

کپڑے کے ایک حصے کو دوسرے حصے کیساتھ مسل دیا پھر فرمایا! یا اس طرح کرے۔

حدیث: عَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّ رَجُلاً اَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِی الْقِبْلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِقَوْمِهٖ حِیْنَ فَرَغَ وَلَا یُصَلِّیْ لَکُمْ فَاَرَادَ بَعْدَ ذَالِکَ اَنْ یُّصَلِّیَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَکَرَ ذَالِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّکَ قَدْ اٰذَیْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (مشکوۃ)

حضرت سائب ابن خلادؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے ایک آدمی ہیں انہوں نے کہا بیشک ایک آدمی نے ایک قوم کو امامت کرائی اور قبلہ میں تھوک دیا حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم سے فرمایا جب وہ فارغ ہوگیا یہ شخص تمہیں نماز نہ پڑھائے پھر اس شخص نے اپنی قوم کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو اس کی قوم نے اس کو منع کردیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کی اس کو خبر دی اس شخص نے اس بات کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا (یعنی کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا !ہاں۔ راوی کہتا ہے مجھے گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تو نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء پہنچائی ہے۔

حدیث: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ الظُّھْرَ فَتَفَلَ بِالْقِبْلَۃِ وَھُوَ یُصَلِّیْ لِلنَّاسِ فَلَمَّا کَانَ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ اَرْسَلَ اِلٰی اٰخَرَ فَاَشْفَقَ الرَّجُلُ الْاَوَّلُ فَجَآءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْزِلَ فِیَّ شَیْءٌ قَالَ لَاوَلٰکِنَّکَ تَفَلْتَ بَیْنَ یَدَیْکَ وَاَنْتَ تَؤُمُّ النَّاسَ فَاٰذَیْتَ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ (مرقاۃ)

حضرت عبداللہ ابن عمرو سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد کو حکم فرمایا لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائے اس نے قبلہ کی طرف تھوکا حالانکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہا تھا جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے دوسرے آدمی کی طرف نماز پڑھانے کا حکم بھیجا پہلا شخص گھبرا گیا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے حق میں کوئی وحی نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن تو نے اپنے سامنے (قبلہ کی طرف) تھوکا حالانکہ تو لوگوں کو نماز پڑھا رہا تھا تو نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو ایذاء پہنچائی ہے۔

حدیث: وَعَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍؓ قَالَ اُحْتُبِسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذَاتَ غَدَاۃٍ عَنْ صَلَاۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی کُنَّا نَتَرٰی عَنِ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِیْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَتَجَوَّزَ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِہٖ فَقَالَ لَنَا عَلٰی مَصَافِّکُمْ کَمَا اَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ اِلَیْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّیْ سَاُحَدِّثُکُمْ مَا حَبَسَنِیْ عَنْکُمُ الْغَدَاۃَ اِنِّیْ

قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّئْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَلِيْ فَنَعِسْتُ
فِيْ صَلَاتِيْ حَتّٰى اِسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّيْ تَبَارَكَ
وَتَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ
رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى؟ قُلْتُ لَا اَدْرِيْ
قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَأَيْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى
وَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ
وَعَرَفْتُ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ. قَالَ فِيْمَ
يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى؟ قُلْتُ فِي الْكَفَّارَاتِ. قَالَ
وَمَاهُنَّ؟ قُلْتُ مَشْيُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ
وَالْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوٰاتِ وَاِسْبَاغُ
الْوُضُوْءِ حِيْنَ الْكَرِيْهَاتِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ
عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمٍ
وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ قَالَ ثُمَّ فِيْمَ؟ قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ قَالَ
وَمَاهُنَّ؟ قُلْتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِيْنُ الْكَلَامِ وَالصَّلٰوةُ
بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ قَالَ سَلْ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ
اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ
الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِيْ
قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَاَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ
يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ ﷺ اِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا۔ (مشكوة)

حضرت معاذ ابن جبل سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک صبح فجر کی نماز سے رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں سے غائب رہے حتی کہ قریب تھا کہ ہم سورج کا طلوع ہونا دیکھتے پھر اچانک تشریف لائے نماز کیلئے اقامت کہی گئی رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور اپنی نماز میں جلدی فرمائی پس جب آپ ﷺ سلام فرما کر فارغ ہوئے تو آپ نے بلند آواز سے دعا فرمائی اور فرمایا جیسے تم اپنی صفوں میں تھے اسی طرح بیٹھے رہو پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پھر فرمایا بیشک میں عنقریب بیان کرتا ہوں وہ چیز جس نے مجھے صبح روکے رکھا میں رات کو اٹھا پھر وضو کیا اور میں نے نماز پڑھی جو میرے لئے مقدر تھی پھر نماز میں اونگھنے لگا حتی کہ میں گہری نیند میں چلا گیا پھر اچانک میں نے اپنے آپ کو رب وتعالیٰ جو کہ احسن صورت (صفت) میں تھا کے پاس پایا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ:

رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ (میں نے اپنے رب کو احسن صورۃ میں دیکھا) تو رب تعالی نے فرمایا یا محمد میں نے عرض کیا لبیک اے میرے رب۔ فرمایا ملأ اعلی (ملائکہ) کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا ربّ تعالی نے یہ سوال تین مرتبہ فرمایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے رب تعالی کو دیکھا کہ اس نے اپنی قدرت کی ہتھیلی میرے دو کندھوں کے درمیان رکھی حتی کہ میں نے اس کی قدرت کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی پس میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز جان لی پھر رب نے فرمایا یا محمد میں نے عرض کیا لبیک اے میرے رب فرمایا ملأ اعلی (ملائکہ) کس چیز میں جھگڑ

رہے ہیں میں نے عرض کیا کفارات میں ۔فرمایا وہ کیا ہیں ؟۔ میں نے عرض کیا جماعات کی طرف قدموں پر چلنا اور نمازوں کے بعد مساجد میں بیٹھنا اور کراہت کے اوقات میں وضو کرنا ،اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالی نے فرمایا جس شخص نے یہ عمل کئے وہ خیر اور ایمان کیساتھ زندگی گزارے گا اور خیر اور ایمان کیساتھ وفات پائے گا اور گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح اسکو اس کی ماں نے ابھی جنا ہے ۔فرمایا پھر کس امر میں گفتگو ہو رہی ہے؟۔ میں نے عرض کیا درجات میں فرمایا درجات کیا ہیں میں نے عرض کیا کھانا کھلانا اور نرم کلام کرنا اور لوگوں کے سونے کے وقت نماز پڑھنا۔ رب تعالی نے فرمایا سوال کرو میں نے عرض کیا اے اللہ میں تجھ سے اچھے کام کرنے اور برے کاموں کے ترک کرنے اور مساکین کی محبت اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور میرے اوپر رحم فرما اور جب تو کسی کام میں فتنہ کا ارادہ فرمائے تو مجھے بغیر فتنہ کے موت عطا فرما اور میں تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور ایسے شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور ایسے عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تیری محبت کے قریب کردے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پس اس کو پڑھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔

● ہمارے ایک کرم فرما دوست ڈاکٹر محمد زبیر چشتی نے بیان کیا کہ میں نے عالمگیر اورنگ زیب کے متعلق ایک واقعہ پڑھا یہ کہ حضرت اورنگ زیب نے اپنے کاریگروں اور ٹھیکیداروں سے فرمایا ایک مسجد ایسی تعمیر کی جائے جو صرف میری ذاتی رقم سے تیار ہو کسی دوسرے کی رقم شامل نہ ہو اور کسی شخص کے بلا اجرۃ عمل سے بھی اجتناب کیا جائے ،شاید اورنگزیب کا خیال تھا کہ:

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ

کی حدیث شریف میں مسجد سے ایسی مسجد مراد ہے جو ذاتی رقم سے مکمل ہو اور کسی کی رقم اور بلا اجرت عمل کی مشارکت نہ ہو اسی شخص کیلئے جنت میں گھر کی بشارت ہے چنانچہ مسجد تیار ہوگئی حضرت اورنگ زیب نے خواب میں اپنا مکان جنت میں دیکھا پھر دیکھا کہ جنت میں گھوم رہا ہوں اچانک ایک مکان دیکھا جس پر ایک بوڑھی خاتون کا نام لکھا ہوا تھا جس کو حضرت اورنگ زیب پہچانتے تھے پھر ایک اور مکان دیکھا جس پر ایک لوہار کا نام لکھا ہوا تھا جس کو حضرت اورنگ زیب پہچانتے تھے آپ نے وہاں موجود فرشتوں سے پوچھا کہ جنت میں مکان خاتون اور لوہار کو کس نیک عمل کی وجہ سے الاٹ ہوئے ہیں، تو انہوں نے بتایا کہ خاتون نے تمہاری مسجد میں چار آنہ (معمولی رقم) ٹھیکیدار کو دی تھی اور لوہار نے ایک دن تمہاری مسجد میں کسی سریا کو بلا اجرت سیدھا کیا تھا خاتون اور لوہار کو ان اعمال کی وجہ سے جنت میں اللہ تعالیٰ نے مکان عطا فرمایا ہے حضرت اورنگ زیب نے صبح ٹھیکیدار کو بلایا اور پوچھا کہ اس مسجد میں فلاں خاتون کی رقم اور لوہار کے عمل سے تو نے استفادہ کیوں کیا تھا حالانکہ میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا۔ ٹھیکیدار نے عرض کیا معمولی رقم اور معمولی عمل کی وجہ سے میں نے سمجھا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن آپ کو کس نے بتایا کہ فلان خاتون اور فلان لوہار کے عمل کی مشارکت ہے تو آپ نے فرمایا آج رات میں نے خواب میں ان دونوں کے مکان جنت میں دیکھے ہیں میرا خیال تھا ذاتی رقم سے مکمل مسجد بنانے سے جنت میں مکان ملتا ہے لیکن خواب سے معلوم ہوا اگر کوئی شخص مسجد میں ایک کوڑی بھی خرچ کرے یا معمولی عمل سے حصہ لے لے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ جنت میں مکان عطا فرمائے گا لہذا آئندہ مساجد کی تعمیر میں جتنے لوگ اپنی حیثیت کے مطابق شریک ہونا چاہیں کسی کو نہ روکا جائے

اللہ تعالی کی شان کریمی ہے کہ مساجد میں کم سے کم رقم خرچ کرنے والے کو بھی جنت میں مکان عطا فرماتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ وَاجْعَلْهُ وَسِیْلَةً لِکُلِّ هَمٍّ وَغَمٍّ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُترۃ اور بغیر سُترۃ نمازی کے آگے گزرنے کے مسائل

اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک صحراء میں بغیر سُترہ نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنا اس وقت مکروہ ہے جب گزرنے والا نمازی کے قدموں اور سجدوں میں پیشانی زمین پر رکھنے کی جگہ کے درمیان سے گزرے۔دوسرا قول فخر الاسلام کا ہے کہ جب نماز پڑھنے والا شخص حالت قیام میں خشوع کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر نظر رکھے اس کی نظر جہاں تک احاطہ کرے اس مقدار تک گزرنا منع ہے۔خشوع کی حالت میں جب نظر سجدے کی جگہ پر ہوتی ہے احتیاطاً اس کے قریب دوصف کی مقدار مساوی آٹھ فٹ کے برابر آگے نظر پڑتی ہے۔لہذا فخر الاسلام کے قول کے مطابق صحرا میں نمازی کے آگے سجدے کی جگہ سے باہر کی جانب تقریباً آٹھ فٹ انگریزی فاصلہ تک گذرنا ممنوع ہوگا اور آٹھ فٹ

کے بعد گزرنے میں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ یہ حکم صحراء کا ہے مگر مسجد میں نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنے کی کراہت کی بنیاد مسجد صغیر اور کبیر پر ہے۔ اگر مسجد کبیر ہے تو اس کا حکم بھی صحراء والا ہے۔ بڑی مسجد میں گزرنا مکروہ اس وقت ہوگا جب سجدے کی جگہ سے آٹھ فٹ کے اندر گزرنا ہو اور آٹھ فٹ کے بعد گزرنا مکروہ نہیں ہوگا۔ اور صغیر مسجد میں یا گھر کے کمرہ میں جمہور فقہاء کا قول یہ ہے کہ قبلہ کی دیوار تک نمازی کے آگے گزرنا ممنوع ہے۔ اور محقق ابن ھمام کے قول پر صغیر اور کبیر مسجد کا فرق اور مسجد اور گھر کا فرق صحیح نہیں ہے مسجد کبیر ہو یا صغیر اور مسجد ہو یا گھر ہر صورت میں نمازی کی سجدہ گاہ کے آگے آٹھ فٹ تک سے گزرنا ممنوع ہے اس کے بعد باہر کی جانب گزرنے میں کراہت نہیں ہے موجودہ دور میں محقق ابن ھمام کے قول پر فتوی دینا چاہئے، کیونکہ اس میں لوگوں کیلئے یسر اور آسانی ہے۔ نمازی کے آگے گزرنے اور مرور کے مسئلہ میں مسجد کبیر اور صغیر میں فرق کے حوالے سے کتب فقہ میں دو (۲) قول مذکور ہیں۔

۱۔ مسجد کبیر اس مسجد کو کہا جاتا ہے جو چالیس (۴۰) گز شرعی مساوی ساٹھ (۶۰) فٹ یا اس سے زائد ہو اور اس سے کم مقدار کی مسجد صغیر ہے۔

۲۔ مسجد کبیر وہ مسجد ہے جو ساٹھ (۶۰) گز شرعی مساوی تقریبا نوے فٹ قبلہ کی جانب طویل ہو یا اس سے زائد ہو اور مسجد صغیر وہ ہے جو اس مقدار سے کم ہو۔

دونوں اقوال پر مسجد کبیر کا حکم صحراء والا ہے اور مسجد صغیر کے حکم میں دو قول ہیں۔ جس طرح ہم ذکر کر چکے ہیں یہ کہ اکثر علماء کے نزدیک صغیر مسجد میں قبلہ کی دیوار تک نمازی کے آگے گزرنا منع ہے اور محقق ابن ھمام کے نزدیک صغیر مسجد میں بھی سجدے کی جگہ سے تقریباً آٹھ فٹ کے فاصلے کے بعد گزرنا جائز

ہے۔موجودہ دور ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۰۰۶ء میں بڑے شہروں میں نوے فیصد سے زائد مساجد کبیر مسجد کی تعریف میں آتی ہیں لہذا ان کا حکم صحراء والا ہوگا اور ان مساجد میں نماز پڑھنے والوں کے سامنے بغیر سُترہ سجدے کی جگہ سے تقریبا دوصف کی مقدار آگے کی جانب کے بعد گزرنے میں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ **بحمدہ تعالیٰ**

موجودہ دور میں نمازیوں کی کثرت اور اژدھام ہوتا ہے، خصوصاً جمعہ کی نماز اور رمضان المبارک کی نمازوں میں کوئی شخص آرہا ہے کوئی جارہا ہے کسی نے فوراً نماز کے بعد نکلنا ہے مثلاً ائیر پورٹ (Airport) یا ہسپتال اور دفتر پہنچنا ہے اور کوئی شخص تاخیر سے پہنچ رہا ہے کچھ لوگ مسبوق ہیں اور کچھ لوگ ابھی اپنی نمازیں شروع کررہے ہیں۔ایسی صورت میں پہلی صفوں کے لوگوں کو جو نماز پڑھ چکے ہوتے ہیں یا کسی ضرورت کی وجہ سے انہیں مسجد سے فوراً نکلنا ہوتا ہے انہیں مسبوقین یا بعد میں آنے والے بیسیوں لوگ یا آرام سے نماز پڑھنے والے سیکڑوں لوگوں کے سامنے گزرنا پڑتا ہے اگر ایک کی انتظار کریں تو دوسرا نماز شروع کردیتا ہے۔ لہٰذا گزرنے والوں کو نہایت مشقت اٹھانا پڑتی ہے، اور ہر جگہ ستروں کا اہتمام نہایت مشقت کا کام ہے۔اس لئے جلدی جانے والے لوگوں کیلئے حکم یہ ہے کہ اگر نماز پڑھنے والے کے آگے نماز سے فارغ اگلی صفوں میں لوگ فارغ بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ فارغ لوگ نمازیوں کیلئے سُترہ ہیں اُن کے آگے گھوم کر نکلنے میں کوئی گناہ نہیں ہے اور اگر نماز پڑھنے والے کے آگے فارغ آدمی یا ستون یا سُترہ نہیں ہے تو نماز پڑھنے والے کی سجدہ گاہ سے آٹھ فٹ فاصلے کے بعد گزر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر نماز پڑھنے والے کی سجدہ گاہ سے گزرنا پڑ جائے تو بھی اس کی علماء نے چار صورتیں ذکر کیں ہیں۔

ا۔ نماز پڑھنے والا ایسی جگہ کھڑا ہو جو لوگوں کیلئے گزرگاہ نہ ہو اور آگے گزرنے والے کیلئے متبادل گزرگاہ موجود ہو لیکن پھر بھی گزرنے والا نماز پڑھنے والے کی سجدہ گاہ سے گزرے تو اس صورت میں صرف گزرنے والا گناہ گار ہوگا اور نماز پڑھنے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔

۲۔ نمازی لوگوں کی گزرگاہ میں نماز پڑھ رہا ہو اور گزرنے والے کیلئے متبادل گزرگاہ نہ ہو تو نماز پڑھنے والا گناہ گار ہوگا جس طرح لوگ مسجد کے دروازہ اور گیٹ پر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ گیٹ گزرگاہ ہے اگر مسجد سے نکلنے کا ایک گیٹ ہے تو نماز پڑھنے والا گناہ گار ہے اور گزرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا بلکہ اگر گزرنے والے لوگ گیٹ پر نماز پڑھنے والوں کی گردنوں کے اوپر سے بھی گزر جائیں تو بھی گناہگار نہیں ہونگے۔ (ردالمحتار)

۳۔ نماز پڑھنے والا آدمیوں کی گزرگاہ میں نماز پڑھے اور گزرنے والے کیلئے متبادل راستہ ہو پھر بھی گزرنے والا نمازی کی سجدہ گاہ سے گزرے تو اس صورت میں نمازی اور گزرنے والا دونوں گناہگار ہونگے۔

۴۔ نماز پڑھنے والا لوگوں کی گزرگاہ میں نہ ہو اور گزرنے والے کیلئے متبادل راستہ نہ ہو تو اس صورت میں دونوں گناہگار نہیں ہونگے۔ (طحطاوی علی المراقی صفحہ ۱۸۸ اور شامی)

صحراء اور مسجد کبیر اور صغیر میں بغیر سترہ نماز پڑھنے والے کے سامنے گزرنے کے متعلق مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے:۔

والمکروہ المرور بمحل السجود علی الاصح فی المسجد الکبیر والصحراء وفی الصغیر مطلقاً اھ ۱۸۸

اور اصح قول پر مکروہ سجدے کے محل سے گزرنا ہے بڑی مسجد اور صحراء میں اور چھوٹی مسجد میں محل سجود اور غیر سجود میں قبلہ کی دیوار تک مطلق مرور اور گزرنا منع ہے۔

طحطاوی شریف میں ہے:۔

(قوله الاصح)وقال فخر الاسلام وهو موضع يقع عليه بصر خاشع الخ۔

یعنی سجدہ کی جگہ سے مراد وہ محل ہے جس پر خشوع کی حالت میں نظر پڑتی ہے اور عموماً سجدے کی جگہ پر نظر ہو تو محتاط اندازے کے مطابق دو صف تک نظر آگے جاتی ہے۔

علامہ شامی نے نقل فرمایا ہے کہ فخر الاسلام کا قول مختار ہے اور جمہور علماء کے قول کو فخر الاسلام کے قول کی طرف لوٹایا جائے۔لہذا دونوں سے مراد سجدے کی جگہ سے قریب آگے دو صف کی مقدار کے برابر گزرنا ممنوع ہے۔

علامہ طحطاوی صاحب فتح القدیر محقق ابن ہمام کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

قال المحقق فى الفتح والذى يظهر ترجيح ما اختاره فخر الاسلام وكونه من غير تفصيل بين المسجد وغيره فان المؤثم هو المرور بين يدى المصلى حقيقة وكون المسجد اوالبيت اعتبر بقعة واحدة فى بعض الاحكام لا يستلزم تغيير الامر الحسى من المرور عن بعيد يجعل البعيد قريباً الخ (۱۸۸)۔

اور محقق ابن ھمام نے فتح القدیر میں فرمایا ہے اور وہ امر جو فخر الاسلام کے مختار قول کی ترجیح کو غالب کرتا ہے اور مرور کا بغیر تفصیل کے مسجد اور غیر مسجد میں ہونے کو غالب کرتا ہے وہ اثم اور گناہ کا باعث نماز پڑھنے والے کے آگے حقیقتاً گزرنا ہے اور مسجد اور گھر کو بعض احکام میں ایک بقعہ اعتبار کرنا امر حسی کی تغییر کو مستلزم نہیں ہے یہ کہ بقعہ واحدۃ ہونا دور سے گزرنے کو قریب کردے۔

امام ابن ھمام کے کلام میں لفظ بین المسجد وغیرہ میں مسجد سے مراد مسجد صغیر ہے کیونکہ مسجد کبیر اور صحراء میں جمہور کے نزدیک بھی فرق نہیں ہے۔لہذا مسجد صغیر ہو یا کبیر یا غیر مسجد ہو سب صورتوں میں سجدے کے محل سے تقریبا آٹھ فٹ کے فاصلہ سے گزرنا باعث اثم ہوگا۔محقق ابن ھمام کے قول کی بنیاد حدیث شریف میں لفظ بین یدی المصلی کا ذکر ہے یہ کہ حدیث شریف میں مسجد صغیر اور کبیر کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی دار اور بیت کا ذکر ہے،لھذا بین یدی المصلی کے مطلق ذکر کا تقاضا یہ ہے کہ مرور کے مسئلہ میں مسجد صغیر اور کبیر اور مسجد اور غیر مسجد کا فرق نہ ہو ہر جگہ باعث اثم نماز پڑھنے والے کے آگے گزرنا ہے۔

البتہ جمہور فقہاء کے نزدیک مسجد صغیر اور کبیر میں مرور کے حکم کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے یہ کہ کبیر مسجد کا حکم صحراء والا ہے لہذا صحراء اور بڑی مسجد میں محل سجود سے دو صف آگے تک گزرنا منع ہے اس کے بعد گزرنا ممنوع نہیں ہے۔لیکن چھوٹی مسجد میں قبلہ کی دیوار تک نمازی کے آگے گزرنا منع ہے۔

پھر جمہور کے قول پر مسجد صغیر اور کبیر کی تعریف میں ہم نے طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح سے دو قول ذکر کئے تھے علامہ شامی نے بھی یہی دو قول نقل فرمائے ہیں۔در مختار میں ہے:۔

ومرور مار فی الصحراء او مسجد کبیر بموضع سجوده فی الاصح او مروره بین یدیه الی حائط القبلة فی بیت او مسجد صغیر فانه کبقعة واحدة (الی) وان اثم المارّ۔ (۲/۳۹۸ مکتبہ دارالباز)

صحراء اور بڑی مسجد میں اصح روایت پر موضع سجود سے گزرنے والے کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا یا گزرنے والے کا قبلہ کی دیوار تک گزرنا کمرہ میں ہو یا چھوٹی مسجد میں نماز کو فاسد نہیں کرتا کیونکہ کمرہ اور چھوٹی مسجد ایک ٹکڑے کی مانند ہے اگرچہ گزرنے والا گناہ گار ہوگا۔

ردالمحتار میں ہے:۔

(قوله ومسجد صغیر) هو اقل من ستین ذراعاً وقیل من اربعین وهو المختار کما اشار الیه فی الجواهر (قهستانی)(قوله فانه کبقعة واحدة) ای من حیث انه لم یجعل الفاصل فیه بقدر صفین مانعاً من الاقتداء تنزیلا له منزلة مکان واحد بخلاف مسجد الکبیر فانه جعل فیه مانعاً فکذا هنا یجعل جمیع مابین یدی المصلی الی حائط القبلة مکانا واحدا بخلاف مسجد الکبیر والصحراء فانه لو جعل کذالک لزم الحرج علی المارة فاقتصر علی موضع السجود۔ (۲/۳۹۸ مکتبہ دارالباز)۔

دوسری جگہ فرمایا

وحاصله ان الدار الکبیرة کالصحراء والصغیرة کالمسجد

وان المختار فی الکبیرۃ اربعون ذراعاً۔ (ردالمحتار)

اور مسجد صغیر وہ ہے جو ساٹھ (۶۰) شرعی گزوں سے کم ہو اور ایک روایت یہ ہے کہ چالیس (۴۰) گزوں سے کم ہو اور یہی آخری قول چالیس (۴۰) گز والا مختار ہے جیسا کہ جواہر میں اس کی طرف صاحب جواہر نے اشارہ کیا ہے۔ (قہستانی)

(قولہ فانہ کبقعۃ واحدۃ) یعنی مصنف کا قول کہ مسجد صغیر بقعۃ واحدۃ کی طرح ہے یعنی اس حیثیت سے کہ صغیر مسجد میں دو صفوں کی مقدار کا فاصلہ اقتداء سے مانع نہیں ہوتا۔ صغیر مسجد بمنزلۃ ایک مکان کے، کی جاتی ہے بخلاف کبیر مسجد کے کیونکہ اس میں دو صفوں کی مقدار خلا کا وجود اقتداء سے مانع ہوتا ہے پس اسی طرح مرور اور گزرنے کے حکم کیلئے یہاں نماز پڑھنے والے کے آگے قبلہ کی دیوار تک ایک مکان اعتبار کیا جائے گا، بخلاف کبیر مسجد اور صحراء کے کیونکہ اگر مسجد کبیر کو بمنزلۃ مکان واحد کے کیا جائے تو گزرنے والوں پر حرج اور مشقت لازم آئیگی لہٰذا بڑی مسجد میں سجدے کی جگہ پر اقتصار کیا گیا ہے۔ پھر فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ کبیرۃ دار صحراء کی طرح ہے اور صغیرہ مسجد کی طرح ہے اور کبیرۃ کی تعیین میں چالیس ۴۰ گز کا قول مختار ہے۔

تنبیہ:۔ زیر بحث مسئلہ اگر چہ صرف نمازی کے آگے گزرنے کا ہے لیکن مسجد صغیر اور کبیر میں امتیاز کا ذکر عموماً دو (۲) حکموں کے حوالہ سے کیا جاتا ہے ایک نمازی کے آگے گزرنے کا حکم اور ایک صفوں میں یا امام اور صفوں کے درمیان خلاء کے وجود کا اقتداء کیلئے مانع ہونے کا حکم لہٰذا ساٹھ (۶۰) گز یا چالیس (۴۰) گز سے کم

مسجد بالاتفاق مسجد صغیر ہے ایسی مسجد میں دوصفوں کی مقدار خلاء کا وجود امام کی اقتداء سے مانع نہیں ہوگا نیز جمہور کے نزدیک ایسی مساجد میں قبلہ کی دیوار تک نماز پڑھنے والے کے آگے گزرنا ممنوع ہے، البتہ علامہ ابن ھمام نے فتح القدیر میں بین یدی المصلی سے استدلال فرماکر صغیر مسجد میں بھی موضع سجود سے آگے تقریباً دوصف تک گزرنے کوممنوع فرمایا ہے اوراس سے آگے گزرنے کو جائز فرمایا ہے۔ساٹھ (٦٠) یا چالیس (٤٠) گز سے زائد مسجد کبیر مسجد کہلائے گی۔ پھر فقہاء کرام کی عبارتوں سے کبیر مسجد کی دوقسم سمجھ آتی ہیں۔ایک کبیر اور دوم کبیر جداً یعنی بہت بڑی مسجد جس طرح قدیم زمانہ کی تیارشدہ خوازام کی مسجد جس کے سولہ ہزارستون ہیں اورمسجد القدس جوکہ تین مسجدوں کا مجموعہ ہے مسجد القدس، مسجد الصخرہ اور مسجد البیضاء اورزمانہ جدید کی مساجد میں مسجد حرام اورمسجد نبوی ﷺ بھی بہت بڑی مساجد سے ہیں۔ایسی مساجد کا مساجد کبیرۃ یا اکبر ہونا مسلمات سے ہے فقہاء کرام نے ان مساجد کیلئے کبیر جداً کے الفاظ ذکر فرمائے ہیں ان مساجد کی مثال بالاتفاق صحراء کی ہے اور صحراء اورایسی مساجد میں فقہاء نے دوصفوں کی مقدار خلاء کے وجود کو اقتداء کیلئے مانع فرمایا ہے اور ان مساجد میں بغیر سترۃ نماز پڑھنے والے کے آگے دوصفوں کے بعد گزرنے کو جائز فرمایا ہے ۔اورکبیر مسجد کی دوسری قسم جوساٹھ گز سے بڑی ہولیکن مسجد خوارزم اور مسجد القدس جتنی بڑی نہ ہوں۔ایسی مساجد کو بعض علماء کرام صغیر مسجد میں شمار کرتے ہیں۔لیکن ہمارے خیال میں ایسی مساجد، مساجد کبیرۃ ہیں یعنی ایسی مساجد جو ساٹھ (٦٠) یا چالیس (٤٠) گز سے تو بڑی ہوں لیکن خوارزم اور بیت القدس کی مساجد جیسی بڑی نہ ہوں بلکہ ان سے بہت چھوٹی ہوں جیسے کراچی کی بڑی مساجد

مثلاً: میمن مسجد بولٹن مارکیٹ اور طوبی مسجد ڈیفینس اور رحمانیہ مسجد طارق روڈ اور مبارک مسجد سی۔ ویو اور اقصی مسجد فیڈرل بی۔ ایریا وغیرھا، ان مساجد کو بعض علماء نے مرور اور اقتداء سے مانع دونوں حکموں میں مساجد صغیرۃ میں شمار کیا ہے یعنی دو صفوں کی مقدار خلاء ان مساجد میں اقتداء سے مانع نہیں ہوگی اور قبلہ کی دیوار تک ان مساجد میں نماز پڑھنے والے کے آگے گزرنا منع ہوگا لیکن ہمارے خیال میں مذکورہ مساجد ان دو حکموں میں کبیرہ مساجد ہیں کیونکہ مساجد صغیرۃ اور کبیرۃ کی تعریف ان کے قول کی تائید نہیں کرتی بلکہ مسجد کبیر کی تعریف کا مقتضی یہ ہے کہ کراچی کی مذکورۃ اور ان جیسی مساجد ان دو حکموں میں کبیرۃ مساجد ہوں۔

چونکہ کتب فقہ میں جہاں دو صفوں کی مقدار خلاء کو اقتداء سے مانع کہا گیا ہے وہاں مسجد کبیر جداً کے الفاظ ذکر کئے گئے ہیں اور ان کی مثال مسجد خوارزم اور مسجد القدس سے دی گئی ہے اور جہاں نماز پڑھنے والے کے آگے گزرنے کا حکم ذکر کیا گیا ہے وہاں ساٹھ (۶۰) گز یا چالیس (۴۰) گز سے زائد مسجد کو کبیر کہا گیا ہے۔ لہٰذا مساجد کی اگر تین قسم کر لی جائیں تو مناسب ہوگا صغیر، کبیر اور اکبر۔ بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ ساٹھ گز سے زائد بڑی مساجد ان دو احکام میں فقہاء قدیم کے نزدیک مساجد کبیرۃ کے حکم میں ہیں یہ کہ ان مساجد میں دو صفوں کی مقدار خلاء کا وجود اقتداء کیلئے مانع ہوگا اور بغیر سترہ نمازی کے آگے دو صف کے بعد گزرنا جائز ہوگا۔ لیکن خلاء کے مانع ہونے کے حکم میں فقہاء کے نزدیک عدم جواز اقتداء کی علت "دو صفوں کے خلاء کے مقدار" کی وجہ سے امام کی حالت رکوع اور سجود کا اشتباہ ہے اگر اشتباہ نہ ہو تو خلاء کا وجود اقتداء سے مانع نہیں ہوتا اور موجودۃ دور میں اسپیکروں کی وجہ سے امام صاحب کی آواز دور دور تک پہنچتی ہے اس لئے خلاء کے

باوجود اشتباہ نہیں رہتا اس لئے ان مساجد میں دوصفوں یا اس سے زائد صفوں کے خلاء کے باوجود عدم اشتباہ کی وجہ سے اقتداء جائز ہوگی۔ چنانچہ شامی نے نقل کیا:

وفی النوازل جعله کالمسجد والمسجد وان کبر لا یمنع الفاصل الا فی الجامع القدیم بخوارزم الخ۔

اور نوازل میں جنازہ گاہ کو مسجد کے حکم میں کیا گیا ہے اور مسجد اگرچہ بڑی ہو اس میں فاصل مانع اقتداء نہیں ہوتا مگر جامع قدیم خوارزم الخ (۴۳۳)

لہٰذا مذکورۃ کبیرۃ مساجد میں خلاء کے مانع ہونے کا حکم باقی نہیں رہا۔

اور دوسرا حکم یہ ہے کہ مساجد کبیرۃ میں محل سجود کے قریب دوصف تک نمازی کے آگے گزرنا منع ہے اور اس کے بعد گزرنا جائز ہے۔ لہٰذا ان مساجد میں دیوار قبلہ تک گزرنے کو ممنوع کہنا صحیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ نمازی کے آگے بغیر سترہ گزرنے کے جواز کی علت لوگوں کیلئے حرج اور مشقت کو دفع کرنا ہے، جس کو علامہ شامی نے ذکر فرمایا اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ موجودہ دور میں الحمد للہ نماز پڑھنے والوں سے مساجد بھری ہوئی ہوتی ہیں خصوصاً رمضان المبارک اور جمعہ کی نمازوں میں لوگ کثرت سے نمازوں میں شریک ہوتے ہیں اور کاہلی اور سستی کی وجہ سے بعض حضرات دیر سے آتے ہیں مسبوقین اور بعد میں آنے والے نمازیوں کا سلسلہ جماعت سے فراغت کے بعد ایک دو گھنٹہ جاری رہتا ہے پہلی صفوں کے لوگوں کو مسجد سے اپنی اپنی ضروری حاجات کیلئے جلدی نکلنا ہوتا ہے اور ہر صف کیلئے الگ الگ ستروں کا انتظام کرنے میں مشقت ہوتی ہے۔ اس لئے کراچی اور کراچی جیسے بڑے شہروں کی مساجد کو مرور کے حکم میں مساجد کبیرۃ میں شمار کیا

جائے تو بہتر ہے تا کہ لوگوں کیلئے آسانی اور یسر ہو اور حرج مدفوع ہو بلکہ مساجد صغیرۃ میں بھی ابن ہمام صاحب فتح القدیر کے قول پر عمل کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔

توضیح:۔ مذکورۃ تفصیلی بحث کے بعد کتب فقہ میں نمازی کے سامنے مرور کے مسائل میں اگر مسجد کا لفظ مطلق ذکر کیا گیا ہو تو اس سے مراد مسجد صغیر ہوگی مثلاً فتح القدیر میں جوامع الفقہ سے منقول ہے:۔

فی المسجد یکرہ وان کان بعیداً وفی الخلاصة وان کان فی المسجدلا ینبغی لاحد ان یمر بینه و بین حائط القبلة وقال بعضهم یمر ماوراء خمیس ذراعاً وقال بعضهم قدر مابین الصف الاول وحائط القبلة ومنشأ هذه الاختلافات مایفهم من لفظ بین یدی المصلی فمن فهم ان بین یدیه یخص مابینه وبین محل سجوده قال به ومن فهم انه یصدق مع اکثر من ذالک نفاه وعین ما وقع عنده والذی یظهر الخ۔

مسجد میں نمازی کے آگے گزرنا منع ہے اگر چہ دور ہو اور خلاصہ میں ہے اگر گزرنا مسجد میں ہو تو مناسب نہیں کسی ایک کیلئے یہ کہ گزرے نمازی کے اور قبلہ کی دیوار کے درمیان اور بعض علماء نے کہا گزرنے والا پچاس (۵۰) گز کے بعد گزرے اور ران میں سے بعض علماء نے کہا مقدار اس کی پہلی صف اور قبلہ کی دیوار کے درمیان جگہ کے برابر ہے

ان مختلف اقوال کی بنیاد وہ مفہوم ہے جو حدیث میں مذکور بین یدی المصلی کے لفظ سے سمجھا جاتا ہے پس وہ شخص جس نے سمجھا کہ بین یدیہ کا لفظ نمازی اور محل سجود کے درمیان جگہ کے ساتھ خاص ہے تو اس نے اس کا قول کرلیا اور جس شخص نے سمجھا کہ بین یدیہ لفظ اس فاصلہ سے زاید پر صادق آتا ہے تو اس نے محل سجود کی نفی کردی اور وہ قول کیا جو اس کے نزدیک واقع ہے اور وہ جو ظاہر ہے وہ یہ کہ بین یدیہ کا مفہوم محل سجود کیساتھ خاص ہے۔ (فتح القدیر)

ذکر کردہ فقہی عبارات میں مسجد سے مراد صغیر مسجد ہونی چاہئے۔ جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

فائدہ: مذکورۃ تفصیل اسی وقت ہے جب نمازی کے آگے سُترہ نہ ہو اگر نمازی کے آگے سُترہ ہو تو سُترہ کے بعد گزرنے والے کو کوئی گناہ نہیں ہوگا چاہے مسجد صغیر ہو یا مسجد کبیر ہو یا اکبر، لہذا اُسترہ کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔

سُترہ کے مسائل:۔

سُترہ کے مسئلہ میں بعض امور کا یاد رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ نمازی کے آگے بغیر سترۃ سجدہ گاہ سے گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا اگر چہ کتا اور عورت اور گدھا گزرے۔

۲۔ لیکن گزرنے والا گناہ گار ہوگا۔

۳۔ جس جگہ سے گزرنا مکروہ ہے اس میں اختلاف ہے، لیکن راجح فخر الاسلام کا قول ہے وہ یہ کہ جب خشوع کی حالت میں نظر سجدے کی جگہ ہو اس سے آگے جہاں تک نظر جاتی ہے وہاں تک گزرنا مکروہ ہے۔ ہمارا محتاط اندازہ

سجدے کی جگہ سے آگے دوصف کی مقدار ہے، لہٰذا دوصف کی مقدار کے بعد گزرنا مکروہ نہیں ہے یہ حکم صحراء اور بڑی مسجد کا ہے۔

۴۔ صحراء اور کبیر مسجد میں نماز پڑھنے کے وقت سُترہ کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

۵۔ سُترہ کا طول ایک گز شرعی مساوی ڈیڑھ فٹ ہونا ضروری ہے۔اور سُترہ کی موٹائی ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر ہونا چاہیئے۔

۶۔ نماز پڑھنے والا سُترہ کے قریب ہو۔

۷۔ سُترہ دائیں بھنویں یا بائیں کے سامنے ہونا چاہیئے۔

۸۔ امام کا سُترہ قوم کا سُترہ ہے حتیٰ کہ مسبوق کیلئے بھی امام کا سُترۃ کافی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مسبوق کیلئے الگ سُترۃ قائم کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔

۹۔ سُترہ زمین میں گاڑا جائے طولاً یا عرضاً رکھنا معتبر نہیں ہے۔

۱۰۔ نماز پڑھنے والا شخص گزرنے والے کو گزرنے سے ہاتھ کے اشارہ سے منع کرے یا بلند آواز سے سبحان اللہ کہے تاکہ گزرنے والا رک جائے۔اور عورت ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مارے اور اگر دوصف آگے چل کر قتال کرے گا تو صحیح قول پر نماز فاسد ہوجائیگی۔اور حدیث قتال صحیح قول پر منسوخ ہے۔

لطیفہ: ابن ماجہ میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے حجرۃ میں نماز پڑھ رہے تھے آپ کے سامنے حضرت ام سلمہؓ کا پہلے شوہر سے بیٹا عبداللہ یا عمر گزرنے لگا آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا تو وہ واپس لوٹ گیا اور حضرت ام سلمہؓ کی پہلے شوہر سے بیٹی حضرت زینب گزرنے لگی آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا لیکن حضرت زینب آگے سے گزر گئیں واپس نہیں لوٹیں۔جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔ هُنَّ اَغْلَبُ یعنی عورتیں غالب ہوتی ہیں۔

فائدہ: مسجد حرام میں نماز پڑھنے والوں کے آگے گزرنا بلا کراہت جائز ہے۔
(شامی) مسجد حرام میں نمازی کے آگے گزرنے کا حکم تو کتب فقہ میں مذکور ہے لیکن
مسجد نبوی علی صاحبها الصلوٰة والسلام کے متعلق حکم نظر سے نہیں گزرا مگر
مسجد الرسول ﷺ اِس وقت مسجد خوارزم اور مسجد القدس سے بھی بڑی ہوچکی
ہے، اس لئے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے والے کے آگے بغیر سترہ سجدہ کی جگہ سے دو
صف کی مقدار کے بعد گزرنے میں تو بالاتفاق گناہ نہیں ہوگا۔ جس طرح فخر الاسلام
کا قول ہے کہ سجدہ گاہ سے آگے جہاں تک حالت خشوع میں نظر پڑتی ہے وہاں
تک گزرنا منع ہے بلکہ مسجد نبوی میں لوگوں کے اژدھام کے باعث فخر الاسلام کے
قول میں بھی تنگی اور عسر ہے لھذا اگر مسجد نبوی ﷺ کے متعلق جمہور کے قول کہ "
نمازی کے قدموں اور سجدے کی جگہ کے درمیان گزرنا مکروہ ہوتا ہے" پر فتوی دیا
جائے تو مناسب ہوگا۔ بلکہ ریاض الجنۃ میں نہایت اژدھام کی وجہ سے لوگ
نمازیوں کی گردنیں پھلانگ رہے ہوتے ہیں لہذا عموم بلوی کی بنیاد پر ریاض الجنۃ
کے لوگوں کیلئے ایک دوسرے کی سجدہ گاہوں کے اندر سے گزرنے کے جواز کا فتوی
بھی دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ عام حالات میں بھی مسجد نبوی
میں پانچ سے دس لاکھ آدمی ہر نماز میں شریک ہوتے ہیں اور جمعہ، عیدین، رمضان
اور ذی الحج کے ایام میں بیس سے تیس لاکھ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ ہزاروں بلکہ
لاکھوں افراد نمازیوں کے آگے گزرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ انہیں عموم بلویٰ کی وجہ
سے گناہ گار بنانے کے قول کے بجائے گناہ گار نہ ہونے کا قول کیا جائے تو یہ قول
ایسر اور افضل ہے۔ هذا ما عندی و الله اعلم

چنانچہ ردالمختار میں ہے:۔ کہ حضرت المطلب بن وداعة روایت کرتے ہیں:

رأیت رسول اللہ ﷺ یصلی حذوَ الرّکن الاسود والرجال والنساء یمرون بین یدیه ما بینهم وبینه سترة۔ (الی) قال ثم رئیت فی البحر العمیق حکی عزالدین بن جماعة عن مشکلات الآثار للطحاوی ان المرور بین یدی المصلی بحضرت الکعبة یجوز قلت وهذا فرع غریب فلیحفظ (اھ ۵۱۶/۳ شامی مکتبہ دارالباز)، (ارشاد الساری الی مناسک الملاعلی قاری صفحہ ۱۷۲ دارالکتب العلمیه) اور (هدایة السالک الی مذاهب الاربعه فی المناسک ۹۴۵)

میں نے رسول ﷺ کو حجر اسود کے کونہ کے محاذی نماز پڑھتے دیکھا مرد اور عورتیں آپ ﷺ کے آگے گزر رہے تھے ان گزرنے والوں اور آپ کے درمیان کوئی سترہ نہیں تھا۔ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ مسجد حرام میں بغیر سترہ نمازی کے آگے گزرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

پھر علامہ شامی نے فرمایا:۔

اُس نے کہا میں نے بحر عمیق میں دیکھا عزالدین بن جماعۃ نے علامہ طحاوی کی مشکلات الآثار سے حکایت کی کہ کعبہ کے سامنے نماز پڑھنے والے کے آگے گزرنا جائز ہے میں کہتا ہوں یہ تفریع اور جزئیہ عجیب وغریب ہے اس کو یاد رکھا جائے۔

موجودہ دور میں امام ابن ہمام کا قول مفتیٰ بہ ہونا چاہئے، یہ کہ مسجد صغیر اور کبیر کا فرق نہیں ہے اور ہر مسجد میں نمازی کے آگے بغیر سترہ دوصف کے بعد

گزرنا جائز ہے کیونکہ اس قول میں یسر ہے نیز مسجد صغیر اور کبیر کی تعریف اور تعیین کسی حدیث میں نہیں ہے بلکہ فقہاء کا قول ہے۔ اور فقہاء کرام نے اپنے دور کے حساب سے مسجد صغیر اور کبیر کی مقدار بیان فرمائی تا کہ لوگوں سے مشقت اور حرج دفع کی جائے، موجودہ دور کی مشکلات کے پیش نظر امام ابن ہمام کا قول زیادہ مناسب ہے۔

الحاصل:۔ جمہور فقہاء کے نزدیک چھوٹی مساجد میں بغیر سترہ قبلہ کی دیوار تک نمازی کے آگے گزرنا مکروہ ہے۔اور چھوٹی مسجد سے ایک قول پر چالیس (۴۰) گز سے کم مقدار یا دوسرے قول پر ساٹھ (٦٠) گز سے کم مقدار کی مسجد مراد ہے۔لہٰذا بڑے شہروں کی اکثر مسجد بڑی مساجد ہیں۔

☆ بڑی مساجد میں سوائے مسجد حرام اور مسجد نبوی کے نمازی کے آگے بغیر سترہ سجدے کی جگہ سے آگے دو صف کے بعد گزرنا جائز ہے اور دو صف کے اندر گزرنا منع ہے۔ اور کراچی، لاہور، اسلام آباد، پشاور، ملتان، کی اکثر مساجد بڑی مساجد ہیں۔

☆ مسجد حرام میں نمازی کے آگے سجدہ گاہ کے اندر سے گزرنا بھی بغیر سترہ جائز ہے اور اژدھام کے وقت مسجد نبوی میں بھی سجدے کی جگہ کے اندر سے بغیر سترہ نمازی کے آگے گزرنا جائز ہونا چاہئے، کیونکہ مسجد حرام میں جواز کی علت حرج اور مشقت کا دفع کرنا ہے اور یہی علت مسجد نبوی میں بھی موجود ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

نوٹ: سیدی فخر الاسلام کے قول کے مطابق نمازی کی سجدہ گاہ سے دو صف کے فاصلہ کی مقدار احتیاطاً لکھی گئی ہے ورنہ سجدہ گاہ سے صرف ایک صف آگے کی

مقدار تک خشوع کیساتھ نماز پڑھنے والے کی نگاہ احاطہ کرتی ہے لھذا ایک صف کے بعد گزرنا مکروہ نہیں ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ سُتْرَةً لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِاَوْلَادِیْ مِنَ النَّارِ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ وَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ بِحُرْمَتِ سَيِّدِ الرُّسُلِ وَالْاَخْبَارِ. سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

چند دعائیں

- قرآن مجید میں ہے: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (اعراف، ۵۵)
تم اپنے رب سے عاجزی اور خفیہ اور پست آواز کے ساتھ دعا مانگو۔
- حضرت انس سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ (ترمذی)
- دعا حاجات کی چابی ہے۔ مضطر اور مجبور لوگوں کے لئے جائے التجاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو دعا کے تارک ہیں۔ قرآنِ مجید میں ہے: وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ (سورۃ توبہ، ٦٧) بعض مفسرین نے اس آیت کی تاویل میں فرمایا: لَا يَمُدُّوْنَهَا اِلَيْنَا فِی السُّؤَالِ یعنی سوال کرنے کے لئے ہماری طرف ہاتھ بلند نہیں کرتے۔ (رسالہ قشیریہ)

- الاستاذ ابو علی دقائق فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت سہل بن عبداللہ سے سنا۔ آپ نے فرمایا اجابت اور مقبولیت کے قریب تر دعاء دعاء الحال ہوتی ہے۔ دعاء الحال سے مراد یہ ہے کہ صاحب دعا مضطر ہو جس چیز کے لئے دعا مانگ رہا ہے۔ اس کے لئے وہ شخص بے قرار ہو اور وہ چیز اس کے لئے ضروری ہو۔
- ابو عبداللہ مکانسی فرماتے ہیں ایک دفعہ میں حضرت جنید بغدادی کے پاس تھا، ایک عورت آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا میرا بیٹا گم ہو گیا ہے۔ آپ دعا فرمائیں میرا بیٹا واپس آ جائے۔ آپ نے فرمایا واپس جاؤ اور صبر کرو وہ عورت چلی گئی پھر واپس آئی اور پہلے کی طرح دعا کے لئے عرض کیا۔ حضرت جنید نے فرمایا جاؤ صبر کرو وہ بیچاری چلی گئی پھر واپس آئی اور دعا کے لئے عرض کیا۔ حضرت جنید نے فرمایا جاؤ صبر کرو اس عورت نے کہا صبر کی طاقت نہیں رہی۔ آپ دعا کریں۔ حضرت جنید نے فرمایا اگر تو صادقہ ہے اور واقعی تجھے صبر نہیں رہا تو جاؤ تمہارا بیٹا واپس آ گیا ہے جب وہ گھر پہنچی تو بیٹا واپس آ چکا تھا۔ پھر بیٹے کے ساتھ واپس آئی اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت جنید سے پوچھا گیا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا واپس آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا۔
- اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْءَ (نمل/۶۲)

کیا وہ اللہ جو مضطر کو جواب دیتا ہے جب وہ اس کو بلائے اور اس کی تکلیف دور فرماتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ، ص ۲۹۶)

معلوم ہوا دعاء الحال اور دعاء المضطر قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔

بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کی دعا تو مؤخر فرما دیتا ہے لیکن مبغوض بندے کی دعا جلدی قبول فرما لیتا ہے۔ اس لئے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

- حدیث: اِنَّ الْعَبْدَ یَدْعُوْا اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَھُوَ یُحِبُّہٗ فَیَقُوْلُ یَاجِبْرَئِیْلُ اَخِّرْ حَاجَۃَ عَبْدِیْ فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَ صَوْتَہٗ وَاَنَّ الْعَبْدَ لَیَدْعُوْا اللّٰہَ وَھُوَ یُبْغِضُہٗ فَیَقُوْلُ یَاجِبْرَائِیْلُ اِقْضِ لِعَبْدِیْ حَاجَتَہٗ فَاِنِّیْ اَکْرَہُ اَنْ اَسْمَعَ صَوْتَہٗ (ابن ماجہ جنائز، ۲۷)

بے شک بندہ اللہ سبحانہ سے دعا کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ محبت رکھتا ہے، فرماتا ہے۔ اے جبرائیل میرے اس عبد کی حاجت مؤخر کر دو کیونکہ میں پسند کرتا کہ اس کی آواز سنوں اور بے شک بندہ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند نہیں کرتا ہوتا پس فرماتا ہے اے جبرئیل اس بندے کی حاجت پوری کر کیونکہ میں اس کی آواز کا سننا ناپسند کرتا ہوں۔

- حدیث قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَدْعُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ فَیُعْرِضُ عَنْہُ ثُمَّ یَدْعُوْہُ فَیُعْرِضُ عَنْہُ ثُمَّ یَدْعُوْہُ فَیُعْرِضُ عَنْہُ ثُمَّ یَدْعُوْہُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَلَائِکَتِہٖ اَبٰی عَبْدِیْ اَنْ یَّدْعُوَ غَیْرِیْ فَقَدْ اِسْتَجَبْتُ لَہٗ. (بخاری شریف ۴، بحوالہ رسالہ قشیریہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض

ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرماتا ہے۔ بندہ پھر اس سے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اعراض فرماتا ہے پھر بندہ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرتا ہے۔ بندہ پھر دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بندے نے میرے غیر سے مانگنے سے انکار کر دیا ہے میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں)۔

- حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں۔ میں متواتر چودہ سال تک حج کی سعادت عظمیٰ سے سرفراز ہوتا رہا اور ہر سال ایک درویش کو کعبہ معظّمہ کا دروازہ پکڑے ہوئے دیکھا جب وہ لبیک اللّٰھم لبیک کہتا تو غیب سے آواز سنائی دیتی لا لبیک میں نے چودھویں سال اس شخص سے پوچھا اے درویش تو بہرہ تو نہیں اس نے کہا میں سب کچھ سن رہا ہوں۔ میں نے کہا پھر یہ تکلیف کیوں اٹھاتا ہے، اس نے کہا یا شیخ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ اگر چودہ ہزار سال میری عمر اور بجائے سال کے ہر روز ہزار بار یہ جواب لا لبیک سنائی دے تو اس کے دروازے سے سر نہیں اُٹھاؤں گا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم مصروف گفتگو تھے کہ اچانک آسمان سے ایک کاغذ اس کے سینہ پر گرا اس نے وہ کاغذ میری طرف بڑھایا میں نے پڑھا اس میں درج تھا اے مالک بن دینار تو میرے بندے کو مجھ سے جدا کرتا ہے کہ میں نے اس کے چودہ سال کے حج قبول نہیں کئے ایسا نہیں بلکہ اس مدت میں آنے والے تمام حاجیوں کے حج تو اس کی پکار کی برکت سے قبول کئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ کوئی بھی میری درگاہ سے ناامید واپس نہ جائے میرا حکم ہے لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ (ترجمہ): اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔

شنیدم کہ در روز امید دبیم بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

(بحوالہ کاروانِ قمر ماہنامہ دسمبر جنوری ۲۰۰۵ء)

● ایمان خوف اور رجاء کے درمیان ہوتا ہے۔ بعض آدمیوں پر خوف غالب ہوتا ہے اور بعض پر امید غالب ہوتی ہے۔ پھر حالات اور کیفیات کی تبدیلی سے بھی کبھی ایک ہی شخص پر ایک حالت میں خوف غالب ہو جاتا ہے اور دوسری حالت میں امید غالب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی یہی کیفیت رہتی ہے اسی لئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا یَارَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ تَخْلُقْ مُحَمَّدًا اے محمد کے رب تو نے محمد کو پیدا نہ کیا ہوتا اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق حضرت فضیل فرماتے ہیں وَکَانَ عِیْسٰی یَقُوْلُ فَکَّرْتُ فِی الْخَلْقِ فَوَجَدْتُ مَنْ لَمْ یُخْلَقْ اَغْبَطَ عِنْدِیْ مِمَّنْ خُلِقَ۔ (بدایہ ونہایہ، ۱/۵٦۸) اور عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے میں نے خلق میں فکر دوڑائی تو وہ لوگ جن کو پیدا نہیں کیا گیا وہ میرے نزدیک قابل رشک ہیں ان لوگوں سے جن کو پیدا کیا گیا ہے۔

● جب خوف باری تعالیٰ کے غلبہ میں انبیاء عظام علیہم السلام کا یہ حال ہے تو ہم جیسے بیچاروں اور لاچاروں کا کیا حال ہونا چاہئے۔ سچ بات یہ ہے کہ میں اپنے خوف کا حال خود ہی جانتا ہوں جس کو بیان نہیں کر سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء عظام علیہم السلام پر وحی نازل ہوتی رہتی تھی اور معجزات کا ظہور ہوتا رہتا تھا جس کی وجہ سے امید اور رجاء بڑھ جاتی ہوگی اور اولیاء کرام کی دعائیں قبول ہوتی رہتی ہیں اور ان کے ہاتھوں پر کرامات کا ظہور ہوتا ہے اور سچے خواب نظر آتے ہیں۔ واضح ہے کہ یہ امور امید کے اسباب ہیں جن سے خوف کم ہو جاتا ہوگا مگر ہم جیسے

گنہگاروں کو تو کرامتوں والے لوگ بھی نظر نہیں آتے اور نہ دعائیں قبول ہوتی ہیں اور سچے خواب بھی نہیں آتے اور یہ واضح ہے محرومیاں اور دعاؤں کا قبول نہ ہونا یاس اور خوف کا باعث ہوتے ہیں جس شخص کو محرومیوں کا سامنا ہو اور تو اور کسی صالح کی تلاش کے لئے دعاؤں میں زندگی کا ایک حصہ گزر جائے اور صالح آدمی نہ ملے تو اس کے خوف کا حال وہی جانتا ہے جو اس امتحان میں مبتلا ہے۔ اے محمد (ﷺ) کے ربّ محرومیوں سے پناہ عطا فرما اور انعامات کی بارش فرما تاکہ تیرے عذاب کا خوف کم ہو اور امید زیادہ ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔

خاک پائے اہل ایمان
محمد رفیق حسنی عفی عنہ

لہٰذا ذکر کردہ بخاری شریف کی حدیث کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اور ہر وقت دعا کرتے رہیں ایک دن وہ ضرور قبول فرمائے گا۔ مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت آدم اور حضرت حواء علیہما السلام تین سو سال تک رو رو کر استغفار کرتے رہے تین سو سال کے بعد توبہ قبول ہوئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اسی سال کے بعد دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہ السلام دو بیٹے عطا فرمائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا چالیس سال کے بعد قبول ہوئی اور فرعون غرق ہوا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی اسی سال کی عمر میں دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام بیٹا عطا فرمایا۔ حضرت ایوب علیہ السلام سات سال بیمار رہے اس کے بعد دعا قبول ہوئی اور شفا حاصل ہوئی۔

جب اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعا میں اتنی تاخیر فرماتا ہے تو ہم گنہگاروں کی دعاؤں میں اگر تاخیر ہو جائے تو بڑی بات نہیں ہے لہٰذا دعا ترک نہیں کرنا چاہئے۔

دعاء الحال کے واقعات:

- حضرت انس ابن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص شام کے شہروں اور مدینہ منورہ کے درمیان تجارت کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے قافلوں کے ساتھ نہیں چلتا تھا بلکہ اکیلے سفر کرتا تھا ایک مرتبہ شام سے مدینہ منورہ سے واپس آ رہا تھا۔ اچانک اُسے گھوڑے پر سوار ڈاکو نے آ لیا اور تاجر سے کہا ٹھہر جاؤ۔ چنانچہ تاجر ٹھہر گیا۔ تاجر نے کہا آپ کو مال کی ضرورت ہے آپ سارا مال لے لیں اور چلے جائیں۔ ڈاکو نے کہا مال تو میرا ہی ہے مگر مجھے آپ کی جان کی ضرورت ہے تاجر نے دوبارہ سہ بارہ کہا کہ میرا مال لے جاؤ اور مجھے چھوڑ دو لیکن ڈاکو نے نہ مانا۔ تاجر نے کہا اچھا مجھے چار نفل ادا کرنے دو۔ ڈاکو نے اجازت دے دی۔ تاجر نے وضو بنایا اور چار رکعت نفل ادا کئے اور پھر دعا کے لئے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کے الفاظ یہ تھے:

یَاوَدُوْدُ یَاوَدُوْدُ یَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ یَامُبْدِئُ یَامُعِیْدُ یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ اَسْئَلُکَ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ مَلَأَتْ بِهٖ اَرْکَانُ عَرْشِکَ وَاَسْئَلُکَ بِقُدْرَتِکَ الَّتِیْ قَدَرْتَ بِھَا عَلٰی خَلْقِکَ وَبِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَامُغِیْثُ اَغِثْنِیْ (تین مرتبہ)

جب تاجر دعا سے فارغ ہوا تو اچانک اشہب گھوڑے پر سوار آدمی جس کا لباس سبز رنگ کا تھا آ گیا اور اس کے ہاتھ میں روشنی سے چمکتا ہوا نیزہ تھا جب ڈاکو نے سوار کو دیکھا تو تاجر کو چھوڑ کر سوار کے پاس پہنچا۔ جب ڈاکو اس کے قریب پہنچا تو سوار نے اس کو شدت کے ساتھ نیزہ مارا ڈاکو گھوڑے سے گر گیا پھر وہ سوار تاجر کے پاس آیا اور تاجر سے کہا جاؤ اب اس ڈاکو کو قتل کر دو۔ تاجر نے کہا آپ کون ہیں؟ میں نے تو کبھی کسی کو قتل نہیں کیا اور مجھے قتل کرنا اچھا نہیں لگتا۔ پھر سوار نے جا کر اس ڈاکو کو قتل کر دیا اور تاجر کو بتایا کہ میں تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں جب آپ نے ایک مرتبہ مذکورہ کلمات کے ساتھ دعا پڑھی تو آسمانوں کے دروازے کھلنے کی آواز آئی ہم نے سمجھا کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ جب تو نے دوسری مرتبہ دعا کی تو آسمانوں کے دروازے کھل گئے اور ان سے آگ کے شرارے نکل رہے تھے۔ جب تو نے تیسری دفعہ دعا کی تو آسمانوں سے جبرئیل علیہ السلام اترے اور بلند آواز سے پکارا مَنْ لِهٰذَا الْمَكْرُوْبِ اس غمزدہ آدمی کی کون مدد کرے گا۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے مدد کرنے کی اجازت ہو۔ مجھے اجازت مل گئی اور میں نے آپ کی مدد کی ہے۔ اے عبداللہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے جو شخص تیری اس دعا کے کلمات کے ساتھ کسی مصیبت اور غم اور حادثہ میں دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور مصیبت دور کر دے گا۔

پھر وہ تاجر مدینہ منورہ پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قصہ سنایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَقَّنَكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَسْمَاءَهُ الْحُسْنٰى الَّتِىْ اِذَا دُعِىَ بِهَا اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهَا اُعْطِىَ۔ تجھے اللہ عزوجل نے اپنے وہ اسماء حسنیٰ القاء فرمائے جنکے ساتھ جب دعا کی جائے وہ قبول فرماتا ہے اور جب انکے ساتھ سوال کیا جائے عطا فرماتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ بحوالہ نسائی اور ترمذی وغیرہما، ۲۹۸)

- استاذ ابوعلی دقاق سے روایت ہے کہ اپنے وقت کا عظیم سلطان یعقوب بن لیث بیمار ہوگیا۔ معالج عاجز آ گئے کسی نے کہا آپ کی سلطنت میں سہل بن عبداللہ تستری صالح آدمی رہتا ہے۔ اگر وہ دعا فرما دیں تو ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے۔ یعقوب بن لیث حضرت سہل کے پاس حاضر ہوا اور دعا کے لئے درخواست کی آپ نے فرمایا تیرے حق میں میری دعا کیسے قبول ہو گی جبکہ تیری جیل میں مظلوم لوگ قیدی ہیں۔ اس نے سب قیدیوں کو رہا کر دیا تو حضرت سہل نے دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَأَیْتَہٗ ذُلَّ الْمَعْصِیَۃِ فَارِہٗ عِزَّ الطَّاعَۃِ وَفَرِّجُ عَنْہُ اے اللہ جس طرح تو نے اسے گناہوں کی وجہ سے ذلت دکھائی اسی طرح اس کو نیکی کی عزت دکھا دے اور اس کو صحت عطا فرما دے۔ اسی وقت وہ صحیح ہو گیا۔ یعقوب سلطان نے کافی مال ہدیہ کیا تو آپ نے واپس کر دیا بعض لوگوں نے عرض کیا حضرت آپ ہدیہ کی رقم لے لیتے اور فقراء میں تقسیم کر دیتے۔ حضرت سہل نے صحراء میں موجود سنگریزوں کی طرف نظر کی تو سنگریزے جوہر اور موتی بن گئے۔ آپ نے فرمایا جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے یہ نظر دی ہو وہ یعقوب ابن لیث کے مال کا محتاج نہیں ہے۔ آپ کی دعا بھی دعاء الحال تھی آپ نے کوئی منقولہ دعا نہیں پڑھی تھی۔ (رسالہ قشیریہ)
- حضرت لیث سے روایت ہے کہ میں نے عقبہ بن عامر کو دیکھا وہ نابینا تھے۔ پھر میں نے دیکھا تو وہ بینا ہو چکے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کس چیز سے تم بینا ہو گئے ہو۔ انہوں نے فرمایا مجھے خواب میں ایک شخص نے بتایا کہ تم کہو: یَا قَرِیْبُ یَامُجِیْبُ یَاسَمِیْعَ الدُّعَاءِ یَالَطِیْفًا لِمَا یَشَاءُ رُدَّ عَلَیَّ بَصَرِیْ میں نے جب یہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھیں واپس کر دیں۔

- زوال نعمت کے بعد اگر مذکورہ کلمات کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ دوبارہ نعمت عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔
- محمد ابن خزیمہ سے حکایت کی گئی ہے وہ کہتے ہیں جب احمد بن حنبل فوت ہوئے تو میں اسکندریہ میں تھا مجھے آپ کی وفات سے نہایت صدمہ پہنچا میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ وہ جنت میں ٹہل رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے احمد یہ کیسا چلنا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ خادموں کا دارالسلام میں چلنا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا۔ انہوں نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے اور تاج پہنایا ہے اور سونے کے جوتے پہنائے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے احمد یہ تمہارے اس قول کی وجہ سے ہے کہ تو نے کہا قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ پھر فرمایا اے احمد مجھ سے ان کلمات کے ساتھ دعا مانگو جو تمہیں سفیان ثوری سے پہنچے تھے اور دنیا میں ان کلمات کے ساتھ تو دعا مانگا کرتا تھا۔ تو میں نے وہ کلمات پڑھے، وہ یہ ہیں۔

یَا رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ بِقُدْرَتِکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اِغْفِرْلِیْ کُلَّ شَیْءٍ وَّلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے احمد یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جاؤ۔ (رسالہ قشیریہ)

- یہ دعائیہ کلمات نہایت مفید ہیں لہٰذا ان کلمات سے دعا کرنا چاہئے۔
- حضرت عبدالرحمٰن بن احمد نے کہا میں نے باپ سے سنا ایک عورت حضرت تقی بن مخلد کے پاس آئی اور عرض کیا میرے بیٹے کو رومی عیسائیوں نے گرفتار کر لیا ہے۔ میرے پاس صرف چھوٹا سا گھر ہے اور میں اس کو بیچنا نہیں چاہتی۔ اگر آپ کسی کو اشارہ فرمائیں جو میرے بیٹے کا فدیہ دے کر اُسے رہا کرا

دے تو مہربانی ہوگی کیونکہ میری پریشانی کا حال یہ ہے نہ میرا دن ہے اور نہ رات اور نہ نیند ہے۔ آپ نے جواب دیا ٹھیک ہے آپ چلی جائیں تاکہ میں اس معاملہ میں کچھ غور کرلوں۔ جب وہ عورت چلی گئی آپ نے چہرہ مبارک گریبان میں ڈال کر کچھ پڑھا اور خاموش ہو گئے۔ ایک مدت کے بعد وہ عورت اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت تقی بن مخلد کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیں اور عرض کیا میرا بیٹا آپ کی دعا سے سلامتی کے ساتھ واپس آ گیا ہے اور یہ اپنی کہانی خود سناتا ہے۔

نوجوان لڑکے نے کہا میں رومی بادشاہ کی قید میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ جیل میں تھا بادشاہ کا ایک آدمی ہم سے روزانہ کام کراتا تھا۔ ہمیں صحراء لے جاتا تھا اور کام کرواتا تھا۔ پھر واپس لاکر جیل میں بند کر دیتا تھا۔ ہمارے پیروں میں زنجیر لگے ہوتے تھے ایک دن ہم مغرب کے بعد واپس لوٹے تو میرے قدموں سے زنجیر کھل کر گر گیا یہ وہی دن اور وقت بتایا جس دن ان کی ماں حضرت تقی بن مخلد کے پاس گئی تھی۔ نوجوان نے کہا مجھے وہ آدمی اپنے افسر کے پاس لے گیا اس نے کہا تو نے اس زنجیر کو خود توڑ دیا ہے۔ میں نے کہا نہیں یہ زنجیر خود گر گیا افسر نے پھر مجھے زنجیروں میں جکڑ دیا۔ میں چند قدم چلا تو پھر زنجیر ٹوٹ کر زمین پر گر گیا وہ افسر اور اس کے ساتھی حیران ہو گئے۔ اپنے راہبوں اور علماء کو بلایا انہوں نے کہا کیا تمہاری والدہ زندہ ہے، نوجوان نے کہا ہاں میری والدہ زندہ ہے۔ راہبوں نے کہا تیری ماں کی دعا قبول ہوگئی اب تمہیں زنجیروں میں باندھنا ممکن نہیں رہا۔ نوجوان نے کہا انہوں نے مجھے زادِ سفر دیا اور مجھے مسلمانوں کے علاقہ تک پہنچوا دیا۔

- باپ اور ماں اور اولیاء اللہ کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے والدین اور صالحین سے مشکلات میں دعا کرانا چاہئے۔
- تفسیر قرطبی میں ہے جو شخص درج ذیل آیت پڑھ کر دعا مانگے اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمائے گا۔

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے غیب اور شہادت کے جاننے والے تو ہی فیصلہ کرے گا اپنے بندوں کے ان امور میں جن میں اختلاف کرتے تھے۔

- حضرت ابو الدرداء سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو شخص صبح اور شام سات سات مرتبہ درج ذیل آیت تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اس کے ہر اہم کام میں کفایت کرے گا۔ خواہ وہ شخص اس آیت کے مفہوم کے ساتھ صادق ہو یا کاذب۔ (قرطبی سورۃ توبہ) آیت یہ ہے:

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے نہیں کوئی عبادت کا مستحق مگر وہی اللہ تعالیٰ اسی پر توکل کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب مریضوں اور نابیناؤں اور لاعلاج مرضوں کے لئے دعا فرماتے تھے وہ صحیح ہو جاتے تھے۔ یہ آپ کا معجزہ تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے لیکن پہلے درج ذیل کلمات پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اِلٰہُ مَنْ فِی السَّمَاءِ وَاِلٰہُ مَنْ فِی الْاَرْضِ لَا اِلٰہَ فِیْھِمَا غَیْرُکَ وَاَنْتَ جَبَّارُ مَنْ فِی السَّمَاءِ وَجَبَّارُ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَلَا جَبَّارَ فِیْھِمَا غَیْرُکَ وَاَنْتَ مَلِکُ مَنْ فِی السَّمَاءِ وَمَلِکُ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَلَا مَلِکَ فِیْھِمَا غَیْرُکَ قُدْرَتُکَ فِی الْاَرْضِ کَقُدْرَتِکَ فِی السَّمَاءِ وَسُلْطَانُکَ فِی الْاَرْضِ کَسُلْطَانِکَ فِی السَّمَاءِ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْکَرِیْمِ وَوَجْھِکَ الْمُنِیْرُ وَمُلْکِکَ الْقَدِیْمِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

وھب ابن منبہ فرماتے ہیں اس دعا کے خواص سے ہے کہ اگر گھبراہٹ اور خوف زدہ اور مجنون وغیرھما پر پڑھی جائے یا لکھ کر مریض کو پلائی جائے تو اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائے گا۔ (روح المعانی، ص۳/۱۶۹، مطبوعہ بیروت)

● حضرت علاء بن حضرمی نے جب بحرین فتح فرمایا درمیان میں سمندر تھا اور کشتیوں کے ذریعہ دوسرے ساحل تک ایک دن اور ایک رات کا سفر تھا۔ آپ نے درج ذیل دعا پڑھی اور گھوڑا سمندر میں ڈال دیا اور آپ کے ساتھیوں نے آپ کے پیچھے گھوڑے سمندر میں ڈال دیئے۔ لہٰذا پانی خشک ہوگیا آپ بمع لشکر دوسرے ساحل پر پہنچے اور بحرین فتح کر کے ایک ہی دن واپس لوٹ آئے۔ وہ دعا یہ ہے:

یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَاحَکِیْمُ یَاکَرِیْمُ یَااَحَدُ یَاصَمَدُ یَاحَیُّ یَامُحْیِیْ یَاقَیُّوْمُ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَارَبَّنَا۔

اوربعض روایات میں یہ الفاظ منقول ہیں۔ یَاعَلِیُّ یَاعَظِیْمُ یَاحَلِیْمُ یَاکَرِیْمُ
(بدایہ ونہایہ، ۳۵/۵)

● حضرت سعد بن ابی وقاص نے مدائن فتح فرمایا۔ درمیان میں دریائے دجلہ بہہ رہا تھا۔ آپ نے درج ذیل کلمات پڑھ کر گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ دجلہ کو اس طرح عبور کیا جس طرح صحراء کو عبور کیا جاتا ہے۔ ایک مجاہد کا پیالہ گر گیا تو اس نے کہا یااللہ میرا پیالہ ضائع نہ ہو، دریا نے وہ پیالہ ساحل پر پھینک دیا۔ صحابہ کرام کے کلمات یہ تھے۔

نَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ
لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (بدایہ ونہایہ، ص ۳۸/۵)

● حضرت سعید ابن میّب فرماتے ہیں ایک رات کچھ وقت گزرا مجھے خیال آیا صبح ہوگئی ہے۔ مسجد چلا گیا وہاں میرے سوا کوئی نہ تھا۔ معلوم ہوا ابھی صبح نہیں ہوئی میں سو گیا میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہے:

اَیُّھَا الْمُبْتَلٰی فَرَقًا لَاتَفْرَقْ وَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَلِیْکٌ مُّقْتَدِرٌ مَا تَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ تَکُوْنُ ثُمَّ سَلْ مَا بَدَالَکَ فَمَا سَئَلْتَ اللّٰہَ تَعَالٰی شَیْئًا اِلَّا اِسْتَجَابَ (ضیاء القرآن، ۶۲/۵)

اے خوف میں مبتلا خوف نہ کر اور کہو اے اللہ بے شک تو بادشاہ ہے قدرت والا ہے جس امر کو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ پھر جو ظاہر ہو تیرے لئے وہ مانگ پس نہیں سوال کرے گا کسی شیء کا اللہ تعالیٰ سے مگر وہ عطا فرمائے گا۔

علامہ آلوسی نے مذکورہ روایت نقل کرنے کے بعد کہا میں کہتا ہوں اور پیر

کرم شاہ رحمہ اللہ صاحب نے کہا میں کہتا ہوں اور میں فقیر لاشی محمد رفیق حسنی بھی کہتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ مَلِیْکٌ مُّقْتَدِرٌ مَّا تَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ تَكُوْنُ فَاَسْعِدْنِیْ فِی الدَّارَیْنِ وَكُنْ لِّیْ وَلَا تَكُنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ وَاَعِذْنِیْ مِنْ هَمِّ الدُّنْیَا وَقَهْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَاَقُوْلُ اَیْضًا اَسْئَلُکَ الصِّحَّةَ وَالْقُوَّةَ مَعَ الْعِفَّةِ وَالْاِیْمَانَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلِّ اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

- حضرت علی نے روایت کیا جو شخص عصر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت نفل ادا کرے اور ان کے آخری التحیات میں درج ذیل دعا مانگے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ کیونکہ یہ وہ کلمات ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔

کلمات دعائیہ:

تَمَّ نُوْرُکَ فَهَدَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ عَظَمَ حِلْمُکَ فَعَفَوْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ بَسَطْتَّ یَدَکَ فَاَعْطَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَجْهُکَ اَكْرَمُ الْوُجُوْهِ وَجَاهُکَ اَعْظَمُ الْجَاهِ وَعَطِیَّتُکَ اَفْضَلُ الْعَطِیَّةِ وَاَهْنُؤُهَا. تُطَاعُ رَبَّنَا فَتَشْكُرَ وَتُعْصٰی رَبَّنَا فَتَغْفِرَ وَتُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ وَتَكْشِفُ الضُّرَّ وَتَشْفِی السَّقِیْمَ وَتَغْفِرُ الذَّنْبَ وَتَقْبَلُ التَّوْبَةَ وَلَا یَجْزِیْ بِاٰلَائِکَ اَحَدٌ وَلَا یَبْلُغُ مَدْحَتَکَ قَوْلُ قَائِلٍ۔

(سبل الهدی والرشاد، ۸/ ۲۷۸)

● حافظ ابوبکر نے عمل الیوم واللیلۃ میں لکھا ہے کہ حضرت انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ جس نے نماز کے بعد اپنی ہتھیلیوں کو دعا کے لئے اُٹھایا پھر درج ذیل دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کی دعا رد نہ کرے اور اس کے ہاتھ خالی نہ لوٹائے۔ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِلٰھِیْ وَاِلٰـہَ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَاِلٰہَ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَسْتَجِیْبَ دَعْوَتِیْ فَاِنِّیْ مُضْطَرٌّ وَتَعْصِمَنِیْ فِیْ دِیْنِیْ فَاِنِّیْ مُبْتَلٰی وَتَنَالَنِیْ بِرَحْمَتِکَ فَاِنِّیْ مُذْنِبٌ وَتَنْفِیَ عَنِّیْ الْفَقْرَ فَاِنِّیْ مُتَمَسْکِنٌ۔ (فتاویٰ رضویہ رضا فاؤنڈیشن، ص ۸/ ۵۵۸)

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ سے یا کسی انسان سے کوئی حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نفل پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثناء کرے پھر کثرت سے درود شریف پڑھے اس کے بعد ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگے۔

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِسْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ (فتاویٰ رضویہ)

● حضرت جعفر بن بلقان فرماتے ہیں عیسیٰؑ درج ذیل دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ لَا اَسْتَطِیْعُ دَفْعَ مَا اَکْرَهُ وَلَا اَمْلِکُ نَفْعَ مَا اَرْجُوْ وَاَصْبَحَ الْاَمْرُ بِیَدِکَ وَلَا بِیَدِ غَیْرِیْ وَاَصْبَحْتُ مُرْتَهِنًا بِعَمَلِیْ فَلَا فَقِیْرَ اَفْقَرُ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ لَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوِّیْ وَلَا تَسُوْءُ بِیْ صَدِیْقِیْ وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیَّ مَنْ لَّا یَرْحَمُنِیْ (بدایہ ونہایہ، ۵۶۸/۱)

- سجدے میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ قرطبی میں آیت واسجد واقترب کے تحت مذکور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِی الدُّعَاءِ فَاِنَّهٗ قَمِنٌ (خَلِیْقٌ) اَنْ یُّسْتَجَابَ لَکُمْ۔ (سورۃ علق، ۹۶/۱۹)

اور لیکن سجود اس میں دعا کے لئے مشقت اٹھاؤ کیونکہ سجدہ میں دعا قبول کئے جانے کی زیادہ مستحق ہے۔

- اللہ تعالیٰ کو تہجد کے وقت استغفار بہت پسند ہے۔

رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَهُمُّ بِعَذَابِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی عُمَّارِ بُیُوْتِیْ وَ اِلَی الْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَاِلَی الْمُتَهَجِّدِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ صَرَفْتُ عَنْهُمُ الْعَذَابَ لَهُمْ۔ (۳۹/۴؛ قرطبی)

حضرت انس سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا انہوں نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اہل ارض کے لئے عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں پس جب اپنے

گھر کا عمرہ کرنے والوں اور میری وجہ سے باہم محبت کرنے والوں اور تہجد پڑھنے اور سحری کے وقت استغفار کرنے والوں کی طرف نظر کرتا ہوں تو اُن سے عذاب پھیر دیتا ہوں، ان کی وجہ سے۔

● سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام درج ذیل کلمات کبھی ترک نہ کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُبِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ۔

(قرطبی، سورۃ انعام، آیت ۶۵)

● غالب قطان سے روایت ہے کہ میں تجارت کے لئے کوفہ پہنچا۔ میں حضرت اعمش کے قریب ایک مکان میں ٹھہرا رہا آپ کی خدمت میں کبھی کبھی حاضری دیتا رہتا تھا جس رات میں صبح بصرہ جانے والا تھا میں آپ کے پاس تھا آپ رات کو تہجد کیلئے اُٹھے اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۔ پھر حضرت اعمش نے کہا میں اس کی شہادت دیتا ہوں جس کی شہادت اللہ تعالیٰ نے دی اور اس شہادت کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ودیعت رکھتا ہوں اور آپ نے تین مرتبہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ پڑھا۔

غالب قطان کہتے ہیں جب میں صبح بصرہ جانے کے لئے وداع کے ارادہ

سے حضرت اعمش کے پاس حاضر ہوا میں نے عرض کیا آپ نے آج رات یہ آیت پڑھی تھی آپ نے اس کے متعلق مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔ حالانکہ میں آپ کے پاس ایک سال سے موجود ہوں آپ نے فرمایا آج سے ایک سال بعد اس آیت کے متعلق بتاؤں گا۔ غالب قطان کہتے ہیں میں نے تاریخ لکھ لی اور بصرہ جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور کوفہ میں ہی قیام رہا جب ایک سال گزرا تو میں نے عرض کیا اے ابا محمد سال گزر گیا ہے آپ نے بیان فرمایا۔ مجھے ابو وائل نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ عبداللہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اس آیت کے پڑھنے والے کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے نے میرے لئے عہد کیا تھا اور میں عہد پورا کرنے کا زیادہ حق دار ہوں۔ میرے بندے کو جنت میں داخل کر دو۔

● حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سوتے وقت شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو الآیۃ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ستر ہزار فرشتے پیدا فرماتا ہے وہ فرشتے اس کے لئے قیامت تک استغفار کرتے رہیں گے۔ (قرطبی، ۴/۲۴)

● حضرت سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت موجود تھے جو کہ ہر قبیلہ کا ایک بت تھا یا دو بت تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سارے بت سجدے میں گر گئے۔ (۴/۲۴، قرطبی)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

خاک پائے اہلِ ایمان
محمد رفیق حسنی عفی عنہ

